فہرست حصہ دوم افادۃ الافہام

تمت

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریر سابق سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب اس لحاظ سے کہ خود معجزے نہین دکھلا سکتے عقلی معجزے اختراع کئے جسکی وجہ سے اونکو حقیقی معجزات کی توہین کی ضرورت ہوی اوران معجزات کو ایک قسم کا سحر اور انبیا کو ساحر قرار دیا۔ اور خدا تعالی نے جو اپنے کلام قدیم مین اونکی تعریفین کین اور فضائل بیان کئے اوسکی کچھہ پروا نکی۔ اسیطرح احادیث بھی چونکہ اونکے دعودن کو ثابت نہین ہونے دیتے تھے اسلئے مثل اور فرق باطلہ کے انہون نے احادیث کو بھی ساقط الاعتبار بنانے مین کوی دقیقہ اٹھا نہ رکھا چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۵ مین ایک طولانی تقریر کے بعد لکھتے ہین کیون جائز نہین ہے کہ راویون نے عمدا یا سہوا بعض احادیث کی تبلیغ مین خطا کی ہو انتہی ہم یہان تہوڑا سا حال احادیث کے اہتمام کا بیان کرتے ہین جس سے خود معلوم ہو جائیگا کہ علما رحمہم اللہ نے کس قدر جان فشانیان کر کے سرمایۂ حدیث ہمارے لئے فراہم اور محفوظ کر رکھا ہے اور وہ کس قدر قابل اعتبار ہے۔

امام نووی رح نے تقریب مین لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ احکام سے فارغ ہوکر عالم جاودانی کو جب تشریف لے گئے اوسوقت ایک لاکھہ چودہ ہزار

صحابیہ موجود تھے۔ اہل اسلام پر صحابہ کی حالت پوشیدہ نہین کہ اشاعت دین
مین کیسے ساعی تھے اس سے بڑہکر کیا ہو کہ اس راہ مین جان دینا اونکے نزدیک
پوری کامیابی اور سعادت ابدی تھی جو اونکے کارنامون سے اظہر من الشمس ہے
اونکے ذہنون مین یہہ بات جمی ہوی تھی کہ ہمارا دین وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشادات فرماے ہین اوس اس حیثیت سے کہ یہہ دین ناسخ
ادیان ہے سواے قرآن و حدیث کے اونکو نہ کسی کتاب سے تعلق تہا نہ کسی
علم سے۔ یہہ بات ظاہر ہے کہ مقتضاے طبیعت انسانی ہے کہ جس قوم مین کوی
بزرگ جلیل القدر ہو اوسکی ادنی ادنی بات اوس قوم مین شہرت پاتی ہے اسیوجہ
سے سلاطین و امراے نامدار کی ہر بات تمام ملک مین مشہور ہو جاتی ہے۔
جب عموماً یہہ حال ہو تو سردار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و
حرکات و سکنات کو ان عشاق جانباز نے اسلامی دنیا مین کیا کچہہ شہرت
نہ دی ہوگی پہر جب حاضرین کو بار بار حکم فلیبلغ الشاہد الغایب ہوا کرتا تھا
یعنے جو کچہہ دیکہو اور سنو غائبون کو پہونچا دیا کرو اس حکم صریح نے تو ان حضرات
پر اشاعت کو فرض ہی کر دیا پھر اوس زمانہ مین سواے قرآن و حدیث کوی
علم ہی نہ تھا اور علم کے فضائل مین جو احادیث بکثرت وارد ہین پوشیدہ نہین
جن سے ثابت ہے کہ وہ تمام عبادات بلکہ جہاد سے بہی افضل ہے تو قیاس کیا جاے
کہ وہ حضرات جو تحصیل کمالات اخروی پر جان دیتے تھے تعلیم و تعلم قرآن و
حدیث پر کس قدر حریص اور اس مین ساعی ہونگے۔ الغرض متعدد قراین قویہ
سے ثابت ہے کہ اوس زمانہ مین احادیث نبویہ مثل قران متداول تہین اور تعلیم

پوری قوم اونکی حفاظت مین مصروف اور سرگرم تھی اور جہان جہان اسلام اپنی
روزافزون ترقیون سے قدم بڑھاتا اور پہونچتا گیا اوسکے ساتھہ ساتھہ علم بھی پہلو
بہ پہلو ترقی کرتا رہا اور نزدیک اور دور والے اِس سحاب جان بخش سے ایک سان
سیراب تھے۔ تقریباً ایک صدی تک اِن اکابردین کے سینے اِس گنجینۂ بیبہا کے
صندوق بنے رہے جب تابعین کا زمانہ صحابہ کے انوار و فیوض سے خالی ہوگیا تو
یہہ رائے قرار پائی کہ اِن علوم نبویہ کی حفاظت کا طریقہ اب یہی ہے کہ قید کتابت مین
لائے جائین چنانچہ اوسوقت سے کتابین تصنیف ہونے لگین یہہ زمانہ وہ تھا
کہ غیراقوام کے لوگ اسلام مین بہت کچھہ داخل ہوچکے تھے اور مذاہب باطلہ کی
بنیادین پڑچکی تھین اور جس طرح خودغرض بے دینون کی عادت ہے بہت سے
شریرالنفس اِس تاک مین لگے ہوے تھے کہ اگر کوئی داؤ چل جاوے تو اپنی ڈیڑھ
اینٹ کی مسجد علیحدہ کرکے مقتدا بن بیٹھین چنانچہ بہت سے حمقا اونکے دام مین
پھنس بھی گئے جسکا حال تواریخ سے ظاہر ہے اسلئے علمانے یہہ التزام و اہتمام
کیا کہ جب تک پورے طور سے راویون کی دیانت و تقوی ثابت نہوا اون سے
روایت نہ لی جاوے اور اگر ناعلمی سے کوئی روایت لی بھی جاے تو جب کوئی بے دینی
ثابت ہوجاے اوسکی کل روایتین ساقط الاعتبار کردے جائین۔ اور تحقیق کی
یہہ کیفیت کہ جب کوئی دوشخص ہم مشرب ملتے تو جرح و تعدیل ہی مین بحث آتی
اور اپنے اپنے تجربون سے جو کچھہ ثابت ہوتا ایک دوسرے کو خبر دیتے جس سے
ایک بڑا فن رجال کا مدون ہوا جس مین ہر راوی کے جرح و تعدیل سے متعلق چشم دید
واقعات مذکور ہین۔ غرض کہ اس تحقیق و تنقیح سے گو بعض صحیح روایتین جو اِس

قسم کے لوگون سے مروی تہین متروک ہوگئین لیکن بہت بڑا فائدہ یہہ ہوا کہ بنائی ہوئی
روایتون کی قلعی کہل گئی اور ساقط الاعتبار کردی گئین اور یہی طریقہ علما مین
جاری رہا اگرچہ ایسے لوگون کی روایتین متروک کردی جاتی تہین مگر بعض روایات
جو راوی کے غیر متدین ہونے پر دلیل تہین وہ زبان زد تہین مثلاً تدریب الراوی
مین امام سیوطی رح نے لکہا ہے کہ محمد ابن سعید شامی نے یہہ روایت کی عن حمید

عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی الا ان یشاء اللہ

چونکہ اس شخص کو نبوت کا دعوی کرنا منظور تہا اس لئے اوسنے اس حدیث مین
الا ان یشاء اللہ بڑہا دیا اور اوسکے بعد نبوت کا دعوی کیا مگر اوس زمانہ مین
ایسی زیادتیان اور داؤپیچ کب چل سکتے تھے آخر وہ سولی پر چڑہایا گیا اور
اوسکی روایتین موضوعات مین شامل کی گئین اسیطرح وہ روایات جو قبل
تحقیق کتابون مین درج ہوچکی تہین وہ بہی باقی رہگئی تہین ایسی احادیث
کے لئے محدثین رح نے خاص خاص کتابین تصنیف کین اور سب موضوعات
کو اون مین داخل کردیا چنانچہ یہہ بہی ایک فن جداگانہ مدون ہوگیا۔ فن اصول
حدیث کے دیکہنے سے یہہ بات مبرہن اور منکشف ہوجاتی ہے کہ اکابر
محدثین رحمہم اللہ نے کیسی کیسی جان فشانیان اور موشگافیان کرکے آخری
زمانہ والون کے لئے اونکے دین کا سرمایہ محفوظ رکہا ہے اونکی محنت کا
اندازہ اس روایت سے ہوسکتا ہے جو شرح اشباہ النظائر مین منقول ہے

ذکر البزازی فی المناقب عن الامام البخاری الرجل لا یصیر محدثا کاملا الا
ان یکتب اربعاً مع اربع کاربع مع اربع فی اربع عند اربع باربع علی

ربع عن اربع لاربع وهذه الرباعيات لاتتم الا باربع مع اربع
فاذا تمت له كلها هانت عليه اربع وابتلي باربع فاذا صبر اكرمه الله
تعالى في الدنيا باربع واثابه في الاخرة باربع اما الاولى فاخبار الرسول
صلى الله عليه وسلم وشرائعه واخبار الصحابة ومقاديرهم والتابعين واحوالهم وسائر العلما
وتواريخهم مع اربع اسماء رجالهم وكناهم وامكنتهم وازمنتهم كاربع التحميد مع الخطب
والدعا مع الترسل والتسمية مع السورة والتكبير مع الصلوات مع اربع المسندات
والمرسلات والموقوفات والمقطوعات في اربع في صغره في ادراكه في شبابه
في كهولته عند اربع عند شغله عند فراغه عند فقره عند غناه باربع بالجبال بالبحار
بالبراري بالبلدان على اربع على الحجارة على الاخراف على الجلود على الاكتاف الى الوقت
الذي يمكن نقلها الى الاوراق عن اربع عمن هو فوقه وعمن دونه ومثله وعن كتاب ابيه اذا
علم انه خطه لاربع لوجه الله ورضاه وللعمل به وان وافق كتاب الله تعالى ولنشرها
بين طالبيها واحياء ذكره بعد موته ثم لاتتم له هذه الاشياء الا باربع من كسب العبد و
هو معرفة الكتابة واللغة والصرف والنحو مع اربع من عطاء الله تعالى الصحة والقدرة
والحرص والحفظ فاذا تمت له هذه الاشياء هانت عليه اربع الاهل والولد والمال والوطن
وابتلي باربع بشماتة الاعداء وملامة الاصدقاء وطعن الجهال وحسد العلماء فاذا صبر
اكرمه الله تعالى في الدنيا باربع بعز القناعة وبهيبة النفس ولذة العلم وحيوة الابد
واثابه في الاخرة باربع بالشفاعة لمن اراد من اخوانه وبظل العرش حيث لاظل الا ظله
والشرب من الكوثر وجوار النبيين في اعلى عليين فان لم يطق احتمال هذه المشاق
فعليه بالفقه الذي يمكنه تعلمه الخ

ماحصل اسکا یہہ ہے کہ آدمی کامل محدث نہین ہوسکتا جب تک امور ذیل پر پورے طور سے واقف اور ماہر نہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخبار اور جو احکام حضرت مقرر فرماے ہین اور نیز صحابہ کے اخبار و حالات اور تابعین اور جمیع علما کے احوال اور تواریخ اور ہر ایک کا نام اور کنیت اور وطن اور زمانہ اور احادیث کے اقسام کہ کونسی حدیث مسند ہے اور کونسی مرسل اور منقطع اور موقوف وغیرہ ہے اسکے سوا رسم الخط اور صرف و نحو اور لغت کا بھی ماہر ہو اور عمر بہر خالصاً لوجہ اللہ اسی کام مین لگا رہے۔

فن رجال کے واقفین پر یہہ امر پوشیدہ نہین کہ جتنے اکابر محدثین تھے وہ سب ان صفات کے ساتھہ متصف تھے۔ اور یہہ سب باتین اونکو ازبر تہین۔ اگرچہ بظاہر یہہ امر کسیقدر مستبعد معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے یہہ استبعاد رفع ہوسکتا ہے۔ آخر قوت حافظہ کے مدارج ہین بعض حافظے ایسے بھی ہوسکتے ہین کہ جو چیز انہون نے دیکھا یا سُنا وہ کنقش فی الحجر ہوگئی جیسے عکسی تصاویر بین ہوتا ہے اور اسکے نظائر مروجہ اِس زمانہ مین بھی موجود ہین مثلاً بعض وکلا کو کل قانونی کتابین ایسی ازبر ہوتی ہین کہ جو مضمون پوچھی اوسکا دفعہ وغیرہ بتلاکر صدہا نظایر اور فیصلون کے پورے پورے مضامین پیش کردیتے ہین۔ اصل سبب اِسکا یہہ ہے کہ حق تعالیٰ کو اِس دین کی حفاظت منظور ہے جو قولہ تعالیٰ وانا لہ لحافظون سے ظاہر ہے اِسلئے ایسے ایسے افراد منتخب روزگار پیدا کرکے اون سے یہہ کام لیا اُن حضرات نے وہ وہ موشگافیان کین کہ فن حدیث ایک سو فنون پر مشتمل ہوگیا جسکی تصریح امام سیوطی رح نے تدریب الراوی مین کی ہے اور ان حضرات

نے بفضلہ تعالیٰ اون مین اعلیٰ درجہ کی ترقی کرکے اون سب کو کمال کو پہونچا دیا۔
اب اہل انصاف غور فرما دین کیا اُن حضرات کے روبرو کسی کے داؤپیچ اسلام
مین چل سکتے تھے۔ کیا ممکن ہے کہ کسیکی بنای ہوی حدیث انکی غامض نظرون
سے چھپ کر صحت کے پیرایہ مین آسکتی تھی۔ اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو
ہمارے یہان کی ضعیف حدیث دوسری ملتون کی قوی اور صحیح روایتون سے
بدرجہا قوی ہوگی۔

اول ما آخر ہر منتہی ۔ آخر ما جیب تمنا تھی

مرزا صاحب جو کہتے مین کہ ممکن ہے کہ راویون نے عمداً یا سہواً خطا کی ہوگی سو
یہہ ظاہرا درست ہے کیونکہ امکان کا دائرہ ایسا وسیع ہے کہ جس چیز کا نہ کبھی
وجود ہوا ہو نہ ہوگا وہ بھی اوس مین داخل ہے۔ مگر یہہ بھی تو ممکن ہے کہ اُن حضرات
نے نہ عمداً خطا کی ہو نہ سہواً پھر اسکی کیا وجہ کہ خطا کا امکان پیش کرکے وہ اکابر
دین نشانہ ملامت بنائے جائین۔ قراین مذکورہ بالا پر نظر ڈالنے کے بعد یہہ
امر پوشیدہ نہین رہ سکتا کہ ہزارہا اکابر دین اور متدین علمانے جب فن حدیث کا
اُسقدر اہتمام کیا ہے تو صرف ایک خفیف سا احتمال اس قابل نہین کہ اوسکے مقابل
پیش ہوسکے یہان یہہ امر قابل غور ہے کہ اکابر محدثین جنہون نے نہ سلاطین و امرا
کی صحبت اختیار کی جس سے احتمال ہو کہ اونکی خاطر سے کوی حدیث بنای ہو نہ
اشاعت علوم پر ماہوار یا کسی قسم کا چندہ مقرر کیا جس سے خیال ہو کہ کثرت احادیث
کی ضرورت سے کچھہ حدیثین بنائی ہون اُن حضرات نے تو اشاعت علوم مین
جان دینے مین بھی دریغ نہین کیا چنانچہ امام نسای رح کا حال مشہور و معروف ہے

کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کی حدیثین شایع کرنے کی غرض سے شام
تشریف لے گئے جہان علی کرم اللہ وجہہ کی سخت منقصت ہوا کرتی تھی اور جان
کی کچھہ پروا نکی چنانچہ اسی جرم مین شہید کے گئے ایسے حضرات کی روایات
مین تو اقسام کے احتمالات پیدا کئے جائین اور مرزا صاحب عیسویت اور
وحی کی وجہ سے لاکھون روپیہ حاصل کرین اونکی تعبیرون مین احتمال بھی قایم
نہ کیا جاسے عجیب بات ہے اگر عقل سے تھوڑا بھی کام لیا جاسے تو
معاملہ بالعکس ثابت ہو جائیگا۔ فن اصول حدیث و فقہ مین یہہ بحث نہایت
مبسوط ہے کہ احادیث صحیحہ قابل تصدیق اور واجب العمل ہین۔ انھین احادیث
پر اکثر مسائل فقہ کا دار و مدار ہے اگر وہ بے اعتبار قرار دے جائین تو
تمام مذاہب حقہ درہم و برہم ہو جائینگے اور بے دینون کو آیات قرآنیہ مین
تصرف کا موقع ہاتھہ آ جائیگا چنانچہ ملاحدہ نے یہی کام کیا ہے۔ اِس مین
شک نہین کہ جو چیز تواتر سے ثابت ہو اوسکا علم یقینی اور ضروری ہوتا ہے
اور احادیث غیر متواترہ کا علم ظنی ہے مگر شریعت نے اِس ظن غالب کو
اعتبار کر لیا ہے۔ دیکھہ لیجئے دو گواہون کی خبر سے جملہ حقوق ثابت ہو جاتے
ہین یہان تک کہ انھین دو گواہون کی گواہی سے مسلمان کا قتل قصاص مین
مباح ہو جاتا ہے اب دیکھئے کہ دو شخصون کی خبر کسی طرح متواتر نہین ہو سکتی
بلکہ اوس سے صرف ظن غالب ہو جاتا ہے باوجود اسکے شریعت نے اوسکا
اعتبار کر لیا ہے۔ اسیطرح ثبوت نسب صرف باپ کے اقرار پر ہو جاتا ہے
اگر اسکے لئے تواتر شرط ہو تو ممکن نہین کہ کوئی شخص اپنے آبا و اجداد کی میراث

اور جائداد کا مالک بنے۔ پھر باپ جو لڑکے کے نسب کا اقرار کرتا ہے اوسکا مدار
صرف ظن غالب پر ہے جو اپنی زوجہ کے بیان اور قراین خارجیہ مثل عفت وغیرہ
کے لحاظ سے اوسکو حاصل ہوتا ہے اگر اس ظن غالب کا اعتبار نکر کے کسی غیور
شخص کے نسب مین نا شایستہ احتمال پیش کئے جائین تو کیا ان احتمالون کو وہ
قابل تسلیم سمجھیگا یا کسی اور طریقہ سے پیش آئیگا جو دشنام کے جواب مین اختیار
کیا جاتا ہے۔ اسیطرح جہان قبلہ مشتبہ ہو جائے تو ظن غالب پر عمل لازم ہو جاتا ہے
گو وہ خلاف واقع ہو اور اسیطرف نماز صحیح بھی ہو جاتی ہے گو غیر سمت قبلہ کی
طرف پڑھی ہو۔ غرض کہ جو چیز ظن غالب سے ثابت ہوتی ہے شرعاً عرفاً عقلاً
قابل تصدیق سمجھی جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب جو احتمال ضعیف
پیش کر کے احادیث کو بے اعتبار بنانا چاہتے ہین اہل اسلام اوسکو ہرگز جائز
نہین رکھہ سکتے۔ کیونکہ یہہ بات گویا فطرتی ہے کہ ہر قوم اپنے مقتدا اور پیشوا
کی باتین جو اونکے اسلاف نے اون تک پہونچاے ہین اونکو قابل قبول اور ادنکے
مخالفین کتنے ہی احتمال پیدا کرین اونکو لغو سمجھتے ہین اسیوجہ سے مرزا صاحب کی
کوی بات نہ نصاریٰ مین فروغ پای نہ آریہ وغیرہ مین۔ باوجودیکہ براہین احمدیہ
مین انھون نے اقسام کے احتمال اونکے مذاہب مین پیدا کر دئے۔ پھر مسلمانون
پر یہہ آفت کیون آگئی کہ جسنے جیسا کہدیا اوسکی چل گئی اور ایسے شخص کے مقابلہ
مین کل اسلاف جن مین فقہا محدثین اور اولیاء اللہ شریک ہین سب جھوٹے سمجھے جاتے ہیں۔
مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۵۴ مین لکھتے ہین کہ اکثر احادیث اگر صحیح بھی ہون
تو مفید ظن ہین و الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ اس کا جواب یہہ ہے کہ یہہ آیت

کفار کی شان مین ہے۔ اونکی عادت تھی کہ جب قیامت وغیرہ امور حقہ کا ذکر سنتے تو اوسکے خلاف مین اٹکل کی باتین بناتے تھے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُم مَّا نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِن نَّظُنُّ إِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ یعنے جب قیامت کا ذکر سنتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمین اسکا ظن ہے یقین نہین ہے اور ارشاد ہے إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ یعنے صرف وہ گمان پر چلتے ہین اور وہ صرف اٹکل کی باتین بناتے ہین اسیطرح اس آیہ شریفہ مین بھی ارشاد ہے وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا یعنے اکثر کفار صرف گمان پر چلتے ہین اور گمان حق کے مقابلہ مین کام نہین آتا الحاصل جس گمان کی توہین ہو رہی ہے وہ وہی گمان ہے جو آیات و احادیث کے خلاف مین عقل دوڑانے سے پیدا ہوتا ہے جسکے مرتکب مرزا صاحب ہو رہے ہین دیکھہ لیجیے جہان کوئی حدیث وہ اپنے مقصود کے مخالف پاتے ہین اٹکل کی باتین بنانے لگتے ہین کہ ممکن ہے کہ راوی عمداً یا خطاءً جھوٹ کہدیا ہوگا اور ممکن ہے کہ اسکے یہہ معنی ہون وغیرہ اب اہل انصاف غور کرین کہ آیہ شریفہ ہمارے لئے مفید ہے یا انکے لئے اگر راویون مین احتمالات پیدا کرکے احادیث بے اعتبار قرار دئے جائین تو دین کی کوئی بات ثابت نہو سکیگی۔ دیکھہ لیجیے نماز سے زیادہ کوئی حکم ضروری نہین ہے پھر نہ پانچ وقت کی نماز قرآن سے صراحۃً ثابت ہوتی ہے نہ اوسکے ادا کرنے کا طریقہ۔ یہان یہہ بات بھی یاد رکھنا چاہیے کہ بعض لوگ خصوصاً مرزا صاحب خواہ مخواہ احادیث کو مخالف قرآن قرار دیکر اونکو بے اعتبار کرنا چاہتے ہین یہہ اونکی کم فہمی ہے اسلئے کہ اکابر علما نے جب

کسی حدیث کو صحیح مان لیا اگر وہ فی الواقع مخالف قرآن ہو تو یہہ کہنا پڑیگا کہ اون کو
قرآن کا علم نہتا پہر ایسے لوگ جو قرآن ہی کو نہ جانین وہ اکابر دین اور مقتدا کیونکر
ہو سکتے تہے - بات یہہ ہے کہ جو حدیث بظاہر مخالف قرآن معلوم ہو وہ ہمارے
فہم کا قصور ہے درحقیقت مخالفت ممکن نہین اسیوجہ سے مجتہدین کی دین مین
ضرورت ہوی جنکا کام یہہ تہا کہ قرآن و حدیث کو تطبیق دیکر قول فیصل اور دونون
کا ماحصل بیان کردین اسکی تصدیق اس سے بخوبی ہو سکتی ہے کہ آدمی جو فن پڑہتا ہے
ہر سبق مین اقسام کے تعارض و تخالف اوسکے ذہن مین آتے ہین مگر استاد کامل
اُن سب کا جواب دیکر تسکین کردیتا ہے اسی طرح مجتہدین کا بھی حال سمجہنا چاہئے -
مرزا صاحب نے احادیث کی توہین تو بہت کچہہ کی لیکن لطف خاص یہہ ہے کہ
خود ہی ازالۃ الاوہام صـ۵۵۶ مین یہہ بھی فرماتے ہین اب سمجہنا چاہیے کہ گو اجمالی
طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیرہ دین کا اور طریقہ عبادات
وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہمنے لیا ہے انتہی ابہی احادیث کو
ان الظن لا یغنی من الحق شیئا کے تحت مین داخل کرکے غیر معتبر بنا دیا تہا
جس سے صاف ظاہر ہے کہ جو حصہ کثیرہ دین کا احادیث سے ثابت ہے وہ
لاشے محض ہے اس تقریر مین احادیث کی وقعت جو بیان فرماتے ہین وہ بھی
ایک حکمت عملی ہے وجہ اوسکی یہہ ہوی کہ نیچرون نے مرزا صاحب کی مسیحائی
کی بنیاد ہی کو زیر و زبر کردیا - عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد چنانچہ ازالۃ الاوہام
صـ۵۵۵ مین لکہتے ہین کہ حال کے نیچری جن کے دلون مین کچہہ بھی عظمت قال اللہ
اور قال الرسول کی باقی نہین رہی یہہ بے اصل خیال پیش کرتے ہین کہ جو مسیح ابن

مریم کے آنے کی خبریں صحاح میں موجود ہیں یہہ تمام خبریں بھی غلط ہیں شاید انکا
ایسی باتون سے مطلب یہہ ہے کہ تا اس عاجز کے اس دعوی کی تحقیر کرکے کسی طرح
اوسکو باطل ٹھیرایا جاوے انتہی چونکہ مرزا صاحب کو عیسویت سے خاص قسم کی
دلچسپی ہے اور نزول عیسی علیہ السلام کے ثبوت کا مدار احادیث کے
ثبوت پر ہی تھا اسلئے انہیں احادیث کے توثیق کی ضرورت ہوی ورنہ اونکو
اس سے کیا تعلق دیکھہ لیجئے کہ عیسی علیہ السلام کی موت پر جب کوی حدیث
نہ ملی تو انجیل موجودہ کو پیش کردیا کہ اوس سے اونکا سولی پر چڑہایا جانا ثابت
ہے پہر اوسکی توثیق مین کہدیا کہ بخاری سے ثابت ہے کہ انجیل مین کوی تحریف
لفظی نہین ہوی جسکا حال آیندہ معلوم ہوگا - اور اسکی کچھہ پروا نکی کہ حق تعالی
بتصریح وما قتلوہ فرمارہا ہے یعنے عیسی علیہ السلام کو کسینے سولی پر نہین چڑہایا
اب غور کیا جاے کہ جیسے مرزا صاحب اپنے مضر حدیثون کو رد کرنے کے لئے کہتے ہین
کہ راویون نے عمداً یا سہواً خطا کی ہوگی اسیطرح نیچری بھی اسی احتمال سے اپنی
خواہش بھی پوری کرینگے - کیا وجہ کہ مرزا صاحب تو اس احتمال سے نفع اٹھاوین
اور نیچری اوس سے روکے جائین - نزول عیسی علیہ السلام کے باب مین جو حدیثین
وارد ہین اونکی اسقدر توثیق کی کہ حد تواتر کو پہونچا دیا چنانچہ ازالہ ص ۵۵۷ مین
فرماتے ہین یہہ امر پوشیدہ نہین کہ مسیح ابن مریم کے آنیکی پیشگوی ایک
اول درجہ کی پیشگوی ہے جسکو سب نے باتفاق قبول کرلیا ہے تواتر کا اول
درجہ اوسکو حاصل ہے انتہی - دوسرے مقام مین ازالہ ص ۲۰۳ مین لکہتے ہین
غرض یہہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھہ آسمان پر چڑھ گیا اور اوسی جسم کے ساتھ

اترینگا نہایت لغو اور بے اصل بات ہے صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہین بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو یا چار سو صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ مین اپنی شہادت

ادا کر گئے ورنہ ایک یا دو آدمی کا نام اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے انتہیٰ اس تقریر ظاہر ہے کہ جسم خاکی کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا ایک دو صحابہ کے قول سے بات ہے جس کو اجماع نہین کہہ سکتے اور اوپر کی تقریر سے ثابت ہے کہ کل صحابہ نے مسیح ابن مریم کے آنے پر اتفاق کیا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے تواتر کو پہونچ گیا ہے چونکہ ہمارا دعویٰ یہہ ہے کہ کل صحابہ کا اس مسئلہ مین اتفاق تھا اور مرزا صاحب اوسکو قبول نہین کرتے تو اونکو چاہئے کہ کوئی ایسی روایت پیش کردین کہ اس مسئلہ مین صحابہ کے دو فرقہ ہوگئے تھے دو صحابی جسم کے ساتھہ اترنیکے قائل تھے اور باقی کل صحابہ نے بغیر جسم کے روحانی طور پر اترنیکی تصریح کی ہے اور اگر کل نہین تو جیسا کہ خود فرماتے ہین تین سو یا چار سو صحابہ کا نام لین اور جب تک یہہ اختلاف ثابت نکیا جائے انہین صحابہ کی تصریح پر اجماع سکوتی کل صحابہ کا واجب التسلیم ہوگا۔ اگر اہل انصاف غور کرین تو یہی قول فیصل ہو سکتا ہے۔ اور یہہ بات یاد رہے کہ وہ ہرگز کسی صحابی کا یہہ قول پیش نہین کر سکینگے کہ مسیح روحانی طور پر اترینگے۔

مرزا صاحب نے جو یہی فرمایا ہے کہ ایک حصہ کثیرہ دین کا احادیث سے ثابت ہوتا ہے معلوم نہین اس مین بخاری کی تخصیص کیون نہین کی وہ تو اوس حدیث کو قابل اعتبار نہین سمجھتے جو بخاری مین نہین ہوئی چنانچہ ازالہ مین صفحہ ۲۲۱ مین لکھتے ہین کہ

مضمون اس حدیث کا نادر اور دلیل الشہرت رہا کہ امام بخاری جیسے رئیس المحدثین کو یہہ حدیث نہین ملی کہ مسیح ابن مریم دمشق کے شرقی کنارہ مین منارہ کے پاس اترینگا انتہی

اور لکھتے ہین یہہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم مین امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جسکو ضعیف
سمجھکر رئیس المحدثین امام محمد اسمعیل بخاری نے چھوڑ دیا انتہی ان دونون تقریرون سے
ظاہر ہے کہ جو حدیث بخاری مین نہین ہوتی اونکے نزدیک وہ حدیث ہی نہین اور
اگر ہے بھی تو ضعیف جو قابل اعتبار نہین کیونکہ جو حدیث رئیس المحدثین کو نہ ملی ہو
وہ دوسرے کسی محدث کو کہان سے مل گئی اور اگر وہ حدیث ہو بھی تو اوسکو ضعیف
سمجھکر انہون نے اپنی صحیح مین داخل نہین کیا جس کا مطلب یہہ ہوا کہ وہ اعتبار کے
قابل نہین۔ اب مرزا صاحب سے پوچھنا چاہئے کہ ضرورۃ الامام صہ ۲ مین آپ جو
تحریر فرماتے ہین کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت
نہ کرے اوسکی موت جاہلیت کی ہوتی ہے۔ جاہلیت کی موت ایک ایسی جامعہ شقاوت
ہے جس سے کوئی بدی اور بدبختی باہر نہین اور وہ صحیح حدیث یہہ ہے عن معاویۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات بغیر امام مات میتۃ جاہلیۃ کذا فی مسند امام احمد
والترمذی وابن جریر وابن حبان اور نیز ضرورۃ الامام صہ ۲۴ مین لکھتے ہین یاد رہے
کہ امام الزمان کے لفظ مین نبی رسول محدث مجدد سب داخل ہین مگر جو لوگ ارشاد اور
ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور نہین ہوئے اور نہ وہ کمالات اونکو دیے گئے وہ گو ولی
ہون یا ابدال امام الزمان نہین کہلا سکتے۔ اسوقت مین بے دھڑک کہتا ہون کہ وہ
امام الزمان مین ہون انتہی حدیث موصوف تو بخاری مین نہین ہے پھر وہ صحیح کیسی ہوگئی
اگر یہہ روایت ہماری طرف سے پیش ہوتی تو مرزا صاحب ضرور فرماتے کہ اسکا مطلب ظاہر
ہے کہ جو شخص بغیر امام کے مرے وہ مردار موت مرا اسلئے ہر مسلمان کو ضرور ہے کہ
مرتے وقت امام کو لے مرے اور ظاہر ہے کہ قتل عمد شرعاً ناجائز ہے اس سبب سے

یہہ حدیث موضوع ہے اور بڑی دلیل اسکے موضوع ہونے پر یہہ ہے کہ اوسکا مضمون یہان تک نادر اور قلیل الشہرت رہا کہ امام بخاری جیسے رئیس المحدثین کو یہہ حدیث نہ ملی اور اگر ملی ہو تو ضعیف سمجھکر چھوڑدیا۔ اب انصاف کیا جائے کہ ایسی حدیث کو خود اپنے استدلال مین کیون پیش فرماتے ہین اور اگر قابل استدلال سمجھتے ہین تو مسلم کی دمشق والی حدیث نے کیا قصور کیا حالانکہ مسلم کی روایتین بنسبت مسند وغیرہ کے وثوق مین زیادہ ہین علاوہ اسکے کل احادیث کو ان الظن لا یغنی من الحق شیئا مین داخل کرکے بے اعتبار کردیا تھا پھر ایسی حدیث سے آپ کا استدلال کرنا کیونکر صحیح ہوگا پھر استدلال بھی کیسا کہ جو آپکو امام زمان نہ مانے وہ کافر جہنمی ہے کیونکہ شقاوت جامعہ اسکے سوا اور کیا ہوسکتی ہے۔ اب دیکھئے جو سزا اس حدیث کے نہ ماننے پر تجویز کررہے ہین وہ کس قدر سخت ہے کہ کامل قرآن کے نہ ماننے والے کی ہونی چاہئے حالانکہ وہ حدیث انہین کے اصول پر قابل اعتماد نہین۔ پھر اگر اوس حدیث مین اونکا نام مصرح ہوتا تو جب بھی ایک بات تھی گو اوسوقت بھی مناظر کو گنجائش تھی کہ اس نام کے بہت لوگ موجود ہین اور آئندہ بھی ہوسکتے ہین جب سرے سے اوس مین اونکا ذکر ہی نہین تو اب تو احتمال کو بھی گنجایش نرہی باوجود اسکے اپنے منکر کی سزا دوزخ جو ٹہرا رہے ہین کیسی بے باکی ہے بخلاف اسکے بخاری اور مسلم کی حدیثون سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتصریح فرمادی ہے کہ عیسی نبی اللہ بن مریم آخری زمانہ مین آسمان سے دمشق مین اترینگے اور یہہ مجموعہ صفات سوائے عیسی علیہ السلام کے اور کسی پر صادق نہین آتا باوجود اسکے مرزا صاحب یہہ کہکر ٹال دیتے ہین کہ خدا تعالی نے میرا نام عیسی بن مریم نبی اللہ رکھدیا ہے الحاصل مرزا صاحب جب دیکھتے ہین کہ کوئی حدیث اپنے دعوی کو مضر ہے تو کبھی یہہ

کہدیتے ہین کہ وہ بخاری مین نہین ہے اسلئے قابل اعتبار نہین اور کبھی یہ کہتے ہین کہ صحیح بھی ہو تو اوس سے ظن ثابت ہوگا اور اوسکا اعتبار ہی کیا اور جب اونکو استدلال منظور ہوتا ہے تو بخاری و مسلم مین نہ بھی ہو تو وہ حدیث صحیح بھی ہو جاتی ہے اور خود اوسکا مصداق بھی بن جاتے ہین اور نہ ماننے والے کو جہنمی قرار دیتے ہین کیا کوئی متدین شخص اس قسم کی کارسازیان اور ناجائز تصرفات احادیث نبویہ مین کرسکتا ہے کیا ایسے قوی قوی قراین دیکھنے کے بعد بھی عقل کو کسی قسم کی جنبش نہوگی آخر عقل بیکار نہین پیدا کی گئی۔ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام ص۲۹۵ مین خود فرماتے ہین اسلام اگرچہ خدا تعالی کو قادر مطلق بیان فرماتا ہے اور فرمودہ خدا و رسول کو عقل پر فوقیت دیتا ہے مگر پھر بھی وہ عقل کو بیکار اور معطل ٹھہراتا نہین۔ انتہا انتہی جب خدا و رسول کے مقابلہ مین عقل بیکار نہین ہوتی تو اوس عقل پر افسوس ہے کہ اس قسم کی کارسازیان دیکھکر بھی ساکت اور بے حس و حرکت رہے اور کوئی حکم نہ لگاوے۔ مرزا صاحب نے جو کہا تھا کہ ممکن ہے کہ حدیثون کے راویون نے عمداً یا سہواً خطا کی ہو بعینہ اُن راویون کی نسبت فرماتے ہین جن پر اکابر محدثین و فقہا نے اعتماد کیا ہے اور ایک جماعت کثیرہ نے تحقیق کرکے فن رجال مین انکی توثیق کی ہے اور خود مرزا صاحب ازالۃ الاوہام ص۳۴۷ مین تحریر فرماتے ہین کہ سلف خلف کے لئے بطور وکیل کے ہین اور اونکی شہادت آنے والی ذریت کو ماننی پڑتی ہے انتہی باوجودیکہ سلف نے اُن راویون کی توثیق کی ہے مگر اقسام کے احتمالات پیدا کرکے اونکو نہین مانتے اب انکی روایتون کو دیکھئے ازالۃ الاوہام ص۵۰ مین تحریر فرماتے ہین کریم بخش روایت کرتے ہین کہ گلاب شاہ مجذوب نے تیس برس کے پہلے

مجھکو کہا کہ عیسی اب جوان ہوگیا ہے اور لدہانہ مین اگر قران کی غلطیان نکالے گا پہر کریم بخش
کی تعدیل بہت سے گواہون سے کی گئی جن مین خیراتی - بوٹا - کنہیالال - مراری لال -
روشن لال - گینڈا مل - وغیرہ ہین اور انکی گواہی یہہ کہ کریم بخش کا کوی جہوٹ کبہی
ثابت نہوا - دیکھیئے قطع نظر گواہون کی حیثیت کے انکی گواہیون سے یہہ ثابت
نہین ہوسکتا کہ کریم بخش سچا آدمی تھا اسلئے کہ انہون نے یہی کہا کہ کبہی جہوٹ اوسکا
ثابت نہوا اعلی درجہ کے جہوٹے کی نسبت بھی کہہ سکتے ہین کہ اوسکا جہوٹ کبہی
ثابت نہوسکا یعنے کمال درجہ کا چالاک اور بے باک ہے کہ باوجودیکہ عمر بہر جہوٹ
کہا مگر اوسکو ثابت ہونے ندیا اسیوجہ سے کتب رجال مین توثیق کے محل مین
یہہ لکھتے ہین کہ فلان صداق عدل لیس بکاذب وغیرہ جس سے جہوٹا نہونا بتصریح
معلوم ہوتا ہے - پہر اگر تسلیم بھی کرلیا جاے تو وہ راوی منفرد ہے کوی اوسکا تابع
نہین اور روایت کی یہہ کیفیت ایک شخص مجذوب کا کلام جسکو خود خبر نہین کہ
بڑہ مین کیا کہہ رہا ہون پہر اوس حدیث کا مضمون کہ عیسی قران مین غلطیان
نکالے گا - عجیب قسم کا سلسلہ قایم ہوگیا ہے محدثین کے یہان سلسلۃ الذہب مشہور
ہے معلوم نہین کہ اس سلسلہ کو اگر وہ دیکہین تو کیا بولینگے -

اس روایت کے بعد ازالہ صد ۷۱۹ مین لکھتے ہین کہ مکاشفہ مذکورہ بالا کے موید ایک
رؤیای صالحہ ہے جسکو ایک بزرگ محمد نام خاص مکہ کے رہنے والے عربی کمی نے
دیکھا ہے کہ مین مشرق کی طرف گیا دیکھتا ہون کہ عیسی علیہ السلام آسمان سے اترایا
پہر میری آنکھہ کہل گئی اور مینے دل مین کہا کہ انشاء اللہ تعالی عیسی علیہ السلام میری
زندگی مین اترآئیگا اور مین اسکو اپنی آنکھہ سے دیکھہ لونگا انتہی یہہ ہزرنگ علم سے

بے بہرہ ہیں عیسیٰ کو خواب مین دیکھتے ہی سچ مچ عیسیٰ سمجھہ لیا اور یہہ خیال جما لیا
کہ عیسیٰ اپنی زندگی مین اتریگا۔ یہہ تو مرزا صاحب بھی ازالہ صفحہ ۸۵ مین لکھتے ہین
کہ صدہا مرتبہ خوابون مین مشاہدہ ہوتا ہے کہ ایک چیز نظر آتی ہے اور در اصل اوس سے
مراد کوئی دوسری چیز ہوتی ہے انتہی یوسف علیہ السلام کو جو تعبیر کا علم دیا گیا تھا
اُس سے بھی ظاہر ہے کہ جو خواب مین دیکھا جاتا ہے وہ تعبیر نہین ہوتی چنانچہ بادشاہ
نے جو خواب دیکھا تھا کہ دُبلی گایون نے موٹی گایون کو کہا گیا اوسکی تعبیر قحط سالی
دی گئی جس سے ظاہر ہے کہ سنین قحط گایون کی شکل مین دکھلائے گئے تھے جن مین
نہ صورۃً مماثلت ہے نہ اسماً۔ اسیطرح تعبیر کی معتبر کتابون مین مصرح ہے کہ جو کوئی
عیسیٰ علیہ السّلام کو خواب مین دیکھے وہ دور و دراز کا سفر کریگا یا طبیب بنیگا یا
طاعت کی اُسکو توفیق ہوگی۔ تعجب نہین کہ اس خواب کے بعد کئی صاحبون نے مرزا صاحب
کی زیارت کے شوق مین ہندوستان کے سفر دور و دراز کی مشقت گوارا کی ہو جس سے
خواب کی تعبیر پوری ہوگئی ہوگی غرض کہ اس خواب کی تعبیر کو نہ عیسیٰ سے تعلق ہے نہ مثیل
عیسیٰ سے اگر یورپ کا سفر بھی انہون نے کیا ہو تو جب بھی تعبیر پوری ہوگئی۔ بہر حال
اول تو وہ خواب اور وہ بھی ایک مجہول اور جاہل شخص کا جسکو تعبیر کا علم نہین پھر تعبیر
اوسکی حسب تصریح کتب فن ایسی کہ جس کو مرزا صاحب کے مقصود سے کوئی تعلق
نہین اسپر وہ وثوق کہ اپنے عیسیٰ موعود ہونے پر اوس سے استدلال کیا جاتا ہے۔
عجیب بات ہے کہ ہزارہا کتب تفسیر و حدیث سے جو ثابت ہے وہ تو بالاے طاق
رکھا ہے اور ایسی روایتون کی بنیاد پر مرزا صاحب کا نیا کارخانہ قایم ہو جاے
کوئی بات سمجھہ مین نہین آتی بجز اسکے کہ آخری زمانہ کا مقتضیٰ کہا جاے۔

اور ازالۃ الادہام صفحہ ۷۰۶ مین لکھتے ہین محمد یعقوب صاحب نے میرے پاس بیان کیا
کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم سے مینے سُنا ہے کہ اپکی نسبت یعنے اِس
عاجز کی نسبت کہتے تھے کہ میرے بعد ایک عظیم الشان کام کے لئے وہ مامور کئے
جائینگے۔ مجھے یاد نہین کہ اوسوقت کون کون موجود تھے مگر میان عبداللہ سنوری
نے میرے پاس بیان کیا کہ مین اس تذکرہ کے وقت موجود تہا اور مینے اپنے کانون
سے سُنا ہے انتہی اِس روایت کے راوی فقط یعقوب صاحب ہین اور جس طرح
کریم بخش کی توثیق کی گئی تھی اونکی نہین کی گئی۔ اور روایت جو غزنوی صاحب سے ہے
اوس سے یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اونکو اِس غیب کی خبر کسینے دی تھی یا مرزا صاحب کی
جودت طبع کو دیکھکر اپنا قیاس انہون نے ظاہر کیا تہا۔ پہر عظیم الشان کام کی تعیین بھی
نہین اور نہ لغت یا عرف مین اوسکے معنی عیسویت کے ہین۔ غور کرنے کی جگہہ ہے کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیسی علیہ السلام کی تعیین اُن متعدد الفاظ سے فرما رہے ہین کہ کسی دوسرے
پر ہرگز صادق نہین آسکتے یعنے عیسی ابن مریم روح اللہ مسیح آسمان سے اُترینگے وہ تو
قابل اعتبار نہوا اور غزنوی صاحب کا یہہ کہدینا کہ مرزا صاحب ایک عظیم الشان کام کے
مامور ہونگے عیسی موعود ہونے کے لئے کافی ہوجاے کس قدر جرأت و بیباکی کی
بات ہے۔ جسکے دل مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معمولی عظمت بھی ہو اوس سے یہہ کام
ہرگز نہین ہوسکتا۔

اب اہل انصاف سے ہم پوچھتے ہین کہ جتنا وثوق واعتماد مرزا صاحب کو الہی بخش اور
یعقوب صاحب اور بوٹا اور کنہیا لال اور روشن لال اور گنیشا مل پر ہے کیا مسلمانون
کو امام مسلم و نسائی وغیرہ محدثین اور اونکے اساتذہ پر اُتنا بھی ہونا چاہیئے۔

مرزا صاحب کے تابعین لوگون کی روایت اپنے استدلال مین پیش کرین اور اونکی امت اوسکو مان لے اور اہل اسلام اکابر محدثین کی روایتین پیش کرین اور وہ قابل وثوق نہ سمجھے جائین۔ ہمین مرزائیون سے شکایت نہین اونکو ضرور ہے کہ اپنے مقتدا کی بات مان لین کیونکہ ہر فرقہ والے کا یہی فرض منصبی ہے۔ اگر شکایت ہے تو مسلمانون سے ہے کہ وہ اپنے اسلاف کی بات نہ مان کر مرزا صاحب کی طرف مائل ہوتے جاتے ہین چنانچہ مشہور ہے کہ لاکھہ سے زیادہ مسلمان مرزائی ہوگئے اور برابر ہوتے جاتے ہین جس سے اونکو بھی لازم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے ہم خیال ہو کر احادیث کو قابل اعتبار نہ سمجھین۔ مسلمانون کو نصاری وغیرہ سے عبرت حاصل کرنا چاہئے کہ اپنے دین کی روایتون پر وہ کسقدر وثوق رکھتے ہین کہ کسیکی تشکیک و جرح کا اون پر اثر نہین ہوتا یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ مین بہت کچھہ لکھا مگر کسینے اوسکو قابل توجہ نہین سمجھا اور بہت سے مسلمان ازالۃ الاوہام کو دیکھکر اپنے اعتقادون سے پھر گئے۔ اگر پہلے ہی سے وہ لوگ برائے نام مسلمان تھے جن پر مرزا صاحب کا افسون کارگر ہوگیا تو ہمین اون مین بھی کلام نہین ایسے لوگون کا دین اسلام سے خارج ہو جانا ہی اچھا ہے ہمارا روئے سخن اُن حضرات کی طرف ہے جو لاعلمی سے مرزائی دین اختیار کر لئے ہین اونکو چاہئے کہ ان امور پر اطلاع ہونے کے بعد توبہ کر کے تجدید اسلام کرین وما علینا الا البلاغ ۔۔۔

مرزا صاحب نے جس طرح احادیث کے ساقط الاعتبار کرنے کی فکر کی اوس سے زیادہ تفسیرون کے وہ دشمن ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۲۶ مین لکھتے ہین

کتاب الہی کی غلط تفسیرون نے مولویون کو بہت خراب کیا ہے اور اونکی دلی اور

دماغی قوی پر اثر ان سے پڑا ہے اس زمانہ مین بلا شبہ کتاب الہی کے لئے ضرور ہے کہ اوسکی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جاے کیونکہ حال مین جن تفسیرون کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہین اور نہ ایمانی حالت پر اثر ڈالتی ہین بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشنی کے مزاحم ہو رہی ہین۔ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام ص۷۶ مین لکھتے ہین کہ پھر اسکے بعد الہام کیا گیا کہ ان علمانے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ اور جو ہون کی طرح میرے نبی کی حدیثون کو کتر رہے ہین انتہی۔ ابھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب نے احادیث مین رخنہ اندازی کی کیسی کیسی تدبیرین نکالین۔ کبھی کہتے ہین کہ راویون نے عمداً یا سہواً بعض احادیث کے پہنچانے مین خطا کی ہوگی۔ کبھی کہتے ہین کہ احادیث اگر صحیح بھی ہون تو مفید ظن ہین و الظن لا یغنی من الحق شیئا۔ اور کبھی کہتے ہین کہ جو حدیث بخاری مین نہو وہ ضعیف ہے قابل اعتبار نہین۔

بخاری شریف مین کئی قسم کی حدیثین مذکور ہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اقوال۔ صحابہ کے اقوال و افعال اور تابعین و غیرہم کے افعال و اقوال۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی حدیثین بحذف مکررات اگر اوس مین دیکھی جائین تو دو تین ہزار سے زیادہ نہونگی۔ حالانکہ محدثین کی تصریح اور عقل کی رو سے اگر دیکھا جاے تو تیئس سال کی مدت نبوت مین لاکھون باتین آپنے کی ہونگی جو کل حدیثین ہین۔ مرزا صاحب نے سواے اون دو تین ہزار حدیثون کے جو بخاری مین ہین سب کو ساقط الاعتبار کر دیا۔ پھر بخاری کی حدیثون مین بھی یہہ احتمال کہ راویون نے خطا کی ہوگی اور معراج کی حدیثین باوجودیکہ بخاری مین

موجود ہین عقلی احتمالات سے سب کو رد کردیا اور تمام حدیثون مین یہہ
کلام کہ اگر وہ صحیح بھی ہون تو مفید ظن ہونگی والظن لایغنی من الحق شیئا۔
اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نے احادیث مین کیسے کیسے رخنے ڈال دئیے
اور اونکے مخالفین کو بھی دیکھہ لیجئے کہ اونکا کیا دعوی ہے۔ وہ یہی کہتے
ہین کہ معجزات ۔معراج ۔ علامات قیامت ۔جسمانی حشر۔ نزول عیسی علیہ السلام
اور خروج دجال وغیرہ مباحث مختلف فیہ مین جس طرح احادیث وارد ہین
وہ قابل تسلیم ہین اور مرزا صاحب کسیکو نہین مانتے ۔اب غور کیا جاے
کہ اگر وہ چوہون کا الہام صحیح ہے تو مرزا صاحب چوہون کی طرح حدیثون
کو کتر رہے ہین یا اہل سنت ۔ مرزا صاحب کو الہامون کا تو دعوی ہے
مگر معنے نہین سمجھتے ۔
مرزا صاحب نے جس طرح احادیث کے ساقط الاعتبار کرنے کی فکر
کی اوس سے زیادہ وہ تفسیرون کے دشمن ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۷۲۶
مین لکھتے ہین کتاب الہی کی غلط تفسیرون نے مولویون کو بہت خراب
کیا ہے اونکی دلی اور دماغی قوی پر اثر اون سے پڑا ہے اس زمانہ مین
بلاشبہ کتاب الہی کے لئے ضرور ہے کہ ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جاے
کیونکہ حال مین جن تفسیرون کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو
درست کرسکتی ہین نہ ایمانی حالت پر اثر ڈالتی ہین بلکہ فطرتی سعادت
اور نیک روشنی کے مزاحم ہورہی ہین ۔
مرزا صاحب تفسیرون پر نہایت خفا ہین اور انکے پہلے سرسید صاحب بھی بہت خفا تھے

چنانچہ تہذیب الاخلاق وغیرہ سے ظاہر ہے اور ان صاحبون کی کوئی خصوصیت نہین جتنے مذاہب باطلہ کے فرقے ہین سب کا یہی حال رہا ہے وجہ اوسکی یہہ ہے کہ تفاسیر مین کل احادیث واقوال صحابہ جو ہر آیت سے متعلق ہین اون مین پیش نظر ہو جاتے ہین اسلئے ان لوگون کو نئی بات تراشنے کا موقع نہین ملتا اور اگر تراشا بھی تو کوئی ایماندار اوسکو نہین مانتا اسلئے کہ وہ جانتے ہین کہ ہر آیت قرآنی مین جو حق تعالیٰ کی اصل مراد ہے اوسکو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے تھے اسلئے کہ قران حضرت ہی پر نازل ہوا ہے اور چونکہ صحابہ ہمیشہ حاضر خدمت رہتے تھے اونکو ہر آیت کے اترنے کا موقع اور شان نزول وغیرہ اسباب وقرائن معلوم رہتے تھے جس سے مضمون و مقصود آیت کا خود سمجھ مین آجاتا اور جب حضرت پڑھکر سناتے تو جو غوامض معلوم ہونے پوچھ لیتے تھے یا خود حضرت بیان فرما دیتے پہر حضرت کی مجلس مبارک مین بلکہ اوس زمانہ مین سوائے خدا کی باتون کے کسی چیز کا ذکر ہی نتہا خواہ کوئی دنیوی کام ہو یا دینی وقایع گزشتہ ہون یا آیندہ سب کی تعلیم حق تعالیٰ اپنے کلام پاک سے فرما دیتا اگر کوئی اعتقاد یا عمل کسیکا خلاف مرضی الٰہی ہوتا فوراً وحی اتر آتی چنانچہ صحابہ کہتے ہین کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم مین تشریف رکھتے تھے ہم اپنی بی بیون سے معاشرت کرنے مین ڈرتے رہتے تھے کہ کہین ایسی بے موقع کوئی بات صادر نہو جسکے باب مین وحی اتر آئے اور قیامت تک مسلمانون مین اوسکا ذکر ہوتا رہے ۔ الغرض علاوہ فہم قرآن کے اونکے حرکات سکنات اعمال اخلاق اعتقادات نیات کل مطابق

قرآن شریف کے ہوگئے تھے اور فیضان صحبت نبوی اور روزمرہ کی مزاولت
اور ممارست کی وجہ سے اونکو مضامین قرآنیہ کا ملکہ ہوگیا تھا اور اونکے
سینہ نور وحی سے منور تھے اونکے دلون مین قرآن ایسا سرایت کئے ہوے
تھا جیسے روح جسد مین الحاصل مختلف اسباب اس بات پر گواہی دے رہے ہین
کہ اصل معانی قرآن کا علم صحابہ کو بخوبی حاصل تھا اور چونکہ تفسیر بالراے کو وہ
کفر سمجھتے تھے اس وجہ سے یہہ ضرور ماننا پڑیگا کہ جن آیات کی تفسیرین صحابہ سے
مروی ہین وہی حق تعالی کی مراد ہین اوسکے خلاف کوی ہندی پنجابی وغیرہ
قرآن کی تفسیر کرے تو وہ خدائتعالی کی ہرگز مراد نہین پھر صحابہ کا کمال علم اور
جوش طبیعت اور ترغیب ابلاغ اور ترہیب کتمان علم وغیرہ اسباب کا مقتضی
یہی تھا کہ اسلامی دنیا آفتاب علم سے مثل نصف النہار روشن ہوجاے چنانچہ ایسا
ہی ہوا کہ جہان تک اسلام کی روشنی پہیلتی گئی اوسکے ساتھہ ساتھہ علوم دینیہ
کی روشنی بھی پہیلتی جاتی تہی۔ تابعین صحابہ کے علوم سے مالامال تھے اور اونکے
علوم سے تبع تابعین و علی ہذا القیاس۔ انہین حضرات نے اون تمام علوم کو
اپنی مفید تصانیف مین درج کردئے جنکی بدولت ہم آخری زمانہ والے بھی
اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت معنوی سے محروم نہین ہین۔
اون حضرات کے جس قول کو دیکھئے ہزارون تفاسیر وغیرہ کتب دینیہ مین موجود
ہے مثلاً ابن عباس رض کا کوی قول کسی آیت سے متعلق دیکھا جاے تو ہزارون
کتابون مین بعینہ وہ قول یا اوسکا مضمون مل سکتا ہے اسیطرح صحابہ کے کل اقوال
اور احادیث ہزارون کتابون مین ملتے ہین جس سے بتواتر اونکا ثبوت ظاہر ہے

گو ابتدا مین یہہ تواتر نہتھا مگر جب متدین اور معتمد علیہ اشخاص نے اپنی کتابون
مین اون احادیث و آثار کو ذکر کیا تو اِس مین شک نہین ہوسکتا کہ اون کو
اوسکے ثبوت کا یقین ضرور تھا پہر جب ہزارون معتمد علیہ علما کا یقین اون روایات
کے ثبوت پر ہم تک پہونچا تو ہمین اونکے ثبوت مین شک کرنے کا کوی موقع نہین
جب تک یقینی طور پر اونکا غلط ہونا یا من جمیع الوجوہ نصوص قطعیّہ کا معارض ہونا
ثابت نہوجاے چنانچہ مرزا صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب کا مناظرہ مسئلہ
عرض الحدیث علی القرآن مین جو ہوا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ کسی معتبر عالم کا کتاب
مین لکھدینا مرزا صاحب اعتماد کے لئے کافی سمجھتے ہین جیسا کہ ازالۃ الاوہام
صـ ۶۰۷ مین لکہتے ہین کہ صاحب تلویح نے لکہا ہے کہ وہ حدیث یعنے عرض الحدیث
علی القرآن بخاری مین موجود ہے اب اوسکے مقابلہ مین یہہ عذر پیش کرنا کہ
نسخجات موجودہ بخاری جو ہند مین چہپ چکے ہین اون مین یہہ حدیث موجود
نہین سراسر ناسمجہی کا خیال ہے جس حالت مین ایک سرگروہ مسلمانون کا اپنی
شہادت رویت سے اوس حدیث کا بخاری مین ہونا بیان کرتا ہے تو
صاحب تلویح کی شہادت بالکل نکمی نہین ہوسکتی پس آپکی یہ دلیل نفی بے سود
ہے اگر صاحب تلویح کاذب ہوتا تو اوسی زمانہ کے علما کی زبان سے اوسکی
تشنیع کی جاتی اور اوس سے جواب پوچہا جاتا اور جب کہ کوی جواب پوچہا
نہین گیا تو یہہ دوسری دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت اوسکی روایت صحیح
تھی انتہی ملخصاً مقصود یہہ کہ وہ حدیث گو اب بخاری مین نہ پای جاے مگر
جب صاحب تلویح نے صحیح بخاری سے نقل کیا ہے تو ثابت ہوگیا کہ وہ بخاری

مین ضرور ہے۔ اب دیکھئے کہ ایک جماعت کثیرہ ایسے علما کی جنکے سلسلہ تلامذہ مین صاحب تلویح جیسے ہزارون افراد منسلک ہین احادیث واثار کو اپنی کتابون مین نقل کی ہے تو اونکے اس شہادت کے مقابلہ مین اگر کوئی دعوی نفی کرے تو کیونکر وہ قابل قبول ہوگا۔ اگر اونکی بات غلط ہوتی تو اوسی زمانہ کے علما اونکی تشنیع کرتے اور جبکہ کسینے اون پر تشنیع نہین کی تو اب مرزا صاحب کا ازالۃ الادہام صفحہ ۴۸۵ مین یہہ لکہنا کہ لوگون نے اپنی طرف سے گہڑ لیا ہے خود انہی قول پر ہرگز قابل سماعت نہین ہوسکتا۔ الغرض ہر آیت کی تفسیر احادیث واثار سے جب ہمین متواتر ہوچکے اور یقین ہوگیا کہ وہی معنی حق تعالی کی مراد ہین تو ایمان امروز کا ایمان اس بات کو کیونکر گوارا کریگا کہ کسیکے دل سے گہڑے ہوے معنی کو مان کر عذاب اخروی کا مستحق بنے کیونکہ جو معنی خلاف اون تفاسیر کے ہین وہ قرآن کے معنی ہی نہین اوس معنی کو مان کر قرآن کے اصلی معنی پر ایمان نہ لانا قرآن کے ایک حصہ کو چہوڑ دینا ہے جسکی نسبت سخت وعید وارد ہے کما قال تعالی أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ترجمہ کیا تم ایمان لاتے ہو تہوڑی کتاب پر اور منکر ہوتے ہو تہوڑی کتاب سے پہر جو کوئی تم مین سے ایسا کرے اوسکی جزا یہی ہے کہ دنیا مین اوسکی رسوائی ہو اور قیامت کے روز سخت سے سخت عذاب مین پہونچائی جاے اور اللہ بیخبر نہین تمہارے کام سے۔ اب دیکھئے کہ پورے قرآن پر ایمان لانیکی بجز اسکے اور کونسی صورت ہے کہ ہر آیت کے جو معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے مروی ہین اوسپر ایمان لائین

اور یہہ بات بغیر کتب تفاسیر کے حاصل نہین ہو سکتی۔ اس صورت مین کتب تفاسیر کو
مسلمانون مین کسقدر وقعت ہونی چاہیئے اور حضرات مفسرین کے کس قدر شکرگزار
ہونا چاہیئے کہ قرآن کے اصلی معنی کی حفاظت کرکے مسلمانون کو کیسی کیسی بلاؤن
سے نجات دی بے ایمانی سے بچا لیا خود غرضون کے داؤ پیچ سے امن مین رہنے
کے لئے ایک مضبوط حصار کھینچ دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ
قرآن کے معنی مین کوئی شبہہ ڈالے تو حدیث سے اوسکو صاف کرلو کیونکہ اہل حدیث
جو مفسرین قرآن ہین اوسکو خوب جانتے ہین چنانچہ امام سیوطی رح نے درمنثور مین
دارمی سے یہہ روایت نقل کی ہے اخرج الدارمی عن عمر بن الخطاب قال انہ سیاتیکم
ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ
یعنے عمر رض نے فرمایا کہ قریب ہے کہ تمہارے پاس لوگ آکر قرآن کے شبہات مین جھگڑا
کرینگے سو اونکو حدیثون سے الزام دو اسلئے کہ احادیث کو جاننے والے قرآن کو زیادہ
جانتے ہین انہی مفسرین نے یہی کام کیا کہ ہر آیت سے متعلق جو احادیث و آثار صحابہ
ہین سب کو ایک جگہہ جمع کر دیا تاکہ اہل شبہات کو الزام دینے کا سامان اور سرمایہ مسلمانون
کے ہاتھہ مین رہے جس سے مرزا صاحب سخت ناراض ہین۔ دراصل یہہ حق تعالی کا فضل
اور اوس وعدہ کا ایفا ہے جو اپنی کتاب مجید کی ہرطرح حفاظت کا ذمہ لیا ہی کما قال تعالی
اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ یعنے ہمنے قرآن کو اتارا اور ہمین اوسکی حفاظت
کرینگے۔ اب دیکھئے کہ اگر تفاسیر نہوتے تو وہ معنی جو حق تعالی کی مراد ہین کیونکر محفوظ
رہتے اور ہزارون بے دین اور دجال جنکے نکلنے کی خبرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بارہا دی ہین جو شبہات پیدا کرکے اپنے دل سے نئے نئے معنی گھڑ لیتے اور نسے بچنے کی

کہ اوسکا ایمان اس آیت پر ہی ہرگز نہین ایسا شخص بے ایمان کس وجہ سے سمجھا جائیگا۔ اسیوجہ
سے گو وہ قسم کہاکر کہے کہ مین اس آیت کو کلام الہی سمجھتا ہون۔ کہ اوسنے مخالفت
ایسے معنی کی کی جو احادیث اور اقوال صحابہ اور اجماع امت سے ثابت ہین
ورنہ ان الفاظ کے معانی قرآن مین کہین نہین جنکی مخالفت کا الزام اوسپر لگایا جاے
غرض یہہ بات قابل تسلیم ہے کہ جو معانے قرآن کے تفاسیر مین مذکور ہین وہی
ایمان لانیکے قابل ہین اور جو معنے اوسکے خلاف کوی اپنی طرف سے تراش لے
اوسکو قبول کرلینا ایسا ہی ہے جیسا کہ ابو منصور نے اپنی جماعت کو سمجھا دیا تھا
کہ میتہ وغیرہ کیسکے نام تھے انہی کی حرمت تھی مردار اور خنزیر کے گوشت سے
اس آیت کو کوی تعلق نہین وہ سب چیزین حلال ہین اور فرقہ منصوریہ کا یہی اعتقاد ہے
مسلمانو اگر تمکو خدا ورسول کی مراد پر ایمان لانا ہے تو اپنے اسلاف کی تفسیرون کو
اپنا مقتدا بنا رکہو ورنہ ابو منصور کی طرح جسکا جو جی چاہیگا کہکر گمراہ کردیگا اور تم
کچہہ نہ سمجہہ سکوگے کہ ہم کونسی راہ چل رہے ہین۔
یہان یہہ بات بھی سمجہنے کے لایق ہے کہ جو شخص چند آیتون مین کسی غرض ذاتی
کی وجہ سے تصرف کرکے اوسکے معنے بدل ڈالے اور دوسرے آیتون کے ساتھہ
کوی غرض متعلق نہونے کی وجہ سے اون مین تصرف نکرے تو وہ اتفاقی سمجھا جائیگا
کیونکہ چند آیتون کے معنی بدلنا اس بات پر گواہی دے رہا ہے کہ اوسکی طبیعت
مین بے باکی اور جرات ہے جب کبھی کسی آیت مین تصرف کرنے کی ضرورت
ہوگی فوراً تصرف کردیگا جس سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہہ عدم تصرف
بھی تصرف ہی کے حکم مین ہے چنانچہ قرآن شریف مین ہے کہ چند منافق باوجود

حکم کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی مین نہ نکلے اونکی نسبت حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ آئندہ ہمراہی کی درخواست بھی کرین تو فرما دیجئے کہ تم لوگ میرے ساتھہ ہرگز نہ نکلوگے کما قال تعالی فَإِن رَّجَعَكَ اللَّهُ إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُل لَّن تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وجہ اسکی یہی ہے کہ جب ایکبار اونکی بے باکی معلوم ہوگئی تو ہمیشہ کے لئے اونکا عدم امتثال ثابت ہوگیا اب وہ کتنا ہی کہین کہ ہم ہمراہ رکاب چلنے کو حاضر ہین ہرگز اعتبار کے لایق نہین ہوسکتے صدیق اکبرؓ کی خلافت مین بعض لوگون نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا حالانکہ نماز روزہ وغیرہ احکام شرعیہ کے قایل اور عامل تھے مگر اونکا کچہہ اعتبار نکیا اور صاف انکے ارتداد کا حکم دیدیا۔

مرزا صاحب نے صرف اپنی عیسویت کی غرض سے کتنے آیتون کے معنے بدل دئے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالی معلوم ہوگا تو اب اونکی وہ تفسیر کیونکر قابل اعتبار ہوسکتی ہے جسکی نسبت لکھتے ہین کہ بلاشبہ کتاب الہی کے لئے ضرور ہے کہ اسکی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جاے۔ اور لکھتے ہین کہ کتاب الہی کی غلط تفسیرون نے مولویون کو خراب کیا ہے۔ اس نئی تفسیر مین احادیث واقوال صحابہ وغیرہم سے کوی تعلق نہوگا اسلئے کہ اگر کچھہ پرانی خبرین بھی اوس مین مذکور ہون تو جدت پسند طبایع اوسکو قبول نکرینگے اور پھر وہ نئی ہی کیا ہوی اس سے ظاہر ہے کہ وہ تفسیر صرف اونکی راے سے ہوگی جسکی ممانعت ہے اور مرزا صاحب بھی تفسیر بالراے کو کفر بتاتے ہین۔ اور اگر تھوڑی احادیث واقوال لکھے جائین اور تھوڑی نہ لکھی جائین تو وہ ترجیح بلا مرجح ہوگی پھر مرجح یہہ ہوگا

کہ مرزا صاحب اپنی اغراض کو پوری کرنے کے لئے جن احادیث و اقوال کو مناسب سمجھینگے ذکر کرینگے اور جنکو مخالف سمجھینگے اُنکو ضعفا کے خلاف قرار دیکر رد کر دینگے اور آیت کو تاویل کر کے اپنی طرف کھینچ لینگے۔ جسکا مطلب یہہ ہوا کہ کلام الٰہی مرزا صاحب کی غرض کے پیچھے پیچھے رہے نعوذ باللہ من ذلک یہہ نئی تفسیر جو اکثر احادیث و آثار کے خلاف مین ہوگی مسلمانون کے کس کام مین آسکتی ہے اوسکا تو منشا یہہ ہے کہ جو کچھہ ہمارے نبی کریم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات کی تفسیر کی ہے وہ غلط ہے اسلئے اس نئی تفسیر کی ضرورت ہوی پھر کیا مسلمان لوگ یہہ مان لینگے کہ اپنے نبی کی بات غلط ہے اور اگر مان لینگے تو کیا پھر یہہ دعوی بھی کرینگے کہ ہم امت محمدیہ مین ہین میری رائے مین کوئی مسلمان کتنا ھی گنہگار ہو اتنا بھی ضعیف الاعتقاد نہوگا۔

یہہ بات پوشیدہ نہین کہ جو لوگ احادیث و آثار کو ساقط الاعتبار کر کے صرف قرآن پر اپنی دعاوی کا مدار رکھتے ہین اور اوسکے معنی جو احادیث اور آثار سے ثابت ہین بدل دیا کرتے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے یریدون اَن یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللّٰہِ یعنے وہ لوگ چاہتے ہین کہ اللہ کے کلام کو بدل دین۔ اور جب قرآن ھی بدل دیا جائے اور احادیث متروک ہو جائین تو ظاہر ہے کہ دین ھی بدل دیا گیا کیونکہ دین وہی ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوا تھا ایسے لوگون کی شان مین حق تعالی فرماتا ہے اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ یعنے کیا اللہ کے دین کے سوا کوئی دوسرا دین چاہتے ہین وہ اور دوسرے دین کی خواہش کرنے والون کی نسبت ارشاد ہوتا ہے قولہ تعالی وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ

دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ۝ کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ وَشَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَھُمُ الْبَیِّنَاتُ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اُولٰٓئِکَ جَزَاؤُھُمْ اَنَّ عَلَیْھِمْ لَعْنَةَ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ خَالِدِیْنَ فِیْھَا لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ ترجمہ جو کوئی سوائے اسلام کے اور دین چاہے سو اوس سے ہرگز قبول نہوگا اور وہ لوگ آخرت مین نقصان پائینگے۔ کیونکر ہدایت کریگا اللہ ایسے لوگون کو جو منکر ہوگئے ایمان لاکر اور گواہی دی کہ رسول سچا ہے اور پہنچ چکی اونکو نشانیان اور اللہ ہدایت نہین کرتا بے انصاف لوگون کو ایسے لوگون کی سزا یہہ ہے کہ اون پر لعنت ہی اللہ کی اور فرشتون کی اور لوگون کی سب کی۔ پڑے رہینگے اوس مین ہلکا نہوگا اون پر عذاب اور نہ اونکو مہلت ملیگی انتہی۔ اس آیۂ شریفہ مین سزائین خاص اون لوگون کی ہین جو مسلمان کہلا کر دوسرا دین اختیار کرتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق ہونے کی بھی گواہی دیتے ہین یہہ بات برابر اون لوگون پر صادق آتی ہے کہ قرآن کے معنے اپنی طرف سے بنا کر بنا دین نکالتے ہین الحاصل ادنی تامل سے یہہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ کتب تفاسیر کو چھوڑنے مین بڑی بڑی مصیبتون کا سامنا ہے سرف الدین النصیحہ کے لحاظ سے یہہ کہنے کی ضرورت ہوئی وما علینا الا البلاغ۔

پہلا حملہ حدیث وتفسیر ہی پر ہوتا جتنے ملاحدہ گذرے ہین سب کا حملہ تفاسیر پر ہوا کیا کیونکہ ہر ایک مسلمان کتابون مین مختلف روایات سے وارد ہونیکی وجہ سے

ایسا مصرح اور مفصل ہو جاتا ہے کہ کسیکو کوی بات بنانے کا موقع نہین مل سکتا بخلاف اسکے اونکو چھوڑکر صرف قران سے تمسک ہونے لگے تو ہر ایک کو تاویلات کی خوب گنجایش مل جاتی ہے اسیوجہ سے نمازون کی تعیین اور تعداد رکعات وغیرہ مین کمی و زیادتی کی گنجایش اون لوگون کو مل گئی تھی اگر احادیث و تفاسیر پر اونکے اتباع کا اعتماد ہوتا تو اسکا موقع ھی نہ ملتا۔

حق تعالی نے قرآن مین جو کچھہ بیان فرمایا ہے گو مفصل ہے مگر پھر بھی سب مین ایک قسم کا اجمال ہے جسکی تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اگر یہہ بات نہوتی اور کل امور قرآن شریف مین بالتفصیل بیان کئے جاتے تو مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ یعنے جو کچھہ رسول تمکو دین اوسکو لو فرمانے کی ضرورت ھی نرہتی اس سے ظاہر ہے کہ قران نے حدیث کی جگہہ چھوڑ رکھی ہے چنانچہ امام سیوطی رح نے درمنثور مین روایت کی ہے واخرج ابن ابی حاتم من طریق مالک بن انس عن ربیعہ قال ان اللہ تبارک وتعالی انزل الکتاب وترک فیہ موضعا للسنۃ یعنے حق تعالی نے قران تو نازل فرمایا مگر حدیث کی جگہہ چھوڑ رکھی ہے یہہ بات پوشیدہ نہین کہ جو لوگ حدیث و تفسیر سے مخالفت کرنا چاہتے ہین اونکا مقصود یہی ہوتا ہے کہ آیات قرآنیہ کو اونکے معنے سے ہٹا کر دوسرے معنی پر منطبق کردین اسیکا نام الحاد ہے کیونکہ الحاد کے معنی لغت مین مائل ہونے اور مائل کرنے اور حق سے عدول کرنے کے ہین جیسا کہ لسان العرب وغیرہ مین مصرح ہے اور امام سیوطی رح نے درمنثور مین روایت کی ہے اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قولہ تعالی ان الذین یلحدون فی ایاتنا قال ہو ان یوضع الکلام علی غیر موضع یعنے ابن عباس رض ان الذین یلحدون کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ الحاد کے

معنے یہہ ہین کہ کلام کے اصلی معنے چہوڑکر دوسرے معنے لے جائین ورغیرہ درمنثور
مین ہے واخرج احمد فی الزہد عن عمر بن الخطاب قال ان ہذا القرآن کلام اللہ
فضعوہ علی مواضعہ ولاتتبعوا فیہ اہواءکم یعنے یہہ قرآن اللہ کا کلام ہے اسکو
اوسکے مواضع اور معانی پر رہنے دو اور اپنی خواہشون کو اوس مین دخل مت دو
انتہی۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ دوسرے معنی لینے مین اصلی معنی کی تکذیب ہو جاتی ہے
چنانچہ درمنثور مین ہے واخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید عن قتادہ رضی اللہ عنہ
قال الالحاد التکذیب۔ اب دیکھئے کہ حق تعالی عیسی علیہ السلام کی شان مین فرماتا
یحیی الموتی باذن اللہ لغت مین احیا کے معنی زندہ کرنے کے ہین اور احادیث
واثار سے بہی وہی معنے ثابت ہین مگر مرزا صاحب کہتے ہین کہ مسمریزم سے
قریب الموت بیمارون کو حرکت دیتے تھے صرف یہہ ایک ہی نہین ہر جگہہ وہ
ایسا ہی کیا کرتے ہین الغرض ان تمام روایات وآیات سے ثابت ہی کہ ایسے
معنے آیہ شریفہ کے قرار دینا الحاد وتکذیب قرآن ہے جسکی نسبت حق تعالی
فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْ آیَاتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ
خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ترجمہ جو الحاد کرتے ہین ہماری آیتون مین وہ
ہم سے چہپ نہین سکتے کیا جو ڈالا جائیگا دوزخ مین بہتر ہے یا وہ جو آئیگا امن
سے قیامت کے دن۔ یعنے الحاد کرنے والے خدا تعالی سے چہپ نہین سکتے
وہ قیامت کے روز دوزخ مین ڈالے جائینگے۔ ہم صرف بلحاظ خیرخواہی کے آیات
واحادیث کو پیش کر رہے ہین اسپر بہی اگر توجہ نفرماوین تو مجبور ہین وَمَا عَلَیْنَا
اِلَّا الْبَلَاغُ حق تعالی فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیَاتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا

اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ترجمہ اوس سے زیادہ کون ظالم ہے جسکو آیات اوسکے
رب کے یاد دلائے جائین تو اون سے منہہ پھیر لیتا ہے ہم گناہگارون سے بدلا لینے
والے ہین۔ الحاصل آیات قرآنیہ کے نئے معنے تراشنا ایک قسم کی تحریف و تبدیل
ہے جسکی نسبت سخت وعیدین وارد ہین اوراس تحریف کی حفاظت صرف کتب
تفسیر سے متعلق ہے جیساکہ خود مرزا صاحب بھی براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۱ مین لکھتے ہین
کہ قرآن شریف کا محرف و مبدل ہونا اسلیے محال ہے کہ اللہ تعالی اوسکا حافظ ہے
لاکھون مسلمان اوسکے حافظ ہین ہزارہا اوسکی تفسیرین ہین۔
مرزا صاحب کے تدین و انصاف سے توقع ہے کہ ہرگز اعراض نفرما دینگے۔
اہل بصیرت پر یہہ امر پوشیدہ نہین کہ جو لوگ آیات قرآنی مین الحاد کرتے ہین اونکی
غرض یہی ہوتی ہے کہ جھگڑا کرکے اپنے تراشے ہوسے معنی کو ثابت کرین اور معنی
حقیقی کو باطل کردین یہہ کس قدر دیانت کے خلاف ہے حق تعالی فرماتا ہے۔
وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ
ترجمہ اور مجادلہ کیا انہون نے باطل کے ساتھہ تاکہ ناچیز کردین
حق کو پھر مینے پکڑ لیا اونکو تو میرا عذاب کیسا تھا۔ اور در منثور
مین امام سیوطی رحمہ نے یہہ روایت نقل کی ہے عن ابی ہریرہ رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان جدالا فی القرآن کفر یعنے
قرآن مین جھگڑنا کفر ہے حق تعالی اس بلا سے سب مسلمانون کو
بچاوے اور پورے قرآن پر ایمان نصیب کرے۔
اب مرزا صاحب کے دلائل سنئے جو اپنی رسالت و عیسویت پہ قایم کرتے ہین

یہہ امر کسی مسلمان پر پوشیدہ نہین کہ رسالت اور نبوت کا درجہ خدائے تعالی کے نزدیک
تمام مدارج سے اعلی اور ارفع ہے اور جن بندگان خاص کو حق تعالی نے اِس خدمت
کے لئے انتخاب فرمایا ہے اونکو اپنے فضل و کرم سے گناہون سے محفوظ رکھکر خلق
مین ایسا نیکنام اور نیک رو بہ رکہا کہ کوی اونکو دیکھنے کے بعد کسی قسم کے رذائل کا
الزام اونپر نہ لگا سکا جو لوگون کی نگاہ مین اونکو ذلیل و خفیف کرنے والے ہون
مثلاً یہہ کسی نبی کی نسبت الزام نہین لگایا گیا کہ دغا باز جہوٹے بدمعاش مال مردم خوار
وغیرہ ہین۔ یون تو جتنے رذایل اور بدنما افعال ہین سب سے انبیا معصوم اور
محفوظ تھے لیکن زیادہ تر اہتمام اسکا رہا کہ مال مردم خوار ہونے کا الزام نہ آنے پاے
کیونکہ یہہ ایسی بُری صفت ہے کہ بالطبع آدمی کو اوس سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور
ایسے آدمی کو کوی اپنے پاس آنے نہین دیتا اسیوجہ سے حق تعالی نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم پر اور آپکے اہل بیت پر صدقہ اور زکوۃ پہلے ہی حرام فرما دیا اُسکے بعد
عام حکم ہو گیا کہ ہر مسلمان جسکے پاس تہوڑا بھی مال ہو وہ صدقہ اور ضرورت مین جسقدر
زائد ہو تو وہ زکوۃ دیا کرے۔ ایسی حالت مین حضرت کو لوگون کا مال عمومی مصالح
کے لئے لینے مین کسی قسم کا اندیشہ نرہا اسی وجہ سے خود بنفس نفیس صدقے مانگ
لیتے اور فقرا اہل اسلام و یتامی وغیرہ مصالح مین تقسیم فرما دیتے اور کسیکو اِس
وہم کا موقع ہی نہ ملتا کہ وہ رقم حضرت اپنے ذاتی اغراض مین صرف کرنے کے
لئے وصول فرماتے ہونگے۔ اور حالت ظاہری بھی اِسی کو ثابت کرتی تھی کہ
حضرت کو اوس مال سے کوی ذاتی تعلق نہین کیونکہ فقر و فاقہ کی یہہ کیفیت ہا کرتی
تھی کہ دو دو مہینے چولھا نہین سلگتا تھا صرف چھوہارون کے چند دانون پر اکتفا یسری

ہوتی اور صدقات وغیرہ کا جس قدر مال آتا فقرا وغیرہ مین صرف ہوجانا یہی وجہ تھی کہ وفات شریف کے وقت کسی قسم کا مال و اسباب و مکان عالیشان ورثہ کے لئے نہین چھوڑا۔ ان تمام مشاہدات کے بعد کیا ممکن ہے کہ کسی قسم کی بدگمانی ہوسکے ہرگز نہین۔ اگر مرزا صاحب کو نبوت اور رسالت خدا کی طرف سے ملتی تو خدائتعالی اونکو بھی بدنما الزامون سے محفوظ رکھتا مگر ایسا نہوا جیسا کہ اونکی کارروائیون سے ظاہر ہے۔

مولوی الہی بخش صاحب جو مرزا صاحب کے قدیم دوست اور سالہا سال اونکے رفیق رہے جنکو خود مرزا صاحب نے متقی اور پرہیزگار فرمایا ہے وہ اپنی کتاب عصائے موسی مین مرزا صاحب کا حال لکھتے ہین کہ وہ کیوڑا بید مشک کی سنی ورنی لگا کرین مسافت دور و دراز سے بصرف زر کثیر منگوا کر استعمال فرماتے ہین خس کی ٹٹیان لگی رہتی ہین اور برف ہر وقت مہیا رہتا ہے۔ مرغی انڈا۔ مشک۔ پلاو۔ زردہ پشمینہ قالین لحاف وغیرہ مین مستغرق اور منہمک ہین اور بادشاہون کی طرح جائداد و زیور۔ باغات۔ محل مکانات۔ مقبرے۔ مینار گھنٹہ گھر (کلاک ٹاور) اور مینار روشنی (لاٹ ٹاور) وغیرہ غریبون کے مال سے ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے اپنی تفریح اور یادگار بناتے ہین۔ صرف ایک یادگاری منارۃ المسیح جسکا مین گھڑی جنگل مین وقت بتانے کو اور لال ٹین روشنی جانے کو لگائی جائیگی تعمیر کرنے کے واسطے دس ہزار روپیہ چندہ کے لئے اشتہارات شایع کیے گئے یہہ ترفہ اور فارغ البالی اور عیش و عشرت عموماً امرا کو بھی نصیب نہین یہہ عقلی نبوت کا طفیل ہے جسکا حال ہمنے ابتدا کے کتاب مین لکھا ہے۔

جب عقلی معجزات مرزا صاحب صدہا تہلتےتے ہین تو غور کیا جاے کہ خاص مال فراہم کرنے کی تدابیر کس قدر سوجتے ہونگے۔
عصاے موسی مین لکہا ہے کہ مرزا صاحب تصویرین اپنی اور اپنے اہل بیت کی اور خاص حاجت کی اقسام اقسام کی اترولتے ہین اور اخبارون مین اونکی اشاعت اور خریداری کی ترغیب وتحریص ہوا کرتی ہے۔ جس سے لاکہون کی آمدنی متصور ہے اِسکے سوا ماہواری چندے اقسام کے مقرر ہین جنکا کچہہ حال اوپر معلوم ہوا ہے اِسکے سوا صاحب عصاے موسی نے اپنے ذاتی معلومات جو اوس مین لکہے ہین وہ بہی قابل دید ہین۔ عصاے موسی صفحہ ۲۴۶ مین لکہا ہے مرزا صاحب غور فرما وین کہ وا ذا ائتمن خان مین جو روپیہ سراج منیر جودہ سو روپیہ کی لاگت والی براہین کی قیمت مین آیا اوسکو دوسری جگہہ اپنی خانگی و نفسانی حاجات مین خرچ کرنا داخل ہے یا نہ۔ رسالہ سراج منیر کے چندہ دینے والے و براہین کے خریدار کئی تو مر گئے اور بہت باقی بہی ہین جو حسب وعدہاے مرزا صاحب ہر دو کتب کے منتظر و امیدوار ہین۔ نیز وہ روپیہ جو مرزا صاحب کے حساب مین آپکو کہکر باین غرض جمع کیا گیا تہا کہ جب رسالہ موعودہ براے مسٹر الگزانڈر روب امریکہ والا طیار ہوگا تو اس روپیہ سے ترجمہ کرایا جائیگا۔ سو وہ رسالہ تو وعدہ وعید مین نابود ہو گیا اور اوسکے ساتہہ ہی وہ روپیہ بہی خورد دبرد ہوا۔ پہر جو روپیہ مسجد کے واسطے جمع ہوا وہ کہان گیا۔ براہین کی نسبت شاید یہہ عذر پیش کرین کہ ہمنے واپسی روپیہ کا اشتہار دیدیا ہے اِسلئے بری الذمہ ہو گئے لیکن اس مین یہہ غرض ہے اولاً تو پہلے سے ایسی کوی شرط نہتی۔ ثانیاً وہ اشتہار سب روپیہ دہندگان

کے پاس کہان بہیجا گیا ہے۔ فقط اپنے مریدین مین ہی اوسکی اشاعت کافی سمجہی
گئی تھی۔ ثالثاً اس اشتہار مین بھی ایسا فن حکمت و چالاکی کی کہ بیچارے مظلوم
شرم ولحاظ سے مطالبہ روپیہ کی جرات نکرین اور اگر کرین بھی تو مرزا صاحب کے
کسی معتبر کا سارٹیفکٹ پیش کرین۔ ایک آشنا نے مجہسے پوچھا کہ بقیہ براہین خدا جانے
کب آوے۔ مینے جواب دیا کہ اوسکی بظاہر کوی امید نہین کیونکہ مرزا صاحب
اوسکی قیمت واپس کرنے کا اشتہار دے چکے ہین وہ بولا کہ ہمکو تو خبر بھی نہین ہوی
بھلا اب روپیہ ملجاویگا۔ مینے کہا ہان اگر آپ روپیہ دینے کا سارٹیفکٹ دیدین
تب اوسنے کہا کہ جسکی معرفت ہمنے روپیہ دیکر کتاب منگوائی ہے وہ تو مر گیا۔
فقط اسی پر دوسرے بیچارے خریداروں کا قیاس کرلینا چاہیئے۔ پہر جن لوگون
نے براہین کے واسطے سینکڑون روپیہ دئے تھے وہ اشتہار اونکے پاس بھی
نہین پہونچا اگر مرزا صاحب کی نیت بخیر ہوتی تو جیسا کہ عاجز کو ایک دفعہ فرمایا تھا کہ
ہمنے روپیہ دہندگان کے نام روپیہ کی کتاب کہولی ہوی ہے تو اوسکو قایم رکھتے
اور اوسکے موافق سب کو روپیہ واپس دیتے اگر کوی لینے سے انکار کرتا تو پہر
آپکا مال تھا۔ ویا اول روپیہ دہندگان وخریداران کو حسب ضابطہ رسید بھی دی ہوتی
تا اوسکو پیش کرکے روپیہ وصول کرسکتے۔ یہہ حق العباد تھا۔ اس بارہ مین جس قدر
سعی واہتمام ہوتا ثواب وعبادت مین داخل تھا۔ خیر یہہ تو براہین کے روپیہ کا
حال ہوا۔ باقی سراج منیر ومسٹر الگزنڈر وب والے روپیہ کا کیا عذر ہی علی ہذا القیاس
دربیت رقوم جو کہین کی کہین خرچ ہوئین یہہ سب کیون اذا ائتمن خان مین داخل نہین
ذا عاہد غدر مین جو وعدے نسبت براہین احمدیہ جلد اول اعلان سرورق جلد اول و

دوم مین ہین کہ ضخامت سو جز سے زیادہ ہوگی - قیمت اول پانچ پہر دس پہر پچیس
اور اقرار کہ اسکی طبع مین آیندہ کبہی توقف نہین ہوگی - جلد سوم کے سرورق پر
فرمایا کہ اب کتاب تین سو جز تک پہونچ گئی ہے اور اخیر صفحہ پر اوسکے قیمت
ایک سو روپیہ قرار دیکر فرمایا کہ اگر اسکے عوض ۱۰ تا ۱۰۰۰ روپیہ بہی مسلمان پیشگی
نہ دین تو پہر گویا کام کے انجام سے خود مانع ہونگے (اس فقرہ کی تحریر سے مرزا صاحب
کے اپنے رئیس اعظم صاحب جائداد ہونے اور ہزارہا روپیون کے اشتہارات
دینے کی حقیقت و ماہیت بہی خوب ظاہر ہوتی ہے کہ جو کچہہ ملے پیشگی ملے) -
جلد چہارم مین آخر کار فرما دیا کہ اسکا متولی ظاہرا و باطنا رب العالمین ہے اور
کچہہ معلوم نہین کہ کس اندازہ و مقدار تک اسکو پہنچا دے اور سچ تو یہہ ہے کہ
جس قدر اس نے جلد چہارم تک انوار حقیت اسلام ظاہر کئے ہین اتمام حجت
کے لئے کافی ہین زندگی کا اعتبار نہین وغیرہ الخ افسوس راستی موجب رضائے
خداست پر جس کا عاجز کو الہام ارشاد ہولے خیال کرکے یہہ نہ فرمایا کہ مصالحہ
اندوختہ ختم ہوچکا ہے اور جو ہمنے تین سو دلائل کا قید تحریر مین آکر طیار ہونا لکہا تہا
غلط تہا اسلئے آیندہ تولیت سے دست بردار ہوتے ہین اور روپیہ وصول شدہ
حق العباد کی عباد اللہ سے معافی چاہتے ہین - پہر وعدہ رسالہ سراج منیر جسکا
چہ ۱۰۰ سو روپیہ کے صرف سے طبع کا اعلان ۱۳۰۲ھ ہجری سرورق شحنہ
حق پر ہوا تہا جسکے لئے کئی مقامات سے خاطر خواہ چندہ آگیا تہا اور
جسکی نسبت خاکسار نے جب مرزا صاحب انبالہ مین تشریف رکہتے تہے
بذریعہ خط وعدہ خلافی کی شکایت کی تہی تو مرزا صاحب اسپر درہم برہم ہوکر

خفا ہوئے تھے یہہ ۱۸۸۶ء کا ذکر ہے جب سرمہ چشم آریہ چھپا تھا اور اوسکے
سرورق پر اوسکی قیمت عہ؁۱۲ عام سے اور خاص ذی استطاعت سے جو بطور
امداد دین اس شرط و وعدہ پر مقرر کی کہ سراج منیر اور براہین کے لئے اس قسم سے
سرمایہ جمع ہوکر اوسکے بعد رسالہ سراج منیر پھر اوسکے بعد پنجم حصہ براہین احمدیہ چھپنا
شروع ہوگا۔ پھر وعدہ اجراے رسالہ ماہواری قرآنی طاقتون کا جلوہ گاہ
آخر جون ۱۸۸۶ء کی بیس تاریخ سے ماہ بماہ نکلا کریگا۔ نیز رسالہ تجدید دین یا
اشعۃ القرآن۔ پھر ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء جبکو سات برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے
نشان آسمانی کے صفحہ ۴۲ و صفحہ ۴۳ مین ضروری گزارش باہمت دوستون کی خدمت
مین امداد کے لئے کی اور اوسکی سرخی "اے مردان بکوشید و برائے حق بکوشید"
لکھکر فرمایا کہ پختہ ارادہ و خواہش ہے کہ اس رسالہ (نشان آسمانی و شہادۃ الملہمین)
کے چھپنے کے بعد رسالہ دافع الوساوس طبع کراکر شایع کیا جاوے سو آئینہ
کمالات اسلام کا دوسرا نام دافع الوساوس رکھکر مرزا صاحب اوس سے بری الذمہ
ہوگئے۔ اور بعد اسکے بلا توقف رسالہ حیات النبی و ممات المسیح جو یورپ و
امریکہ کے ملکون مین بھی بھیجا جاویگا شایع اور اوسکے بعد بلا توقف حصۂ پنجم
براہین احمدیہ جسکا دوسرا نام ضرورت قرآن رکھا گیا ہے ایک مستقل کتاب کے
طور پر (یہہ مطلب ہے کہ اوسکی قیمت علیحدہ ہوگی براہین کی قیمت دینے والے
اسپر اپنا حق قایم نہ سمجھین) چھپنا شروع ہو لیکن اس سلسلہ کے قایم رکھنے کیلئے
یہہ احسن انتظام خیال کرتا ہون کہ ہر ایک رسالہ جو میری طرف سے شایع ہو میرے
ذی مقدرت دوست اوسکی خریداری سے مجھکو بدل و جان مدد دین۔ پھر فرمایا

اگر میری جماعت مین ایسے احباب ہون جو بوجہ املاک واموال وزیورات وغیرہ کے زکوۃ فرض ہو تو انکو سمجھنا چاہئے کہ اسوقت دین اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بیکس کوئی نہین اور زکوۃ دینے مین جس قدر تہدید شرع وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو منکر زکوۃ کافر ہو جاوے پس فرض ہے جو اسی راہ مین اعانت اسلام مین زکوۃ دی جاوے۔ زکوۃ مین کتابین خریدی جائین اور مفت تقسیم کی جائین اور میری تالیفات بجز ان رسائل کے اور بھی مین جو نہایت مفید ہین جیسے رسالہ احکام القرآن اربعین فی علامات المقربین اور سراج منیر اور تفسیر کتاب عزیز۔ لیکن چونکہ کتاب براہین احمدیہ کا کام ازبس ضروری ہے اسلئے بشرط فرصت کوشش کی جائیگی کہ یہہ رسائل بھی درمیان طبع ہو کر شائع ہو جائین۔ آیندہ ہر ایک امر اللہ جل شانہ کے اختیار مین ہے ۔۔۔

کیفیت جلسہ۔ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ عیسوی کے صفحہ ۲۴ پر درخواست چندہ (قابل توجہ احباب) مین کہا کہ تین قسم کی جمعیت کی ہمین سخت ضرورت ہے جسپر ہمارے کام اشاعت حقانی معارف دین کا سارا مدار ہے اول دو پریس دوم ایک خوشخط کاپی نویس سوم کاغذات۔ ان تینون مصارف کے لئے (ماہ ۲۵ صہ) ماہواری کا تخمینہ لگایا گیا ہے ہر ایک دوست بہت جلد بلا توقف اس مین شریک ہو اور چندہ ہمیشہ ماہواری تاریخ مقررہ پر پہونچ جانا چاہئے۔ یہہ تجویز ہوئی کہ بقیہ براہین ور ایک اخبار جاری ہو اور آیندہ حسب ضرورت وقتاً فوقتاً رسائل نکلتے رہین الخ اب مرزا صاحب نے عذرداری ٹکس مین (صہ ماہ) سالانہ آمدنی کا جسکے (آمدنی ۲۳۴ صہ) سے کچھہ زیادہ ماہواری ہوئی اقبال کیا ہے اور

اوسط سالانہ آمدنی جو چار ہزار قبول کی ہے اوسکی ماہوار اوسط بھی (ہمات ۱۰ ۳۳)
سے کچھہ زیادہ ہوتا ہے اوسکے علاوہ مرزا صاحب کی اپنی زمین و باغ وغیرہ کی
آمدنی علٰحدہ ہے۔ پریس بھی کئی موجود ہین۔ دوسری جو کتاب نکلتی ہے اوسکی
قیمت بھی اسقدر بڑہکر ہوتی ہے کہ لاگت سے تگنا چوگنا منافع ہو اب فرماوین کہ
یہہ سب وعدے اوس وعید اذا عاہد خلف مین کیون داخل نہین۔ انتہی
اور اسی عصاے موسیٰ صفحہ ۱۶۲ مین لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے طرح طرح کے اقرار
مدار وعدے کرکے روپیہ قیمت کتب وقبولیت دعا عطاے فرزند وغیرہ کے
نام واعتبار پیشگی حاصل کرکے اپنے قبضہ و تصرف مے آیا اور پہر وعدہ وغیرہ
کو بالاے طاق رکھکر پیچھے مریدین سے مشتہر کرادی کہ امام وقت و خلیفۃ اللہ
کو بنیون۔ لقالون۔ تنگ دلون۔ زر پرستون کے حساب وکتاب سے کیا کام
روپیہ حاصل کرنے کی یہہ تدبیرین مین دعا کی اُجرت تک لی جاتی ہے۔ اور
زکوۃ جو حق فقرا ہے وہ بھی نہین چھوڑی جاتی اور پیرایہ کس قدر خوش منظر کہ
دین اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بے کس کوی نہین۔ اسکے سوا اونکا جھوٹ کہنا
داؤ پیچ۔ فتنہ انگیزی۔ خداتعالی کی تکذیب۔ اور اوسپر افترا۔ الحاد۔ انبیا
علیہم السلام کی تنقیص شان اور اونکو ساحر قرار دینا اور اونپر اپنی فضیلت وغیرہ
امور عصاے موسیٰ مین متعدد مقامات مین ثابت کئے گئے ہین جنکا ذکر اس کتاب
مین بھی آگیا ہے۔ یہہ امور ایسے ہین کہ کوی مسلمان انکا مرتکب نہین ہوسکتا اور
اگر ہوا تو مسلمان نہین سمجھا جاتا۔ اب اہل ایمان غور کرین کیا ممکن ہے کہ مرزا صاحب
ان تمام اوصاف کے جامع بھی ہون اور تقرب الہی اور نبوت اور عیسویت

سکے ساتھ بھی متصف ہون اگر یہہ تسلیم کرلیا جاوے تو مسیلمہ کذاب سے آج تک
جتنے نبوت کے مدعی گذرے ہین معاذ اللہ سب پر ایمان لانے کی ضرورت
ہوگی حالانکہ کوی ایماندار اسکا قائل نہین ہوسکتا۔ اسکے بعد مرزا صاحب کے وہ
دلائل جو اپنی نبوت اور عیسویت پر پیش کرتے ہین اونکی طرف توجہ کرنے کی کوی
ضرورت نرہی مگر سرسری طور پر اگر ذکر کرلئے جائین تو بے موقع بھی نہین۔
ایک دلیل یہہ ہے کہ کریم بخش نے کہا کہ گلاب شاہ مجذوب نے کہا تھا کہ
مسیح لدہانہ مین آکر قرآن مین غلطیان نکالیگا۔
محمد یعقوب نے کہا کہ عبد اللہ صاحب غزنوی نے کہا کہ مرزا صاحب عظیم الشان
کام کے لئے مامور کئے جائینگے۔
ایک شخص نے خواب مین دیکہا کہ مسیح آسمان سے اترا۔
پیشین گوئیان۔ استجابت۔ فصاحت و بلاغت زبان عربی۔ عقلی معجزات
ان دلائل کا حال اوپر معلوم ہوچکا ہے اعادہ کی حاجت نہین۔
اب مرزا صاحب کی وہ دلائل پیش کی جاتی ہین جو مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام مین لکھا ہے
ایک دلیل یہہ ہے جو ابھی معلوم ہوی کہ کریم بخش نے گواہی دی کہ گلاب شاہ مجذوب
نے خبر دی تھی کہ عیسی جوان ہوگیا ہے اب قرآن مین غلطیان نکالیگا (سبحان اللہ
عیسی اور قرآن مین غلطیان نکالنا)
اور ایک دلیل یہہ پیش کرتے ہین جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۹۲ مین ہے منجملہ ان علامات
کے جو اس عاجز کے مسیح موعود ہونے کے بارہ مین مین یہہ ہے کہ مسیح اوس وقت
یہودیون مین آیا تھا کہ جب توریت کا مغز اور بطن یہودیون کے دلون سے

اٹھا لیا گیا تھا اور وہ زمانہ حضرت موسیٰ سے چودان سو برس بعد تھا جو مسیح
یہودیون کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا تھا ایسے ہی زمانہ مین یہہ عاجز آیا کہ جب
قرآن کا مغز اور بطن مسلمانون کے دلون پر سے اٹھایا گیا ہے اور وہ
اور یہہ زمانہ بھی حضرت مثیل موسیٰ کے زمانہ سے اسی زمانہ کے قریب قریب
گذر چکا ہے جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیانی زمانہ تھا انتہی۔
موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے مابین جو مدت بتلای جا رہی ہے اوس سے
غرض یہہ ہے کہ موسیٰ سے چودا سو برس کے بعد عیسیٰ علیہما السلام کو بھیجنے کی
ضرورت ہوی تھی اسیطرح مثیل موسیٰ یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابتک
اسیقدر مدت گذر گئی ہے اسلئے مثیل عیسیٰ بھیجا گیا یعنے خود۔ مرزا صاحب
نے مسلم شریف کی روایت کو قابل اعتبار نہین سمجھا تھا اس وجہ سے کہ وہ
بخاری مین نہین جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور یہہ روایت جو اپنی عیسویت کے
استدلال مین پیش کرتے ہین اوسکا پتہ تو کسی موضوعات کی کتاب مین بھی نہین ہے
اگر ہوتا تو اوسکا نام ضرور لکھتے جس سے اتنا تو معلوم ہوتا کہ یہہ بات مرزا صاحب
کی بنای ہوی نہین ہے۔ یہہ یاد رہے کہ مرزا صاحب کسی حدیث کی
کتاب سے یہہ روایت ثابت نہین کر سکتے اسلئے کہ محققین نے تصریح کی ہے
کہ موسیٰ علیہ السلام کے وفات سے عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت تک ستر اسو
سولا برس گذرے تھے جیسا کہ ستۃ الاذکیا فی قصص الانبیا مین علامہ طاہر ابن
صالح جزائری نے لکھا ہے۔
اس مین شبہہ نہین کہ مرزا صاحب مین اعلیٰ درجہ کی جرات ہے۔ کبھی کسی قسم کا

خیال اونکو مانع نہین ہوتا کہ مین مخالفون کے مقابلہ مین کیا کہا تھا اور اب کیا
کہہ رہا ہون اور لوگ کیا کہینگے۔ یہہ بھی مرزا صاحب کا ایک عقلی معجزہ ہے
کہ کوی دوسرا یہہ کام نہین کرسکتا کیونکہ اوسکو ضرور شرم مانع ہوگی جس کو
مرزا صاحب الحیاء یمنع الرزق کا مصداق قرار دینگے۔ جب تک مرزا صاحب
اپنے اس بیان کو کسی کتاب سے مدلل نکرین یہی سمجھا جائیگا کہ انہون نے اس مدت
کو اپنے دل سے گھڑ لیا ہے۔
ماحصل انکی تقریر کا یہہ ہوا کہ موسی اور عیسی دونون مستقل نبی ہین اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اور مرزا اُن دونون کے مثیل ہین یعنے مرزا عیسیٰ کے مثیل اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم موسیٰ کے مثیل کیونکہ صاف لفظون مین حضرت کو موسی کا مثیل کہہ رہے ہین۔
چونکہ مرزا مثیل ہونیکی وجہ سے اپنے کو ظلی اور تبعا نبی کہتے ہین اسی قیاس پر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بھی اونکے نزدیک ظلی نبی ہوے۔ مگر مسلمانون کا اعتقاد ایسا
نہین وہ بحسب احادیث صحیحہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سید المرسلین سمجھتے ہین
جن مین موسی اور عیسی علیہما السلام وغیرہما سب داخل ہین۔ احادیث سے ثابت
ہے کہ موسی علیہ السلام آرزو اور دعائین کرتے تھے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی امت مین داخل ہون چنانچہ امام سیوطی رح نے خصائص کبری مین کئی روایتین
بڑی بڑی نقل کی ہین چونکہ یہہ کتاب چھپ گئی ہے اسلئے صرف محل استدلال
نقل کیا جاتا ہے۔ اخرج ابو نعیم عن عبد الرحمن المعافری۔ فلما عجب موسی
من الخیر الذی اعطاہ اللہ محمدا وامتہ قال یا لیتنی من امتہ احمد و اخرج ابو نعیم فی
الحلیتہ عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ الی موسی نبی

بنی اسرائیل انہ من لعینی وہو جاحد باحمد ادخلتہ النار۔ قال اجعلنی من امتہ ذلک النبی

وفی روایۃ ابی ہریرہؓ قال یارب فاجعلنی من امتہ احمد اب مرزا صاحب ہی غور فرمادین کہ خود موسی علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونیکی آرزو کرتے تھے توکسی یہودی کا قول اوسکے خلاف مین کیونکر قابل توجہ ہوگا۔ اور آیہ شریفہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ الآیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب تھے پھر حضرت کوکسی نبی کا مثیل اور ظلی نبی قرار دینا کیسی بے ادبی ہے۔

مسلمانو مرزا صاحب نے تمہارے نبی افضل الانبیا علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام کو موسی کا مثیل قرار دیا کیا اب بھی کسی اور کا مثیل سننے کا انتظار ہے کیا تمہارے اور تمہارا اسلاف کے کان ایسے نا ملایم الفاظ سننے کے آشنا تھے۔ کب تک مرزا صاحب کی ایسی باتین سنا کروگے توبہ کرو اگر نجات چاہتے ہو تو اونکی ایک نہ سنو اور اپنے اسلاف کا اتباع کرو۔

مسلمانون اور یہود کی وجہ شبہ مین جو فرماتے ہین کہ مغز اور بطن کلام الہی کا ان دونون کے دلون سے اٹھا لیا گیا ہے اس مین یہہ کلام ہے کہ یہود کی شان مین حق تعالی فرماتا ہے اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَھْوٰیٓ اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ جس سے ظاہر ہے کہ وہ انبیا کی تکذیب اور انکو قتل کیا کرتے تھے اور توریت وانجیل سے ثابت ہے کہ انہون نے بیت المقدس کو ڈہایا اور قربانی کے مقام مین خنزیر ذبح کیے بتخانے آباد کیے اسکے سوا اور بہت سی انکی خرابیان ہین جنکا حال تشا اللہ تعالی

آئندہ معلوم ہوگا۔ بفضلہ تعالی مسلمانون مین ان باتون سے ایک بھی نہین
پائی جاتی مسجدین آباد بلکہ ہمیشہ نئی نئی بنائی جاتی ہین حج کی وہی دہوم دہام
ہے کہ ہرسال لاکہون مسلمانون کا مجمع ہوتا ہے رمضان شریف مین عبادت کی وہی
گرم جوشیان ہین غرض کہ شعار اسلام بفضلہ تعالی ہندوستان مین بھی قایم مین رہا
یہہ کہ بعضے حظوظ نفسانی مین گرفتار اور بدعتون مین مبتلا ہین سو انکی بھی یہہ حالت
ہے کہ جب قران و حدیث سنتے ہین تو اپنے افعال اور تقصیر پر نادم ہوتے ہین
ہان اس مین شک نہین کہ بعضے ایسے بھی ہین کہ عمر بہر قرآن و حدیث سنتے اور پڑہتے
ہین مگر کسی کی جادو بیانی کے اثر سے ضروریات دین کے اعتقادات سے
پہر جاتے ہین سو وہ لوگ اعتبار کے قابل نہین ایسے لوگ تو خود نبی کے وقت مین
گمراہ اور مخالف ہو جاتے تھے اونکے حسب حال یہہ شعر ہے۔

عمرہا دیدند قوم دون ز موسی معجزات
آن ہمہ شد گاو خورد از بانگ یک گوسالۂ

غرض کہ جس طرح یہود نے توریت کو چہوڑ دیا تھا مسلمانون نے اب تک قرآن کو
نہین چہوڑا البتہ مرزا صاحب کی تعلیم سے اب اُسکی بنیاد پڑ گئی ہے جس کا حال
انشاء اللہ تعالی معلوم ہوگا کہ صدہا آیات قیامت اور احیاء اموات وغیرہ ابواب
مین جو وارد ہین اونکا ایمان اس تعلیم سے بعض لوگون کے دلون سے اُٹھا لیا گیا ہے
مثلاً جب یہہ مسلم ہو جاے کہ مرتے ہی آدمی ایک سوراخ کی راہ سے جنت مین یا دوزخ
مین چلا جاتا ہے اور پہر وہان سے نہین نکلتا جیسا کہ مرزا صاحب کہتے ہین تو
قیامت اور حشر اجساد کا خود ابطال ہو گیا۔

قرآن کا مغزاور بطن جو مرزا صاحب فرماتے ہین اگر اُس سے وہی مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے سووہ بفضلہ تعالی کتب تفسیر وحدیث مین تمامہ محفوظ اور موجود ہے۔ مغزاور بطن جو کچھہ پوشیدہ اور ادراک سے غائب ہے سب حضرت نے فرمادیا کیونکہ حضرت کو ان امور مین بخل نتھا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتین بیان کرتے ہین بخیلی نہین کیا کرتے اور اشارات قرآنیہ جو بزرگان دین نے مجاہدات ومکاشفات کے بعد معلوم کیا ہے وہ بھی تفاسیر اور کتب تصوف مین موجود ہین غرض مسلمانون کو اونکے نبی اور پیشوایان دین نے سب سے مستغنی کردیا ہے کسی کی من گھڑت باتون سے انکو کچھہ کام نہین اور اگر مغز وبطن کچھہ اور ہے جو مرزا صاحب پیش کرتے ہین سو اُسکو قرآن سے کچھہ تعلق نہین۔ الحاصل مرزا صاحب مسلمانون کو یہودیون کے برابر کرکے اپنی ضرورت جو بتلارہے ہین وہ خلاف واقع ہے بلکہ معاملہ بالعکس کہ یہودیون کی اکثر صفات مرزا صاحب مین موجود ہین۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہودیو کا عقیدہ ہے کہ عیسی علیہ السلام سولی پر چڑھائے گئے مرزا صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ یہود کا عقیدہ نحن ابناء اللہ ہے مرزا صاحب بھی اپنے کو خدا کے بیٹے کے برابر کہتے ہین یہودیون نے عیسی علیہ السلام کو ساحر کہا تھا مرزا صاحب بھی یہی کہتے ہین جسطرح پولس صاحب نے یہودیون کے بادشاہ تھے عیسائیون کو اونکے قبلہ سے منحرف کردیا۔ مرزا صاحب بھی مسلمانون کو اونکے قبلہ سے منحرف کرنا چاہتے ہین ــ

موسی علیہ السلام کے بعد عیسی علیہ السلام تک بہت سے نبی گزرے ہین مثلاً
یوشع شمویل الیاس الیسع ارمیا دانیال داؤد سلیمان اور عزیر وغیرہ علی نبینا و
علیہم الصلوۃ والسلام یہ سب کو چھوڑ کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو مثیل موسی
بنا رہے ہین اسکی کوئی وجہ نہین معلوم ہوئی اگر بت پرستی موقوف کرا کے توحید کی
طرف بلانے مین تشبیہ ہے تو کل انبیا اسی کام کے لئے تھے اگر نادر معجزات کے
لحاظ سے ہے تو عیسی علیہ السلام کے معجزات اسی قسم کے تھے اور اگر بنی اسرائیل
کی ہدایت کے خیال سے ہے تو داؤد اور سلیمان علیہما السلام نے انکی بت پرستی
بالکل موقوف کرا دی تھی غرض کوئی وجہ تخصیص کی معلوم نہوگی سوا اسکے کہ تیرا سو برس
کی جوڑ ملانا مقصود ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اپنی غرض ذاتی کے واسطے سید المرسلین
کی کسر شان کی کچھہ پروا نکی۔

اور ایک دلیل ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۹۲ مین یہ لکھتے ہین کہ روحانی طور پر عالم مین کوئی فساد و غیرہ
وغیرہ امور ہونگے تب وہ آدم جس کا دوسرا نام ابن مریم بھی ہے بغیر وسیلہ باپ ماں
کے پیدا کیا جائیگا اسی کیطرف وہ الہام اشارہ کر رہا ہے جو براہین مین درج
ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے اردت ان استخلف فخلقت آدم ... پس منصف کو
ماننا پڑیگا کہ وہ آدم اور ابن مریم یہی عاجز ہے کیونکہ ایسا دعوی اس عاجز سے پہلے
کبھی کسی نے نہین کیا اور اس عاجز کا یہ دعوی دس برس سے پہلے شائع ہو رہا ہے
اور براہین احمدیہ مین مدت سے چھپ چکا ہے کہ خدا تعالی نے اس عاجز کی نسبت
فرمایا ہے کہ یہ آدم ہے ... اور اس نزاع کے وقت سے دس برس پہلے
اس عاجز کا نام آدم اور عیسی رکھدیا ... اس حکیم مطلق نے اس عاجز کا نام آدم اور خلیفہ اللہ

رکھکر انی جاعل فی الارض خلیفۃ کی کھلی کھلی طور پر براہین احمدیہ مین بشارت دیکر لوگون کو
توجہ دلائی کہ ہمارے خلیفۃ اللہ آدم کی اطاعت کرین اور اطاعت کرنے والی جماعت
سے باہر نہ رہین اور ابلیس کی طرح ٹھوکر نہ کھاوین اور من شذ شذ فی النار کی تہدید
سے بچین انتہی اس تقریر سے کئی باتین معلوم ہوئین۔
(۱) براہین احمدیہ کلام الٰہی ہے جس مین حق تعالیٰ نے انکے خلیفہ ہونے کی بشارت دی ہے
(۲) مرزا صاحب نبی ہین جن پر وہ کتاب نازل ہوئی۔
(۳) مرزا صاحب آدم خلیفۃ اللہ ہین۔
(۴) جو مخالفت کرے وہ گویا ابلیس اور دوزخی ہے۔
(۵) دس برس پہلے الہام شائع ہونیکی وجہ سے وہ قطعی ہو گیا۔
حق تعالیٰ اپنے تیرا سو برس پہلے اپنے کلام قدیم مین یہ بات شایع کردی کہ ہمارے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہین ہو سکتا کما قال تعالیٰ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اب اسکے بعد کوئی
دعوی نبوت کرے تو وہ مسیلمہ کذاب واسود عنسی وغیرہم کی قطار مین داخل ہے جسکی
جہنمی ہونے مین کسی کو شک نہین کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیا ہے
کہ قیامت سے پہلے بہت سے دجال نکلینگے جو رسول ہونیکا دعوی کرینگے جیساکہ
امام احمد بخاری مسلم ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تبعث دجالون کذابون قریبا من ثلثین
کلہم یزعم انہ رسول اللہ
مرزا صاحب کو کمالات و فضائل کے ساتھ کمال درجہ کی دلچسپی ہے وہ ہمیشہ

تلاش مین لگے رہتے ہین جہان کوی کمال پیش نظر ہوجاتا ہے بے دھڑک اوس کا دعوی کر بیٹھتے ہین چنانچہ ان تصریحات سے ظاہر ہے ازالہ صفحہ ۱۵۴ مین لکھتے ہین ہر صدی پر ایک مجدد کا آنا ضرور ہے تبلاوین کسنے اس صدی کے سر پر خدا سے الہام پاکر مجدد ہونیکا دعوی کیا ہے۔ اگر یہہ عاجز نہین ہے تو پہر وہ کون آیا ہے کسنے ایسا دعوی کیا ہے جیساکہ اس عاجز نے اور لکھتے ہین جس زمانہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوی نائب دنیا مین پیدا ہوتا ہی تو یہہ تحریکین دلی اور دماغی بڑی تیزی سے اپنا کام کرتے ہین وراس نیابت کے اختیارات ملنے کے وقت تو وہ جنبش نہایت تیز ہوجاتی ہے خداتعالے نے اس عاجز کو بہیجا ہے یعنے نائب کر کے۔

اور ازالہ صفحہ ۹۷ مین لکھتے ہین حدیث مین جو وارد ہے کہ حارث جو ایک شخص ماوراء النہر کا ہوگا جو آل رسول کو تقویت دیگا جسکی امداد و نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی الہامی طور پر مجہپر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ پیش گوی اور مسیح کے آنیکی پیش گوئی جو مسلمانون کا امام ہوگا دراصل یہہ دونون پیش گوئیان متحد المضمون ہین اور دونون کا مصداق یہی عاجز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالی نے خبر دی کہ حارث امام مہدی کی تائید کو جائیگا اس کے بعد عیسی علیہ السلام آسمان سے اترینگے جیسا کہ متعدد صحیح صحیح حدیثون سے ثابت ہے مگر مرزا صاحب کے ملہم نے اونکو خبر دی کہ یہہ غلط ہے حارث امام مہدی عیسی ایک ہی شخص ہے یہہ ملہم خدا ورسول کا مخالف ہے جبہی تو ایسا الہام کیا۔

ازالہ الادہام صفحہ ۱۳۹ مین لکھتے ہین وہ مسیح موعود جسکا آنا احادیث صحیحہ سے

ضروری طور پر قرار پا چکا ہے وہ تو اپنے وقت پر اپنی نشانیوں کے ساتھ آگیا ہے

اور آج وعدہ پورا ہو گیا۔

اور نیز ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۴۵ مین لکھتے ہین خدا تعالی نے اس عاجز کو آدم صفی اللہ

کا مثیل قرار دیا پہر مثیل نوح کا پہر مثیل یوسف کا پہر مثیل داود کا پہر مثیل موسی کا پہر مثیل

ابراہیم کا قرار دیا اور بار بار احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر محمد مصطفے

صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا۔

اور اسی کے صفحہ ۶۷۳ مین لکھتے ہین کہ آیہ شریفہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد سے خود مراد ہین

رسالہ عقاید مرزا مین اشتہار معیار الاخیار سے مرزا صاحب کا قول نقل کیا ہے

مین مہدی ہون اور بعضے نبیون سے افضل ہون۔

اور اُسی مین اشتہار دافع البلا سے انکا قول نقل کیا ہے مین امام حسین علیہ السلام

سے افضل ہون اور اسی سے انکا یہہ بھی قول نقل کیا ہے ابن مریم کے ذکر کو چہوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے اور اُسی سے انکا یہہ قول بھی نقل کیا ہے مین اللہ کے اولاد

کے رتبہ کا ہون میرا الہام ہے کہ انت منی بمنزلہ اولادی۔ اور الحکم مورخہ ۲۴ فروری

۱۹۰۵ء مین مرزا صاحب کا الہام لکہا ہے انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ

کن فیکون یعنے تم جس چیز کو پیدا کرنا چاہو جب کن کہدو گے تو وہ پیدا ہو جاویگی

اور توضیح مرام سے انکا قول نقل کیا ہے مین اللہ کا نبی اور رسول ہون۔

اور کشتی نوح سے انکا قول نقل کیا ہے میرے معجزات انبیا کے معجزات پر حاوی ہین

ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۳۴ مین لکھتے ہین سچی وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے۔

ضرورۃ الامام صفحہ ۱۳ مین لکھتے ہین خدا تعالی انسے بہت قریب ہو جاتا ہے اور

کسیقدر پردہ چہرہ سے اتار دیتا ہے اور نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور
دیر تک سوال و جواب ہوتے رہتے ہین اور یہہ اسواسطے ہوتا ہی تا کہ انکے الہام دوسرون پر حجت ہون
رسالہ عقاید مرزا مین انکا قول نقل کیا ہی کہ طاعون ملک مین میری تکذیب کی وجہ سے خدا نے بھیجا ہے
اور یہہ بھی نقل کیا ہے کہ میرا منکر کافر اور مردود ہے اوسکو ضرور مواخذہ ہوگا
اس قسم کی اور بہت سی باتین انکی تصانیف مین موجود ہین اور اب تو آپ کرشن جی
بھی ہو گئے ہین جیسا کہ متعدد اخبارون سے ظاہر ہے ۔ مرزا صاحب عیسویت
وغیرہ کا جو مرکب دعوی کرتے ہین یہہ کوئی نئی بات نہین غرر الخصایص واضحہ
صفحہ ۵ مین علامہ وطواط رح نے لکہا ہے کہ معتمد کی خلافت مین ایک شخص سواد کوفہ
مین نکلا تہا جسکو کرمیتہ کہتے تہے یہہ شخص پہلے نہایت زہد و عبادت کے ساتھہ
مشہور رہا جب لوگ معتقد ہو گئے تو اُن سے کہا کہ مسیح علیہ السلام نے آدمی کی
صورت مین ظاہر ہو کر مجھسے کہا کہ تو داعیہ ہے اور حجت ہی ناقہ ہے روح القدس
ہے یحیی ابن زکریا ہے ۔ پہر یہہ دعوی کیا کہ مین مسیح ہون عیسی ہون کلمہ ہون
مہدی ہون محمد ابن الحنفیہ ہون جبریل ہون جب دس ہزار آدمی اسکے تابع
ہو گئے تو اُن مین سے بارا شخصون کا انتخاب کر کے کہا کہ تم میرے حواری ہو
جیسے عیسی علیہ السلام کے حواری تہے مرزا صاحب کو اس شخص کی رائے پسند آئی
اور عقل کا مقتضی بھی یہی ہے کہ جب دس بیس دعوی کر دیے جاینگے تو کم از کم
ایک تو ثابت ہو جائیگا پہر مقاصد حاصل کرنے کے لیئے وہ ایک بھی کم نہین
کرمیتہ نے مرزا صاحب کے اس دعوی کو بھی باطل کر دیا جو فرماتے ہین کہ سوا
میرے کسی مسلمان نے عیسی ہونے کا دعوی نہین کیا۔ الغرض آپنے اس بات کا

ٹہیکہ لے لیا ہے کہ کوئی فضیلت چہوٹنے نہ پائے اور کوئی فرقہ ہندوستان مین ایسا نہ رہے
جسکے وہ مقتدا اور معبود نہ بنین۔ مگر کسی فرقہ پر انکا افسون نہ چلا۔ چونکہ مسلمانون
مین آج کل یہہ صلاحیت بڑی ہوئی ہے کہ ہر کسیکا افسون اُن پر اثر کر جاتا ہے چنانچہ
ہزارون نیچری وغیرہ بن گئے اور بنتے جاتے ہین اسلئے رد نصاریٰ وغیرہ کو ذریعہ
بناکر انکی طرف توجہ کی چنانچہ کسیقدر کامیابی بہی حاصل کی اور جب روپیہ چندہ
وغیرہ کا بخوبی آنے لگا تو ایک رسالہ بنام فتح اسلام لکہا جسکے نام سے ظاہر ہے
کہ اسلام کو تو انہون نے فتح کر لیا اس فتح سے بڑی غرض یہہ تہی کہ روپیہ حاصل ہو
اسلئے اپنی رعایا پر اقسام کی ٹکسین لگائین جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور مالگزاری کا
دستور العمل اوسی مین شائع کیا جسکا ایک فقرہ یہہ ہے اسلام کے ذی مقدرت
لوگو آپ لوگون کو یہہ پہنچا دیتا ہون اپنی ساری دل اور ساری توجہ اور ساری
اخلاص سے مدد کرنی چاہئے جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچہہ ماہواری چندہ
دینا چاہتا ہے وہ اسکو حق واجب اور دین لازم کی طرح سمجہکر خود بخود ماہوار
اپنی فکر سے ادا کرے اور ادائی مین سہل انگاری کو روا نہ رکہے اور جو شخص ایک
مشت دینا چاہتا ہے وہ اسیطرح امداد کرے انتہی ملخصاً اور اس رسالہ مین
بڑی تاکید یہہ کی گئی کہ کوئی اس کارروائی پر بدگمانی نکرے اور اخبار البدر مین
شائع کرادیا گیا جیسا کہ عقاید مرزا مین لکہا ہے کہ انکے فعل پر اعتراض کرنا بہی کفر ہے
اب کسکی مجال کہ کوئی اعتراض یا بدگمانی کرسکے مگر یہہ احتمال تہا کہ یہہ روپیہ جسقدر
وصول ہوتا ہے مرزا صاحب کے تقدس اور رواداری کی وجہ سے ہے آیندہ
لوگ ہاتہہ روک لینگے اور مقتضاے بشریت بہی تہا کہ اپنی اولاد کی کچہہ فکر

کی جاوے اسلئے اسکا بندوبست یون کیا گیا جو ازالۃ الاوھام صفحہ ۱۵۵ مین الہام
تحریر فرماتے مین خدا تعالی ایک قطعی اور یقینی پیش گوی مین میرے پر ظاہر
کر رکہا ہے کہ میری ذات سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو کئی باتون مین مسیح سے
مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اتریگا انتہی اور اسی مین فرماتے ہین کہ حق تعالی نے
فرمایا خدا تیری مجد کو زیادہ کریگا اور تیری ذریت کو بڑھائیگا اور مین بعد
تیرے خاندان کا تجھہ سے ہی ابتدا قرار دیا جائیگا جو شخص کعبہ کی بنیاد کو ایک حکمت
الہی کا مسئلہ سمجھتا ہے وہ بڑا عقلمند ہے کیونکہ اسکو اسرار ملکوتی سے حصہ ہے
ایک اولی العزم پیدا ہوگا وہ حسن اور احسان مین تیرا نظیر ہوگا وہ تیری نسل
ھی سے ہوگا فرزند دلبند گرامی وارجمند مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السما انتہی
اور دوسرے مقام ازالہ صفحہ ۴۱۶ مین لکہتے ہین اس مسیح کو بھی یاد رکہو جو اس عاجز
کی ذریت مین ہے جسکا نام ابن مریم بھی رکہا گیا ہے کیونکہ اس عاجز کو براہین مین مریم
کے نام سے بھی پکارا ہے انتہی۔
اس سے ظاہر ہے کہ اگر مرزا صاحب کو لاکہہ روپیہ ماہواری چندہ ملتا تھا تو
انکے فرزند دلبند کو دو لاکہہ سے کم نہ ملنا چاہیئے آخر باپ بیٹون مین فرق
ضرور ہے مرزا صاحب کی شان مین تو کان عیسی نزل من السما تھا صاحبزادہ
کی شان مین کان اللہ نزل من السما ہے الغرض جب دیکھا کہ چند اشخاص بطور رعایا
رقم مالگزاری داخل کرنے لگے اسیکا نام فتح اسلام رکہکر یہہ خیال جما یا کہ یہہ سلطنت
تو اپنے اور اپنی اولاد کے لئے قائم ہوگئی اب ہنود کی طرف توجہ کرنی چاہیئے
چنانچہ اون مین جاکر دعوی کیا کہ مین کرشن جی ہون تعجب نہین کہ اپنی پختہ تدابیر سے

اس مین بھی کامیاب ہو جائین مگر بظاہر کسیقدر بعید معلوم ہوتا ہے اسلیئے کہ ابلیس
مسلمانون کا دشمن ہے ہنود کا نہین۔ ہمین اسکا کچھہ خیال نہین کہ مرزا صاحب کو
اس قدر روپیہ کیون ملتا ہے اسلیئے کہ آخرت ابدیہ کے نتائج حاصل ہوا ہی کرتے ہین
اور حق تعالی کسیکی محنت ضائع نہین کرتا چنانچہ ارشاد ہے وَمَن كَانَ يُرِيدُ
حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِن نَّصِيبٍ مگر کلام دوسرے حصہ
مین ہے جو دین سے متعلق ہے کیونکہ قابل اہتمام وغمخواری ہے تو یہی حصہ ہے جسکا اثر
ابدالآباد رہنے والا ہے۔ اب ہم اہل انصاف کو توجہ دلاتے ہین کہ مرزا صاحب
جو الہامات خلیفۃ اللہ وغیرہ ہونیکے بیان کرتے ہین باوجود ایسے قوی قوی
قراین کے کیا اب بھی قابل تصدیق سمجھے جائین اور عقل بیکار کردی جاے۔
اگر صرف مجددیت یا محدثیت کا دعوی ہوتا تو بھی مضایقہ نتھا جب انہون نے
نبوت و رسالت کا دعوی کیا ہے تو اب اُس حدیث شریف کو اہل اسلام
مانین جو بخاری اور مسلم وغیرہ سے ابھی نقل کیگئی کہ مدعی رسالت دجالون سے
ایک دجال ہے یا مرزا صاحب کے یہہ تمام دعوی اوسکے خلاف مین مانے جائین
ہر مسلمان کو اپنا ایمان عزیز ہے خود ہی فیصلہ کرے۔
مرزا صاحب نے دجال کے استدراج مین یہہ کلام کیا کہ اوس سے تو اوس کا
کن فیکون کا رتبہ ثابت ہوتا ہے اور سوچا کہ ایسا بڑا رتبہ اوسکو دیا جاے
اور خود محروم رہ جائین تو ایک اعلی درجہ کا کمال فوت ہوجاتا ہے تکمیل کیلئے
کرشن جی تبکلف بننے کی ضرورت ہوی یہہ مرتبہ تو مسلمانون مین مسلم اور بنا بنایا ہے
اسلیئے دعوی کیا کہ مرتبہ کن مجھکو حاصل ہے اگر یہہ بات نہوتی تو ازالۃ الاوہام ص ۲۲۵ مین

یہہ کیون فرماتے اگر دمشقی حدیث کو جو مسلم شریف مین ہے اوسکی ظاہری معنون پر
حمل کرکے اُسکو صحیح اور فرمودہ خدا و رسول مان لین تو ہمین اس بات پر ایمان
لانا ہوگا کہ فی الحقیقت دجال کو ایک قسم کی قوت خدائی دی جائیگی اور زمین و
آسمان اسکا کہا مانینگے اور خداے تعالیٰ کی طرح فقط اُسکے ارادہ سے سب
کچہہ ہوتا جائیگا۔ غرض جیسا کہ خداے تعالیٰ کی یہہ شان ہے کہ انما امرہ اذا اراد
شیئا ان یقول لہ کن فیکون اسیطرح وہ بھی کن فیکون سے سب کچہہ کر دکہائیگا یہی
حاصل یہہ کہ حدیث مسلم شریف جس مین دجال کے استدراج سے اُسکا پانی برسانا
اور زمین سے سبزیان اُگانا وغیرہ امور مذکور ہین غلط ہے اسلئے کہ اس سے
لازم آتا ہے کہ خالقیت مین خدا کا شریک ہو جائیگا۔ غور کیا جائے کہ مرزا صاحب
کو جب یہہ بات حاصل ہو گئی کہ بحسب الہام انما امرک اذا اردت شیئا
ان تقول لہ کن فیکون صرف لفظ کن کہکر سب کچہہ پیدا کر سکتے ہین تو بڑے دجال
سے وہ چند امور جنکی تصریح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بحسب اطلاع باری تعالیٰ
کر دی ہے ظہور مین آئین تو کونسے کفر و شرک کی بات ہو گی بخاری شریف مین یہہ
حدیث مذکور ہے کہ تمام انبیا دجال کے فتنہ سے ہمیشہ اپنی اپنی امت کو ڈراتے آئے
جس سے ظاہر ہے کہ اسکا فتنہ معمولی نہوگا اگر اسقسم کی باتین اُس سے ظہور مین
نہ آئین تو اوس سے خوف ہی کیا دنیا مین بڑے بڑے فتنے ہوے اور
ہوتے جاتے ہین کسی سے انبیا نے اپنی امتون کو نہین ڈرایا اور نہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے بیان کا اہتمام فرمایا بخلاف فتنۂ دجال کے ہر نماز مین
اوس سے پناہ مانگنے کے لئے ارشاد فرمایا الغرض بلحاظ فتنہ و آزمایش امور

مذکورہ احادیث کا ظہور مین مستبعد نہین بخلاف اسکے مرزا صاحب جو یہہ دعوی
کرتے ہین اسکی وجہ سمجھہ مین نہین آتی بہرحال مرزا صاحب نے جس لحاظ سے
حدیث مسلم شریف کا انکار کردیا تھا اب انکو اس الہام کے لحاظ سے بڑے
دجال کی نسبت اُن امور کا مان لینا ضروری ہوا کیونکہ جب وہ خود مدعی ہین کہ
کُن سے سب کچھہ کرو کہتا ہون تو بڑا دجال بحسب احادیث صحیحہ کچھہ کرو کہا ے
تو کیا التعجب - اس تقریر سے وہ تمام تقریرین باطل ہوگئین جو عیسی علیہ السلام
کے پرندون کو زندہ کرنے کے باب مین لکھی ہین جن مین ایک یہہ ہے جوازالہ اوہام
صہ ۲۹۷ مین لکھتے ہین وہ آیات جن مین ایسا لکھا ہے متشابہات مین سے ہین اور ایسے
یہہ معنی کرنا کہ گویا خدا تعالی نے اپنے ارادہ سے اور اذن سے حضرت عیسی کو صفات
خالقیت مین شریک کر رکھا تھا صریح الحاد اور سخت بے ایمانی ہے کیونکہ خدا تعالی
اپنی صفات خاصہ الوہیت بھی دوسرون کو دے سکتا ہے تو اس سے اسکی
خدائی باطل ہوتی ہے اور موحد صاحب کا یہہ عذر کہ ہم ایسا اعتقاد تو نہین رکھتے ہین
کہ اپنی ذاتی طاقت سے حضرت عیسی خالق طیور تھے بلکہ ہمارا عقیدہ یہہ ہے
کہ یہہ طاقت خدا تعالی نے اپنے اذن اور ارادہ سے انکو دے رکھی تھی
اور اپنی مرضی سے انکو اپنی خالقیت کا حصہ دار بنا دیا تھا اور یہہ اسکو
اختیار ہے کہ جسکو چاہے اپنا مثیل بنا دیوے قادر مطلق جو ہے یہہ سراسر مشرکانہ
باتین اور کفر سے بدتر ہے انتہی دیکھئے حق تعالی نے اپنی خالقیت کے
باب مین جو فرمایا ہے اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنَ
وہی پورا کلام مرزا صاحب کے الہام مین انکی شان مین کردیا گیا کما قال

اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ یعنے خدا نے ادن سے کہا
کہ تم جو پیدا کرنا چاہو صرف کُن کہدوگے تو وہ پیدا ہو جائیگا۔ حالانکہ پیدا کرنا
خاص صفت الٰہی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ رَبَّکَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِیْمُ
عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو کسی مسلمان کا یہہ عقیدہ نہین ہے کہ خدائتعالیٰ نے
اپنی صفت خالقیت انکو دیکر حصہ دار بنادیا تھا بلکہ عقیدہ یہہ ہے کہ احیای موتی
کا معجزہ جو انکو دیا گیا تھا کبھی کبھی بحسب ضرورت ظاہر کیا کرتے تھے جیسا کہ خدائتعالےٰ
اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ یُحْیِ
الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ مگر مرزا صاحب خالقیت کے حصہ دار اور اسکے مثیل بنے ہین
اب تک صرف انبیا کے مثیل کہلاتے تھے اب خدا کے مثیل ہونے کا دعویٰ ہے
حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ مرزا صاحب مضامین قرآن کو
مشرکانہ خیال بتاتے ہین اور اسکی کچھہ پروا نہین کرتے کہ وہ خدائتعالیٰ فرمارہا ہے
ابلیس نے اور کیا کہا تھا اوسنے بھی تو یہی کیا تھا کہ غیر اللہ کے سجدہ کو
مشرکانہ خیال سمجھا تھا جسکی وجہ سے ملعون ابدی بنا افسوس ہے کہ مرزا صاحب
اور دن کو فرماتے ہین ابلیس کی طرح ٹھوکر نہ کہائین اور خود اسکے ہم خیال ہین
غور کرنے کا مقام ہے کہ آیات قرآنیہ پر ایمان لانے کو الحاد اور سخت بے ایمانی
اور مشرکانہ خیال اور کفر سے بدتر کہدیا اور آپ نعوذ باللہ خدا کے شریک
بن رہے ہین اس سے بڑھکر الحاد اور سخت بے ایمانی اور کفر سے بدتر اور
کیا ہوگا۔ مجوس صرف دو خالق مانتے تھے مرزا صاحب تو دوسرے خالق
ہی بن گئے نعوذ باللہ من ذلک ۔

اہل اسلام غور فرماوین کہ کیا کوئی مسلمان ایسا دعوی کر سکتا ہے جو مرزا صاحب نے کیا ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ سید المرسلین و افضل الخلائق ہین کبھی اس قسم کا دعوی نہین کیا بلکہ ہمیشہ انما انا بشر مثلکم فرماتے رہے اسکے بعد مرزا صاحب کا یہہ الہام کیونکر قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ مرزا صاحب ایک نظیر تو پیش کرین کہ کسنے نبوت کے دعوے کے ساتھہ کن فیکون کا بھی دعوی کیا ہے۔ مگر مشکل تو یہہ ہے کہ کسینے دعوی نکرنا بھی اُنکے لئے دلیل ہو جاتا ہے چنانچہ اپنے مجددیت کو اسیطریقہ سے انہون نے ثابت کیا ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۵۴ مین فرماتے ہین آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر مجدد کا آنا ضروری ہے اب ہمارے علما جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بھرتے ہین انصاف سے بتلادین کہ کسنے اس صدی کے سر پر خدا تعالی سے الہام پا کر مجدد ہونیکا دعوی کیا ہے یون تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہہ منشا ہے کہ وہ مجدد خدا تعالی کی طرف سے آئیگا یعنے علوم لدنیہ و آیات سماویہ کے ساتھہ اب بتلادین کہ اگر یہہ عاجز حق پر نہین ہے تو پھر وہ کون آیا جسنے اس چودہوین صدی کے سر پر مجدد ہونیکا ایسا دعوی کیا جیسا کہ اس عاجز نے کیا انتہی اگر شیطان کسیکے سامنے ہو کر دعوی کرے کہ مین تیرا خدا ہون مجھے سجدہ کر اور اسکی دلیل یہہ بیان کرے کہ سوائے میرے کسینے خدائی کا دعوی نہین کیا تو کیا اسکی یہہ دلیل قابل تسلیم ہو سکتی ہے ہرگز نہین۔ مگر مرزا صاحب کی تقریر سے ظاہر ہے کہ انکو اس قسم کی دلیلون پر وثوق ہے یہی وجہ ہے کہ جب شیطان انکو اپنے چہرہ سے کسیقدر پردہ

اُتار کر ٹھٹے سے کہدیتا ہے کہ مین خدا ہون اور کوئی دلیل بھی ایسی ہی بتا دیتا ہے تو اونکو یقین آجاتا ہے۔

حدیث موصوف سوائے ابو داود کے صحاح ستہ مین سے کسی کتاب مین نہین اور بقول مرزا صاحب یہ حدیث کسیکو نہ ملی یا موضوع یا ضعیف سمجھکر بخاری و مسلم وغیرہ نے اُسکو ترک کردیا جب مسلم کی دمشق والی حدیث بخاری مین نہونیکی وجہ سے بقول مرزا صاحب قابل اعتبار نہولی تو اسکو تو مسلم رح نے بھی قبول نہین کیا بطریق اولی قابل اعتبار نہوگی پھر ایسی حدیث استدلال مین کیون پیش کی جاتی ہے مرزا صاحب نے نہ اس حدیث کو نقل کیا نہ یہہ لکھا کہ وہ کونسی کتاب مین ہے بلکہ صرف یہی لکھا کہ مجدد کا ہونا ضرور ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ اگر وہ لکھتے تو انکے استدلال کی قلعی کھل جاتی۔ کیونکہ اونکا دعوی ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد خدا کی طرف سے الہام پاکر مجدد ہونے کا دعوی کرتا ہے اور اوسکے ساتھہ علوم لدنیہ اور آیات سماویہ بھی ہوا کرتی ہین حالانکہ حدیث مین کوئی ایسی بات مذکور نہین دیکھیے حدیث شریف یہہ ہے۔ عن ابی ہریرہ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا یعنے اللہ تعالی اِس امت مین ہر صدی کے سرے پر ایک ایسا شخص پیدا کیا کریگا جو اسکے دین کی تجدید کرے۔ وفیات الاسلاف مین حدیث موصوف کو نقل کرکے ہر زمانہ مین جن علما اور مویدین دین پر مجددیت کا گمان تھا اونکے نامون کی فہرست لکھی اور یہہ ثابت کیا کہ ہر صدی کا مجدد یقینی طور پر معین نہین کرسکتے اسیوجہ سے بعض علما نے لکھا ہے کہ مجدد ہر صدی کا ایک ہونا

ضرور نہین کیونکہ حدیث شریف مین لفظ من یجدد وارد ہے اور لفظ من کا استعمال
کثیر مین اکثر ہوا کرتا ہے ہر چند نام اکابر علما کے لکھے ہین مگر یہہ کسینے نہین لکھا کہ
ان مین سے کسینے یہہ دعوی بھی کیا تھا کہ مین علوم لدنیہ خدا کے پاس سے لیکر آرہا ہون
اور مجھے نخواہ مخواہ مجدد کہو (اور ادہر ہزارہا علما کا ہجوم اور اصرار کہ نہ تو مجدد
ہے نہ محدث اور طرفین سے رسالہ بازیون کی لے دے ہو رہی ہے) بلکہ ان
حضرات کی حالت یہہ تھی کہ تائید دین متین کو مقصود بالذات سمجھکر ہمیشہ
اسی مین مصروف رہا کرتے تھے اور ایسی تعلیون کو کراہیت کی نظر سے دیکھتے
پھر انکی کمال حقانیت اور خلوص کا وہ اثر دلون پر پڑتا تھا کہ خود کہہ اٹھتے تھے
کہ بیشک یہہ مجدد ہین۔ مرزا صاحب نے لوازم و شروط مجدد کے جو بیان
کئے ہین اگر راست ہین تو ضرور ہے کہ ہر صدی کے مجدد کا نام اور اسکے
دعوی پیش کرین اور باور ہے کہ وہ ممکن نہین۔ اس سے ظاہر ہے کہ حدیث و قرآن
کا مضمون جیسا جی چاہتا ہی بنا لیتے ہین اس وجہ سے نہ وہ مجدد ہو سکتے نہ محدث وغیرہ جو اعلی مدارج ہین
تجدید کے معنی یہہ ہین کہ جو دین کی قدیمی باتین پرانی ہوگئی ہون
انکو ازسرنو رواج دے۔ مگر مرزا صاحب جو باتین نکالتے ہین وہ تو ایسی
ہوتی ہے کہ کسی مسلمان کے حاشیہ خیال مین بھی نہین ہوتی تھوڑی باتین تو
اس کتاب کی فہرست سے بھی معلوم ہو سکتی ہین ایسے لوگون کی نسبت یہہ ارشاد

ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی آخر الزمان
ناس من امتی یحدثونکم بما لا تسمعوا به انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاہم رواہ مسلم
یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخری زمانہ مین میری امت کے بعض لوگ

ایسے نئی باتین کہینگے کہ نہ تمنے سنین نہ تمہارے آبا و اجداد نے اُن لوگون سے
بہت دور رہو انتہی اے مسلمانو کیا یہہ سنکر بھی اب اونکی باتین دل لگاکر سنوگے
اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کروگے یہہ تو حضرت نے تمہارے ہی
خیر خواہی کے لئے فرمایا ہے۔ کلام اسمین تھا کہ کسینے محدثیت کا دعوی نہین کیا
اسلئے مرزا صاحب مجدد ہین اسیطرح عیسویت کا بھی دعوی ہی چنانچہ ازالۃ الاوہام
صفحہ ۶۸۳ مین لکھتے ہین ہر ایک شخص سمجھہ سکتا ہے کہ اسوقت جو ظہور مسیح موعود کا
وقت ہے کسینے بجز اس عاجز کے دعوی نہین کیا کہ مین مسیح موعود ہون بلکہ اس
تیرہ سو برس مین کبہی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعوی نہین ہوا کہ مین مسیح موعود
ہون انتہی غرض مسیح موعود کا نہ آنا ہی آپکے مسیح ہونے پر دلیل ہے اور ایک
دلیل مسیحیت پر یہہ ہے جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۵۵ مین لکھتے ہین اگر یہہ عاجز مسیح
موعود ہونے کے دعوے مین غلطی پر ہے تو آپ لوگ کوشش کرین کہ مسیح
موعود جو آپکے خیال مین ہے انہین دنون مین آسمان سے اتر آوے کیونکہ مین تو
اسوقت موجود ہون مگر جسکے انتظار مین آپ لوگ ہین وہ موجود نہین اور میرے
دعوے کا ٹوٹنا صرف اسی صورت مین متصور ہے کہ اب وہ آسمان سے اتر آوے
تا مین ملزم ٹہر سکون۔ آپ لوگ اگر سچ پر ہین تو سب مل کر دعا کرین کہ مسیح ابن
مریم جلد آسمان سے اترتے دکہائی دے اگر آپ حق پر ہین تو یہہ دعا قبول ہو جائیگی
کیونکہ اہل حق کی دعا مبطلین کے مقابلہ مین قبول ہو جایا کرتی ہے لیکن آپ یقین
سمجہین کہ یہہ دعا ہرگز قبول نہین ہوگی کیونکہ آپ غلطی پر ہین انتہی۔
مرزا صاحب ہم لوگون کو نہایت تنگ کرتے ہین بھلا ابن آخری زمانہ مین ایسے

مستجاب الدعوات لوگ جنکی دعا فوراً قبول ہو جاے کہان ظاہر ہوتے ہین وہ تو
بحسب آیتہ شریفہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ
ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ اپنی فکر مین لگے رہتے ہین اونکو بحسب اقتضاے زمانہ
کسی کے گمراہ کرنے اور ہونے کی کچھہ پروا نہین ہوتی۔ وہ فیصل شدہ امور مین
خلاف مرضی الہی دعا کرنے کو بھی حرام سمجھتے ہین۔ وہ جانتے ہین کہ قیامت
کا ایک وقت مقرر ہے اور اسکے آثار و علامات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ سعادت سے شروع ہو گئے ہین وقتاً فوقتاً اپنے اپنے وقت پر ظہور
کرتے جاتے ہین اُنکا ایمان ایسا مستحکم ہے کہ کسی علامت کی تاخیر سے متزلزل
نہین ہوتا۔ اُنکو یقین ہے کہ وقت مقرر پر اُسکا ظہور ضرور ہو گا تعجیل کو وہ
کافرون کی خصلت سمجھتے ہین کیونکہ کفار کی عادت تھی کہ انبیا کو کچھہ کہکر تنگ
کرتے تھے کہ عذاب کا جو تم وعدہ دیتے ہو اگر سچے ہو تو دعا کرکے اُتار و چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی درخواست انکی رہا کرتی تھی کما قال تعالی
وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا اَجَلٌ مُّسَمًّی لَجَاءَھُمُ الْعَذَابُ
یعنے کفار عذاب کی جلدی کرتے ہین کہ اگر سچے ہو تو دعا کرکے اُتارو۔ اگر اسکا
وقت مقرر نہوتا تو عذاب اُن پر آجاتا اور حق تعالی فرماتا ہے وَیَقُوْلُوْنَ
مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ قُلْ لَّکُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ
عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ترجمہ وہ کہتے ہین کہ اگر تم سچے ہو تو بتاو
کہ قیامت کا وعدہ کب پورا ہو گا۔ کہو تمہارے ساتھہ جس دن کا وعدہ ہے
تم نہ اُس سے ایک گھڑی پیچھے رہ سکو گے نہ آگے بڑھ سکو گے

ہمنے جو کہا تھا کہ مرزا صاحب مدعیان نبوت وغیرہ اہل باطل کے خیالات اختراعیہ سے مدد لیا کرتے ہین اوسکی تصدیق یہان ہوگئی کہ کفار کے خیالات سے اونکا تائید لینا ظاہر ہوگیا - کیونکہ جس طرح کفار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عاجز کرنے کی غرض سے عذاب کی جلدی کیا کرتے تھے کہ اگر وہ آنے والا ہے تو اُتار لاؤ اسیطرح مرزا صاحب ہمکو عاجز کر رہے ہین کہ اگر مسیح اترنے والے ہین تو جلد اُتار لاؤ - چونکہ اونکو اس تقلید کی عادت ہوگئی ہے اسلئے اس کا خیال بھی اونکو نہ آیا کہ اگر مین یہہ دلیل پیش کرونگا تو قرآن پڑھنے والے کیا کہینگے مرزا صاحب جو فرماتے ہین مین تو موجود ہون اگر عیسیٰ اسوقت نہ اترین تو میرا دعویٰ ٹوٹ نہین سکتا - غور کا مقام ہے اگر کوئی ملحد خدائی کا دعویٰ کرکے یہی دلیل پیش کرے کہ اگر مین خدا نہین تو دعا کرکے اُتار لاؤ تو اسکا بھی جواب ایسا ہی مشکل ہوگا جیسا مرزا صاحب کا جواب دینا مشکل ہو رہا ہے کیونکہ ہم مین ایسی طاقت کہان کہ خدا کو یا مسیح علیہ السلام کو اتار سکین پھر کیا اس عجز سے اُس ملحد کا دعویٰ ثابت ہو جائیگا - مرزا صاحب کو یہہ طریقہ کفار و ملاحدہ کا اختیار کرنا زیبا نہ تھا - ابن حزم رح نے کتاب الملل والنحل مین لکھا ہے کہ ابو منصور کسف نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اُسکے ساتھ یہہ بھی دعویٰ تھا کہ مین کسف ہون جس کا ذکر قرآن شریف مین ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ یَّرَوْا کِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ ترجمہ اگر وہ آسمان کا ٹکڑا گرتا ہوا دیکھین تو کہین کہ وہ ابر جما ہوا ہے - اُسنے استعارہ وغیرہ سے کسف یعنے آسمان کا ٹکڑا ہونے مین اپنے لئے فضیلت

خاصہ ثابت کر رکھا تھا اور بہت سے لوگ اسکے بھی پیرو ہوگئے تھے غرض
کہ اُسکا یہہ دعوی تھا کہ اگر مین کسف نہین ہون اور میرے مخالف اگر سچے
ہین تو دعا کرکے کوئی آسمان کا ٹکڑا اتار لین اور یاد رہے کہ وہ ہرگز نہین
اتار سکتے لسلئے کہ وہ غلطی پر ہین - ہرچند مسخرہ پن سے زیادہ اِس دلیل
کی وقعت نہین مگر اُسنے اپنے زعم مین اوسکو دلیل بنا رکھا تھا اور اوس کے
اتباع اوسکی تحسین بھی کرتے ہونگے -

مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اتارنے پر فیصلہ جو ٹہیرایا
وہ مخلوق کے اختیار سے باہر ہے اس سے مقصود اونکا ظاہر ہے کہ وہ فیصلہ
کرنا نہین چاہتے ورنہ ایک ایسا آسان طریقہ فیصلہ کا قرار دیا گیا تھا کہ وہ
طرفین کے اختیار مین تھا یعنے مباہلہ جسکے لئے میان عبدالحق صاحب مستعد
ہوگئے تھے اور مرزا صاحب گریز کر گئے -

اور ایک دلیل اپنی عیسویت پر یہہ پیش کرتے ہین جو ازالۃ الاوہام
صٓ ٦٩٣ مین ہے از انجملہ ایک یہہ ہے کہ ضرور تھا کہ آنے والا
ابن مریم الف ششم کے آخر مین پیدا ہوتا - اور صٓ ٦٩٦ اس عاجز
کو جو خدا تعالیٰ نے آدم مقرر کرکے بھیجا اسکا یہہ نشان رکھا کہ الف ششم
مین جو قایم مقام روز ششم ہے یعنے آخری حصہ الف مین جو وقت عصر سے مشابہ
ہے اس عاجز کو پیدا کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے ان یوما عند ربک کالف سنۃ
مما تعدون اور آدم کی طرز پر الف ششم کے آخر مین ظہور کرنا سو آدم اول کی پیدایش
سے الف ششم مین ظاہر ہونے والا یہی عاجز ہے بہت سے حدیثون سے ثابت

ہوگیا ہے کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس ہے اور آخری آدم پہلے آدم کی
طرز ظہور پر الف ششم کے آخر مین جو روز ششم کے حکم مین ہے پیدا ہونے والا
ہے سو وہ یہی ہے جو پیدا ہوگیا انتہی ازالہ الاوہام کے دیکھنے سے یہہ بات
ظاہر ہے کہ اگر مرزا صاحب کو کوی حدیث ایسی مل جاتی ہے جسکو وہ مفید
سمجھتے ہین تو نہایت جلی حرفون مین نمایان لکھتے ہین مگر یہان صرف یہہ لکھدیا
کہ بہت سی حدیثون سے ثابت ہوگیا ہے کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس
کی ہے اور ایک حدیث بھی نقل نہین کی یہہ ترک عادت خالی از حکمت عملی
نہین۔ مرزا صاحب تو بخاری اور مسلم کی حدیثون مین بھی تعارض پیدا کر کے
ساقط الاعتبار کر دیتے ہین مگر ہم توسیع کرتے ہین کہ بخاری کی بھی خصوصیت
نہین صحاح ستہ سے کسی کتاب کی حدیث اس مضمون کی پیش فرما دین مگر یاد رہے
کہ وہ ہرگز پیش نہین کر سکتے پہر یہہ کہدینا کہ بہت سے حدیثون سے ثابت ہوگیا ہے
کسقدر جرات کی بات ہے یہہ مرزا صاحب ہی کی ہمت ہے واضح رہے کہ جو حدیثین
اس باب مین وارد ہین اکثر فردوس دیلمی کی ہین جسکی نسبت امام سیوطی رح نے
جمع الجوامع کے دیباچہ مین لکھا ہے کہ جو روایت فقط دیلمی نے فردوس مین
کی ہے ضعیف سمجھی جاوے۔ اسکے سوا ان احادیث مین تعارض اسقدر ہے کہ
کوی بات ثابت نہین ہو سکتی احادیث یہہ ہین عن علی رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ الدنیا علی سبعۃ اماد والا مد الدہر الطویل
الذی لا یحصیہ الا اللہ فمضی من الدنیا قبل خلق آدم ستۃ آماد ومنذ خلق اللہ
آدم الی ان تقوم الساعۃ انتم فی امد واحد (الدیلمی) یعنے دنیا کو اللہ تعالیٰ نے

سات الف پر پیدا کیا اور الف ایک طویل زمانہ کا نام ہے جسکا شمار سوائے خدا تعالی کے کوئی کر نہیں سکتا ان مین سے آدم علیہ السلام کے پہلے چھ الف گذر چکے اور آدم علیہ السلام جب سے پیدا ہوئے قیامت تک تم لوگ ایک ہی الف مین ہو

عن حذیفہ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا مسیرة خمسمائة سنة (الدیلمی) یعنے دنیا پانسو برس کی مسافت ہے عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا کلہا سبعة ایام من ایام الاخرة (الدیلمی) یعنے پوری دنیا آخرت کے سات دن ہین۔ عن ابن عباس رض قال الدنیا جمعہ من جمع الاخرة سبعة الاف سنة فقد مضی ستة الاف سنة ومئوا سنة ولیاتین علیہا مئوا سنة لیس علیہا موحد (ابن جریر) یعنے ابن عباس رض فرماتے ہین کہ دنیا آخرت کے ہفتون سے ایک ہفتہ ہے جسکے سات ہزار برس ہین اُن مین چھ ہزار اور کئی سو برس گذر گئے اور کئی سو برس ایسے آئینگے کہ کوئی خدا تعالی کی توحید کرنے والا روئے زمین پر نہ ہوگا انتہی

مرزا صاحب کے استدلال مین تین چیزین مقصود بالذات ہین۔

(۱) آدم علیہ السلام دنیا کے الف ششم کے آخر مین پیدا ہوئے۔

(۲) عمر بنی آدم کی سات ہزار سال ہے۔

(۳) الف ششم کے آخر مین خود پیدا ہوئے۔

اب ان احادیث کو ان دعاوی پر منطبق کیجئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث سے ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام ساتوین الف مین پیدا ہوئے اس سے دعوی اول کا بطلان ہوگیا۔ پھر الف کے معنی ہزار برس نہین بلکہ ایک ایسی مدت طویلہ کا نام ہے جسکو سوائے خدا تعالی کے کوئی شمار کر نہین سکتا اس حدیث سے

تینون دعودن کا ابطال ہوگیا کیونکہ ہزار یہان کسی شمار وقطار مین نہین - اور
حذیفہ رض کی حدیث سے بھی امور مذکورہ کا ابطال ہورہا ہے اسلئے کہ اگر
کل دنیا کی عمر ہماری اصطلاحی پانسو برس لئے جائین تو خلاف بداہت اور خلاف
مقصود ہے اور اگر پانسو برس آخرت کے لئے جائین جو آیہ شریفہ ان یوما
عند ربک کالف سنة مما تعدون مین مذکور ہے تو اٹھارہ کروڑ سال ہوتے ہین
پھر اگر بنی آدم کی عمر اسکا ساتوان حصہ لی جاے جیسا کہ حدیث علی اور ابن عباس
رضی اللہ عنہم سے معلوم ہوتا ہے تو ڈہائی کروڑ سال سے زیادہ ہوئی اور اس
حساب سے آدم علیہ السلام کی تخلیق ابتداے عالم سے پندرہ کروڑ سال کے بعد
ہوئی اور مرزا صاحب آدم علیہ السلام کے بعد الف ششم مین پیدا ہوے
دیکھئے کہان پندرہ کروڑ اور کہان چھہ ہزار - اور اگر انس رض کی حدیث دیکھی جاے تو
بنی آدم کی عمر ایک ہی ہزار برس کی ہوتی ہے حالانکہ ابتک چھہ ہزار برس
گذر گئے - اور اگر ابن عباس رض کی حدیث دیکھی جاے تو حضرت کے وقت
سے قیامت تک ہزار سال ہونا چاہیے حالانکہ اسوقت تک تیراسو سال
گذر چکے ہین - غرض کہ کسی ضعیف حدیث سے بھی کوئی دعوی مرزا صاحب کا
ثابت نہین ہوسکتا اسپر یہہ فرماتے ہین کہ بہت سے حدیثون سے ثابت ہے اگر مرزا صاحب یہہ کہتے کہ بہت
سے حکما یا پادریون کے قول سے ثابت ہے تو چندان مضایقہ نہتا غضب کی بات یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو نہین فرمایا وہ افترا کرکے کہتے ہین کہ بہت سی حدیثون سے ثابت ہے حالانکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ
من النار رواہ البخاری یعنی جو شخص جھوٹ کہدے کہ مینے یہہ کہا ہے تو اوسکا

ٹہکانا دوزخ ہے اب مرزا صاحب جب تک صحیح روایت سے حضرت کا فرمانا
ثابت نکردین اس وعید سے نکل نہین سکتے۔

اور ایک دلیل یہہ ہے جو ازالۃ الاوہام ص۶۹۳ مین لکہتے ہین ظلمت عامہ اور
تامہ کے عام طور پر پہیلنے کی وجہ سے اور حقیقت انسانیہ پر ایک
فنا طاری ہونیکے باعث سے وہ روحانی طور پر ابو البشر
یعنے آدم کی صورت پر پیدا ہونے والا ہے الخ ماحصل یہہ ہے کہ
اس وقت پوری پوری ظلمت ہر ملک مین پہیل گئی ہے اور انسانی حقیقت
پر فنا طاری ہوگئی ہے اس لیے روحانی طور پر ابو البشر یعنے خود پیدا ہوے
یہہ تو محسوس نہین ہے کہ آفتاب کا نکلنا موقوف ہوگیا ہے اس وجہ سے
ظلمت ہوگئی ہے اور تمام دنیا کے آدمی مرگئے یہان تک کہ حقیقت انسانیہ
پر فنا طاری ہوگئی اسلئے ضرور ہے کہ مرزا صاحب کی مراد ظلمت اور فنا سے
کچہہ اور ہوگی۔ ضرور تہا کہ اسکی تصریح فرما دیتے اور یہہ بہی لکہدیتے کہ کونسی
تاریخ سے ان امور کا ظہور ہوا۔ یون تو سنہ ۱۳ ہجری اسکی تاریخ فرما دینگے
جسکا مادہ خود ہی نے غلام احمد قادیانی بتایا ہے مگر یہہ کہدینا کافی نہین ہوسکتا
جب تک یہہ بات بدلایل ثابت نہو کہ اس تاریخ سے کوئی ایسا انقلاب
اسلام مین پیدا ہوگیا ہے جو اُسکے پہلے نہتہا اگر یہہ فرما دین کہ اپنی عیسویت
کو نہ ماننا ہی دلیل ہے تو خصم اسکا یہہ جواب دے سکتا ہے کہ یہی تو
بقاے حقیقت انسانیہ کی دلیل ہے کہ اسقدر احساس انسانی اُن مین
ابتک باقی ہے کہ جس طرح مدعیان نبوت کو اُنکے اسلاف نے نہین مانا تہا

انہون نے بھی نہین مانا اور اولٰئک کالانعام بل ہم اضل کے مصداق نہ بنے
غرض کہ ظلمت عامہ کے پہیلے اور حقیقت انسانیہ کے فنا ہونے کا
سنہ مذکور تو نہین ہوسکتا۔ شاید انقلاب کے لحاظ سے ۱۲۷۴ہجری قرار
دیا ہوگا چنانچہ ازالۃ الاوہام صـ۷۲۲ مین لکھتے ہین آیت انا علی ذہاب
بہ لقادرون مین ۱۸۵۷ عیسوی کی طرف اشارہ ہے جس مین ہندوستان
مین ایک مفسدہ عظیم ہوکر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے ناپدید
ہوگئے تھے کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل (۱۲۷۴) ہین اور حقیقت
ضعف اسلام کا زمانہ ابتدائی یہی ہے جسکی نسبت خداتعالی آیت موصوفہ
بالا مین فرماتا ہے کہ جب وہ زمانہ آئیگا تو قرآن زمین پر سے اٹھایا جائیگا
سو ایسا ہی ۱۸۵۷ عیسوی مین مسلمانون کی حالت ہوگئی کہ بجز بدچلنی اور
فسق و فجور کی اسلام کے رئیسون کو اور کچھہ یاد نہتھا جس کا اثر عوام پر بھی
بہت پڑگیا انہین ایام مین انہون نے ناجائز طریقہ سے سرکار انگریزی
سے باوجود نمک خوار اور رعیت ہونے کے مقابلہ کیا جو سخت حرام
اور معصیت کبیرہ اور ایک نہایت مکروہ بدکاری ہے اسوقت کے
مولوی کیسے تھے اور کیسے انکے فتوے تھے جس مین نہ رحم تھا نہ عقل
اُن لوگون نے قزاقون اور حرامیون کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ
کیا بچون اور بے گناہ عورتون کو قتل کیا اور نہایت بے رحمی سے انہین
پانی تک نہ دیا پس اس حکیم اور علیم کا قرآن کریم مین یہہ بیان فرمانا کہ ۱۸۵۷
مین میرا کلام اٹھایا جائیگا یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اسپر عمل نہین کرینگے

باوجود اسکے یہہ مولوی اس بابت کی شکایت کرتے ہین کہ ہم بڑے سختی مین ہین جانتا
کہ نفاق سے زندگی بسر کرنا انہون نے کہان سے سیکہ لیا انتہی مختصراً
ماحصل اسکا یہہ ہے کہ ۱۸۵۷ء عیسوی مین قرآن شریف اٹھا لیا گیا اس درسے
کہ آثار اسلامی سلطنت ہند سے ناپدید ہو گئے اور ظلمت عامہ اور تامہ پہیل گئی
معلوم نہین ان ایام سے ظلمت اور اندہیر نہ پہیلنے کا کیا سبب ہوا اگر غدر کی وجہ
سے تہا تو اوسکے بعد تو امن و آسایش کا زمانہ آ گیا چنانچہ خود ازالۃ الاوہام
صفحہ ۵۰۹ مین تحریر فرماتے ہین اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت
احسان ہین سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالایق وہ مسلمان ہے جو اس
گورنمنٹ سے کینہ رکہے یعنے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پا یا
اور پا رہے ہین وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ مین نہین پا سکتے ہرگز نہین
پا سکتے انتہی باوجود اسکے ایسے زمانہ کو اندہیر کا زمانہ قرار دینا مرزا صاحب
کی شان کے خلاف ہوگا - اور اگر غدر کے سوا اور کوئی سبب ظلمت اور اندہیر کا
ہے تو ضرور تہا کہ گورنمنٹ سے اوس ظلمت اور اندہیر کے اٹہانیکی درخواست
کرتے بغیر چارہ جوئی کے یہہ شکایت نازیبا ہے - پہر فقط ظلمت اور اندہیر
ہی پر کفایت نہین فرماتے بلکہ اسکے ساتھہ یہہ بہی فرماتے ہین انسانی حقیقت
فنا ہو گئی یعنے کسی مین آدمیت ہی نرہی یہہ دوسرا الزام ہے گورنمنٹ تو
لکہو کہا روپیہ بمقتضائے انسانیت تعلیم مین صرف کرے اور مرزا صاحب
فرماتے ہین کہ انسانیت کی حقیقت فنا ہو گئی یعنے کسی ایک آدمی مین آدمیت
نرہی اگر یون فرماتے کہ کسی مسلمان مین آدمیت نرہی تو دوسری قومون مین

اسکا بھی شمار کرلیا جاتا وہ تو عام طور پر کہہ رہے ہین کہ کسی آدمی مین آدمیت نرہی اور ظلمت اور اندہیر بالکل پہیل گیا ہے اِس سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کی تعریف وہ منافقانہ طور پر کرتے ہین اور ازالۃ الادہام صفحہ ۱۴۶ مین لکہتے ہین

ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد با اقبال قومین ہون اور گدہا ادنکا

یہی ریل ہو جو مشرق سے مغرب کے ملکون مین ہزارہا کوسون تک چلتی دیکہتے ہو انتہی

اب اُنہی سے پوچھا جاے کہ دجال کو کیا آپ ایماندار عیسائی سمجہتے ہین یا یہودی بے ایمان - پہر با اقبال قوم کو جو دجال قرار دیا جسکی ریل مشرق سے مغرب کے ملکون مین چلتی ہے اوس قوم سے کونسی قوم مراد لی - اگر دل مین گورنمنٹ کی توہین کا خیال نہا تو درپردہ با اقبال قومین کہنے کی کیا ضرورت تھی صاف کہدیتے کہ دجال سے مراد روس ہے جسکی ریل مشرق سے مغرب کو جاتی ہے - یہی تو منافقی ہے حیرت ہے کہ اپنے پر قیاس کرکے مسلمانون کو منافق بنارہے ہین اور پہر جو فرماتے ہین کہ عورتون اور بچون کو نہایت بے رحمی سے قتل کیا اسواسطے حق تعالی نے ۱۸۵۷ء مین قران کو اٹہالیا فی الواقع یہہ بڑا ہی ظلم ہوا مگر یہان یہہ امر غور طلب ہے کہ اوسکے پہلے سنہ ۶۱ھ مین ایک سخت ظلم وستم کا واقعہ اسلام مین بھی گذرچکا ہے جسکو تمام مسلمان جانتے ہین کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعہ مین کس قدر بے رحمیان کی گئین اور خاندان نبوت پر کیسا ظلم ہوا کہ جسکے سُننے سے آدمی روتے روتے بے تاب ہو جاتا ہے چنانچہ خود مرزا صاحب بھی ازالۃ الادہام صفحہ ۸ مین اِس واقعہ کے با وقعت اور با عظمت اور دردناک ہونے کے قائل ہین - اب اگر ظلم شدید کی وجہ سے قران کا اُٹھایا جانا مسلم ہو تو

یہہ ماننا پڑیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت اور خاندان پر ایسا ظلم شدید ہونیکے وقت ۶۱ھ ہی مین قرآن شریف اُٹھا لیا گیا پھر ۱۸۵۷ء مین رہا ہی کیا تھا جو اُٹھایا جاتا اور جو فرماتے ہین کہ وانا علی ذہاب بہ لقادرون مین حق تعالی نے بیان فرمادیا کہ ۱۸۵۷ء مین قرآن زمین سے اُٹھا لونگا۔ اسمین مرزا صاحب کو علی ذہاب بہ کی ضمیر کے مرجع مین دہوکا ہو گیا جسکی وجہ سے قرآن کی طرف وہ ضمیر پہیر دی اسکا حال پوری آیت سے معلوم ہو سکتا ہے وہ یہہ ہے وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناہ فی الارض وانا علی ذہاب بہ لقادرون ترجمہ اور ہم ہی نے ایک اندازہ کے ساتھہ پانی برسایا پھر اُسکو زمین مین ٹہیرا رکھا اور ہم اس پانی کے اڑا لیجانے پر بھی قادر ہین اس آیہ شریفہ سے ظاہر ہے کہ یہ کی ضمیر پانی کی طرف پہرتی ہے جو اُسکے پہلے صراحۃً مذکور ہے اور قرآن کا وہان ذکر بھی نہین اگر لاعلمی سے مرزا صاحب نے یہہ کہدیا تو غلطی کی اور اگر قصداً یہہ معنی قرار دیا تو تحریف کی پھر اس آیت کو مادہ تاریخ قرآن کے اُٹھائے جانیکا ٹہیرا کر یہہ کہا کہ ۱۸۵۷ء اوسکا وقت قرار دیا گیا دوسری غلطی ہے شاعرون نے جو مادۂ تاریخ کی اصطلاح ٹہیرائی ہے انکے یہان بھی یہہ شرط مسلم ہے کہ مادۂ تاریخ کے پہلے معلوم کرا دیتے ہین کہ فلان واقعہ کا سال ان الفاظ سے نکلتا ہے مگر حق تعالی نے نہ یہہ اصطلاح بیان کی نہ اوسکی طرف اشارہ فرمایا کہ یہہ آیت مادۂ تاریخ ہے نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہہ فرمایا کہ دیکھو فلان آیت فلان واقعہ کا مادۂ تاریخ ہے اور اگر صرف عقلون کے لحاظ سے آیات مادۂ تاریخ قرار دئے جائین تو ان الساعۃ آتیۃ سے واقعہ قیامت ۱۳۲۶ھ مین ہونا چاہئے

علاوہ ان تمام امور کے لقادرون سے یہ کہنا کہ اوسکا وقوع ہو گیا یہ بھی ایک دھوکا ہے یہی لفظ دوسرے مقامات مین وارد ہے اور اوس سے مقصود صرف تخویف اور بیان قدرت ہے کما قال تعالیٰ وَاِنَّا لَقَادِرُوْنَ عَلٰی اَنْ نُّبَدِّلَ خَیْرًا مِّنْھُمْ یعنے ہم قادر ہین کہ اُن کفار سے بہتر اُنکے بدلے بسائین حالانکہ کفار اب تک موجود ہین اسی طرح ارشاد ہے قولہ تعالیٰ وَاِنَّا عَلٰی اَنْ نُّرِیَکَ مَا نَعِدُھُمْ لَقَادِرُوْنَ یعنے ہم اسپر قادر ہین کہ جس عذاب کا وعدہ ان کا قرآن سے کیا گیا تمہین دکھا دین حالانکہ اسکا بھی وقوع نہین ہوا بلکہ مقصود بیان قدرت اور تخویف ہے اسیطرح اس آیۂ شریفہ مین بھی بیان قدرت اور تخویف مقصود ہے کہ پانی جو زمین پر ٹہیرتا ہے اور جس سے تمام منافع بنی آدم کے متعلق ہین اوسکے اڑا لیجانے پر ہم قادر ہین اگر اس قدرت کو ظاہر کر دکھائین تو تمہاری کیا حالت ہوگی اب غور کیا جائے کہ باوجود اتنے دھوکون اور غلطیون کے یقینی طور پر یہ کہدینا کہ حق تعالیٰ قرآن مین فرماتا ہے کہ ۱۸۵۷ء مین ہم قرآن کو اُٹھا لینگے کس قدر جرأت ہے ہر شخص یہ سمجھسکتا ہے کہ یہ حق تعالیٰ پر صریح افترا ہے اور قرآن سے ثابت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرے وہ کفار سے بھی بدتر ہے جیسا کہ اس آیۂ شریفہ سے مستفاد ہے قولہ تعالیٰ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اور ارشاد ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ یعنے ظالمون کو خدا راستہ ہی نہین بتاتا پھر جسکو خدا راستہ نہ بتائے تو اوسکی گمراہی مین کیا شک ہے نعوذ باللہ من ذلک۔

مرزا صاحب نے ایام غدر کے مظالم کا فوٹو کھینچکر سب الزام علما کے ذمہ لگا دیا کہ انہین کے فتوون سے عورتین اور بچے پیاسے قتل کئے گئے۔ مگر یہ بات خدا ترس

تک پہونچ گئی ہے کہ وہ ایک عام بلوہ تھا جس مین ہندو و مسلمان سب اُس مین
شریک تھے اور یہہ کوئی نئی بات نہین اس قسم کے واقعات گویا حکومت
کا لازمہ ہے اسلیئے کہ گورنمنٹ اور رعایا کے باہمی تعلقات کثرت سے
ہوتے ہین کسی نہ کسی بات پر مخالفت ہو ہی جاتی ہے اس مین کوئی فرقہ کی خصوصیت
نہین لیکن گورنمنٹ کا فرض منصبی ہے کہ ایسے مفسدون کو رفع کر کے امن امان
قایم کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بفضلہ تعالی پورے طور سے ہندوستان مین
اوسکے بعد امن قایم ہو گیا مگر مرزا صاحب کو مسلمانون کا بے فکری سے رہنا گوارا
نہین اسی وجہ سے خلاف واقع مسلمانون کے ذمہ الزام لگا رہے ہین۔ اور یہہ
خیال نہین فرمایا کہ جب مجرمین اُسی زمانہ مین سزایاب بھی ہو گئے اور امن بھی
قایم کر دیا گیا اور پچاس برس کی مدت گذر گئی جس کی وجہ سے فی صدی پانچ شخص
بھی اُس زمانہ کے اب باقی نہین ہے ایسے وقت مین گورنمنٹ مرزا صاحب کی
ان اشتعالکون کی طرف کیون توجہ کریگی۔ اگرچہ مرزا صاحب بھی ایسے شخص
نہین کہ مسلمانون کے بالکل جانی دشمن ہون۔ کیونکہ آخر مسلمانی کا دعوی انکو بھی ہے
مگر شاید اقتضاے طبیعت سے اس تحریر کے وقت مجبور ہو گئے ہونگے۔

اور ایک دلیل اپنے صدق پر یہہ پیش کرتے ہین جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۶۳ مین ہے کہ

اِس بات کو مین منظور کرتا ہون کہ آپ دس ہفتہ تک اِس بات کے فیصلہ کے لیئے
احکم الحاکمین کی طرف توجہ کرین تاکہ اگر آپ سچے ہین تو آپ کی سچائی کا کوئی نشان
یا کوئی اعلی درجہ کی پیشگوئی جو راستبازون کو ملتی ہے آپ کو دی جاے ایسا ہی
مین بھی دوسری طرف توجہ کرونگا اگر آپ لوگ اعراض کر گئے تو گریز پر حمل کیا جائیگا

حاصل اسکا یہہ ہوا کہ مرزا صاحب جو دعوی رسالت وغیرہ کرتے ہین اوسکی نفی کا بینہ فریق مقابل کے ذمہ ہے مدت معینہ مین پیش نہو تو اونکا دعوی ثابت اور بینہ بھی کیسا کہ اقتدار بشری سے خارج ہو۔

یہہ بھی ایک الہامی طریقہ ثبوت دعوی کا ہے جو مرزا صاحب سکے خصایص سے ہے مگر خدانخواستہ اس طریقہ کا اگر رواج پڑجاے تو جھوٹون کو کامیابی کا بڑا ہی ذریعہ ہاتھہ آجائیگا جسکا جی چاہیگا کسی پر دعوی کرکے ثبوت مین یہہ بینہ پیش کردیگا کہ اگر مدعی علیہ سچا ہے تو احکم الحاکمین کی طرف رجوع کرے ضرور کوی نشانی مل جائیگی جو راستبازون کو فوق طاقت بشری ملا کرتی ہے اور جب مدت معینہ مین نہ ملے تو اپنا دعوی ثابت۔ خداتعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجودیکہ ہزارہا معجزے عطا کئے شق قمر تک آپکے دست مبارک سے ہوا مگر بعض وقت حسب خواہش کفار کوی نشانی بھی نہین دی گئی چنانچہ اس آیہ شریفہ سے ظاہر ہے وقالوا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب الی قولہ تعالی قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا مطلب اسکا یہہ ہے کہ کفار نے حضرت سے درخواست کی کہ زمین سے چشمے جاری ہوجائین یا ایک باغ پیدا ہوجاے یا آسمان کا ایک ٹکڑا گرادیا جاے اور اسی قسم کی کئی درخواستین کین اوسپر حضرت کو حکم ہوا کہ اونسے کہو کہ مین تو ایک بشر رسول ہون یعنے جو معجزے میرے ہاتھہ پر خداتعالی ظاہر کراتا ہے وہ کرتا ہون مجھے کوی ضرورت نہین کہ تمہاری ہر درخواست کو منظور کرلیا کرون۔ دیکھئے باوجودیکہ آیات ومعجزات لازمہ رسالت ہین مگر ضرور

تہاکہ جانب مقابل کی طلب پر کوی نشانی ضرور ظاہر ہو تو اب مرزا صاحب کی
طلب پر کیا ضرورت ہے کہ کوی نشانی اہل حق سے ظاہر ہو اور نہونے سے
اونکی حقانیت مین فرق آجاسے - اگر وہ ضرور ہوتا تو معاذ اللہ اسوقت
کفار اہل حق ٹہر جاتے - پہر اس نشانی کے ظاہر نہونے سے مرزا صاحب
کا حق پر ہونا کیونکر ثابت ہوگا -
مرزا صاحب کو ایسے ابواب مین کمال مشاقی اور جرأت حاصل ہے
اس دس ہفتہ کی مہلت مین انہون نے کوی ایسی بات ضرور سوچی تھی
کہ اسکو بالاسے تدابیر سے اپنی کامیابی کا ذریعہ بنا لیتے جیسے نصاری کے
مقابلہ مین انہون نے بھی تدبیر کی کہ باوجودیکہ پیشین گوی جہوٹی ثابت
ہوگئی مگر وہ اسکو اپنی کامیابی کا ذریعہ بتاتے جاتے ہین -
اور ایک دلیل اپنی عیسویت پر رسالہ نشان آسمانی مین لکھتے ہین کہ مولوی اسمعیل صاحب
شہید دہلوی جس زمانہ مین اس کوشش مین تھے کہ کسی طرح انکے مرشد سید احمد
صاحب مہدی وقت قرار دے جائین اُس زمانہ مین انہون نے قصیدہ
شاہ نعمت اللہ کو حاصل کر کے بہت کچھہ سعی کی کہ یہہ پیشگوی انکے حق مین
ٹہرای جاسے یہان تک کہ انہون نے اپنی کتاب کے ساتھہ اسکو شایع
کردیا لیکن اس پیشگوی مین وہ پتے اور نشان دیتے گئے تھے کہ کسی طرح
سید احمد صاحب اُن علامات کے مصداق نہین ٹہر سکتے تھے - ہان
یہہ سچ ہے کہ اس پیشگوی کے مصداق کا نام احمد ہے اور نیز یہہ بھی اشارہ
پایا جاتا ہے کہ وہ ملک ہند مین ہوگا اور لکھا ہے کہ وہ تیرہوین صدی

مین ظہور کریگا پس بنظر سرسری خیال گزر سکتا ہے کہ سید احمد صاحب
مین یہہ تینون علامتین نہین ۔

پہر مرزا صاحب نے اُس قصیدہ کے چند اشعار نقل کئے جن مین سے چند یہہ ہین

غین و رے سال چون گزشت از سال	بو العجب کار و بار می بینم
ظلمت ظلم ظالمان دیار	بیحد و بے شمار می بینم
چون زمستان بیچمن بگذشت	شمس خوش بہار می بینم
غم مخور زانکہ من درین تشویش	خرمی وصل یار می بینم
غازی دوست دار دشمن کش	ہمدم و یار غار می بینم
اح م د دال می خوانم	نام آن نامدار می بینم
بادشاہ تمام ہفت اقلیم	شاہ عالی تبار می بینم
مہدی وقت و عیسی دوران	ہر دورا شہسوار می بینم

مرزا صاحب چون زمستان بے چمن بگذشت کی شرح مین لکہتے ہین
کہ جب تیرہوین صدی کا موسم خزان گذر جائیگا تو چودہوین صدی کے سر پر
آفتاب پر بہار نکلے گا یعنے مجدد وقت ظہور کریگا انتہی ۔

یہہ بات پوشیدہ نہین کہ جہان ہزارون کا مجمع ہوتا ہے اُس مین ہر قسم اور ہر طبیعت کے
لوگ ہوتے ہین بعض مفتری و کذاب بہی ہوتے ہین جو اُس مجمع اور گروہ
کی ترقی کی غرض سے اعتقاد بڑہانے والے اقسام کی باتین بنا لیتے ہین اور
بعض دیانت دار بہی نیک نیتی سے ایسے امور کے مرتکب ہو جاتے ہین اور یہہ
خیال کر لیتے ہین کہ اگر اس مین کچہہ گناہ بہی ہو تو اس نیک نیتی کی وجہ سے معاف

ہو جائیگا۔ بہر حال ممکن ہے کہ کسی نے اوس وقت یہہ قصیدہ بنا کر ایک کامل
بزرگ کے نام سے مشہور کر دیا ہو جس سے مولوی اسمعیل صاحب کو بھی استدلال
کا موقع ہاتھہ آگیا اور اُنکا استدلال صحیح بھی ہو سکتا ہے اسلئے کہ اوس مین
سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے بعد کی خبر ہے جس زمانہ مین سید احمد صاحب کا ظہور ہوا تھا
اگر بقول مرزا صاحب چودہوین صدی کا ذکر صاحب قصیدہ کو منظور ہوتا تو
(چون زمستان بے چمن بگذشت) کی جگہہ (بگذرد چون صدی سیزدہم)
لکھدیتے کیونکہ جب پورے واقعات کا کشف ہی ٹھہرا تو (غ در سے)
کے بعد ایام فتنہ زا بیان کر کے عین مقصود بالذات زمانہ بشارت کو چھوڑ دینا
بالکل خلاف عقل ہے۔ پھر جب کہ اس پیشگوی مین سید احمد صاحب اور
غلام احمد بیگ صاحب مین تنازع ہے تو سر سید احمد خانصاحب اس سے کیون
محروم رکھے جائین اونکے اتباع تو (مہدی وقت و عیسی دوران) کے معنی
کی تکمیل مین مہدی علی خانصاحب کو پیش کر دینگے جس سے (مرد و را شہسوار می بینم)
بھی چسپان ہو جائیگا اور مرزا صاحب نے جو تکلیف اٹھا کر دو کو ایک کر دیا
اوسکی ضرورت بھی نرہیگی اور کثرت اتباع کے لحاظ سے بھی انہی کا نمبر
بڑھا رہیگا۔ یہہ سب آپس کے جھگڑے ہین مگر اسکا کیا جواب ہوگا کہ قصیدہ
مین تو بادشاہ تمام ہفت اقلیم می بینم لکھا ہے اگر یہہ تینون احمد صاحبان
علی سبیل البدلیت یا بطور مانعۃ الخلو مصداق ٹہیرین تو بھی انکے پیرو صرف
ہندوستان کے مسلمانون کے عشر عشیر نہین ہو سکتے پھر ہفت اقلیم کی سلطنت
کیسی اس سے بداہتہ معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ قصیدہ جعلی ہے کسینے مصلحت وقت

سکے لحاظ سے بناکر اوس بزرگ کی طرف منسوب کردیا۔
مرزا صاحب نے چند اشعار کی شرح کی اور پورا قصیدہ علیحدہ اوسی کتاب
مین لکھدیا اِس قصیدہ کی ابتدا مین یہہ اشعار ہین۔

در خراسان و مصر و شام و عراق | فتنہ و کارزار می بینم
ترک و تاجیک را بہمدیگر | خصمی و گیر و دار می بینم

اب اسکی وجہ سمجھہ مین نہین آئی کہ فتنہ تو خراسان و مصر و شام و عراق و ترک
و تاجیک مین ہوا اور مرزا صاحب ہندوستان مین نکلین اسکی توجیہ یہہ ہوسکتی ہے
کہ اس فتنہ کی خبر دینے کو وہ بہیجے گئے ہون تا لوگ ہوشیار رہین مگر کوئی ایسی
خبر بھی انہون نے ابتک شایع نہین کی - مرزا صاحب فرماتے ہین یہہ سچ ہے
کہ اشارۃً یہہ پایا جاتا ہے کہ وہ ملک ہند مین ہوگا چونکہ مرزا صاحب جہوٹ
کو شرک کے برابر سمجھتے ہین ضرور ہندوستان کی طرف اِسمین اشارہ ہوگا مگر ہماری
سمجھہ مین نہین آیا شاید کسی کی سمجھہ مین آجاے ۔
مرزا صاحب نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ قابل غور ہے جو احادیث اُنکے
مضر ہوتی ہین اگر صحیح مسلم مین بھی ہون تو صاف کہدیتے ہین کہ بخاری نے اُنکو
صحیح نہ سمجھکر چھوڑ دیا ۱۲ اور کبھی کہتے ہین کہ امام بخاری جیسے رئیس المحدثین کو وہ حدیث
نہ ملی اور کبھی کہتے ہین ممکن ہے کہ راوی نے سہواً یا عمداً خطا کی ہو مطلب یہہ کہ
حدیثین قابل اعتبار نہین یعنے موضوع ہین اور احادیث صحیحہ مین یہہ کلام ہوتا ہے کہ
پیش گوئیون مین استعارات و کنایات ہوتے ہین ظاہری معنی اُنکے نہین لے سکتے
اور جو بات اپنے مفید سمجھتے ہین وہ کیسی ہی بے اصل اور مجہول ہو اُسپر استدلال

کرتے ہین اور اسکے معنی لینے مین کوی تامل نہین ہوتا دیکھئے یہہ قصیدہ تو قابل
استدلال ہوا جسکا ثبوت تقریباً محال ہے اور جو مضمون بیان کیا گیا وہ
بھی ایسا کہ مرزا صاحب کے سوا کوی دوسرا نہ سمجہہ سکے پھر شاہ نعمت اللہ
صاحب کے کشف کا اسقدر وثوق کہ کوی لفظ اوسکا ظاہری معنی سے ہٹ
نہین سکتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کشف اور پیشگوئیان ایسی کمزور کہ تا بت
اُن مین نئے معنی نہ ڈالے جائین اپنے ذاتی معنی پر دلالت ہی نہین کرسکتین
بلکہ کبھی یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اوسکی حقیقت
کہلی ہی نہین اسپر دعوی امتی بلکہ نبی ہونے کا۔

ایک دلیل یہہ ہے جو ازالۃ الاوہام ص۲۶ مین لکھتے ہین مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو
شرارت سے میرے مقابل کہڑا ہو وہ ذلیل اور شرمندہ ہوگا انتہی۔
فی الواقع اگر یہہ خبر اللہ کی طرف سے دی گئی ہو تو اعلی درجہ کی نشانی ہوگی
مگر اسکا ظہور اب تک نہین ہوا جب سے مرزا صاحب نے دعوی عیسویت
کیا ہے علما اونکے مقابلہ مین برابر کہڑے ہین اور کبھی اونکو ذلت نہوی بلکہ
اسلامی دنیا مین اونکی عزت اور بڑہ گئی۔
مرزا صاحب نے اِس بنا پر یہہ بات کہی ہے کہ جو شخص اونکا مقابلہ کریگا
وہ اوسکو بہت سی گالیان دینگے اور خفیف کرینگے جس سے اوسکو
شرمندہ ہونا پڑیگا۔ مگر خود ہی ذرا سوچین تو معلوم ہوگا کہ اسمین انہی کی ذلت
ہے بازاری لوگ معززین کی نگاہون سے کیون گرے ہوے ہین اسی
وجہ سے کہ فحش بدگوی اور بدخلقی اکثر انسے دیکھی جاتی ہے۔ مرزا صاحب

نے دیکھا کہ بازاری لوگ فحش دسب وشتم کی وجہ سے معزز نہین سمجھے جاتے مگر اونکے ڈر سے اونکے کام تو نکل آتے ہین اسوجہ برآمد کار کے لئے یہی طریقہ خوب ہے۔ ہم یہہ نہین کہتے کہ مرزا صاحب نے اراذل و بدمعاشون سے جو اس بات مین سبق لیا وہ کوئی عیب کی بات ہے اسلئے کہ عقلا کی شان یہی ہے کہ اپنے مقصود کی بات جہان ملتی ہے لے لیتے ہین اور یہہ خیال نہین کرتے کہ ہم کس سے لے رہے ہین دیکھئے کتب اخلاق مین مصرح ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ اپنی کارآمد صفتین کتے سے سیکھے کہ کیسا قانع اور وفادار ہے بلکہ ہمین صرف لم اور ماخذ اس طریقہ کا بتلانا منظور ہے گو مرزا صاحب اوسکو قبول نفرمادین کیونکہ وہ اس طریقہ کو عیسویت کا لازمہ قرار دیتے ہین جیسا کہ عصاے موسی ص ۱۵ مین اونکا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین کے حق مین استعمال کئے ہین جیسا کہ سور کتے بے ایمان بدکار وغیرہ وغیرہ لفظ وغیرہ وغیرہ سے ظاہر ہے کہ عیسی علیہ السلام بکثرت گالیان دیا کرتے تھے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہہ لازمہ عیسویت ہے چونکہ مرزا صاحب کو تکمیل عیسویت کے لئے عیسی علیہ السلام کی صفات کے ساتھہ متصف ہونا ضرور تھا اسلئے انہون نے یہہ طریقہ اختیار کیا۔ حالانکہ اونکی ذاتی خصوصیات کچھہ اور ہین۔

امام سیوطی رح نے عیسی علیہ السلام کے حالات مین کئی روایتین تفسیر دُر منثور مین نقل کئے ہین چونکہ یہہ کتاب چھپ گئی ہے اسلئے چند روایات کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے اگر کسی صاحب کو اونکا دیکھنا منظور ہو تو درمنثور کی جلد دوم

مین صفحہ ۲۶ سے صفحہ ۳۲ تک ملاحظہ فرمالین ماحصل اونکا یہہ ہے کہ عیسی علیہ السلام
نے اپنے لئے نہ کہین گہر بنایا نہ بنانے دیا۔ نہ اونکو اہل و عیال تھے۔
گذران کی یہہ صورت کہ جنگل مین پتے وغیرہ کہاکر بسر کرتے۔ جہان شام
ہوی مقام کیا صبح ہوی روانہ ہوگئے۔ نہ کبھی چراغ جلایا نہ بچھونا بچھایا۔ جہان
نیند غالب ہوئی لیٹ گئے سوائے کمل یا ٹاٹ کے کوی لباس نہین پہنا۔
نہ کبھی سر مین تیل ڈالا نہ کنگھی کی۔ بجائے نعلین کبھی جہاڑ کی چھال پیرون سے لپیٹ کر
لیف سے باندھ لیتے کبھی ٹھنڈا پانی نہین پیا۔ ایکبار آپ تپہر سرہانے
لیکر سوتے تھے ابلیس نے متشکل ہوکر طعن کیا کہ آپ اکثر کہا کرتے ہین کہ مین دنیا
کا سامان کچھہ نہین رکہتا پہر یہہ تپہر کا سرہانہ کیسا آپنے وہ بھی پہینک دیا۔
ایکبار آپ حوارین کے ساتھہ کہین جارہے تھے راستہ مین مرے ہوے
کتے پر گذر ہوا لوگون نے اوسکی بدبو کی شکایت کی آپنے فرمایا اوسکے دانت
کتنے سفید ہین۔ مقصود یہہ کہ کسی چیز کی مذمت نہ کی جاے ایکبار ایک خنزیر
اونکے روبرو سے نکلا اوس سے خطاب کرکے فرمایا سلامتی سے گذر جا کسی نے
کہا یا روح اللہ آپ خنزیر سے ایسا خطاب فرماتے ہین جو آدمیون سے
کیا جاتا ہے فرمایا مین مکروہ سمجھتا ہون کہ میری زبان کو بری بات کی عادت ہو
ایکبار ایک رفیق کے ساتھہ آپ جنگل مین جارہے تھے ایک بدمعاش
حائل ہوکر کہا کہ جب تک تم دونون کو ایک ایک طمانچہ نہ مارلون جانے نہ دونگا
آپنے فرمایا اچھا مجھے تو مارلے اوسنے آپکو مار کر راستہ دیا مگر رفیق راضی نہوا
آپنے فرمایا اوسکے بدلے بھی مجھی کو مار یہہ کہکر دوسرا رخسار مبارک پیش کیا اوسنے

آپ ھی کو مار کر دونون کو راستہ دیا - ایک بار آپ دہوپ مین چل رہے تھے دہوپ کی شدت اور پیاس کی سختی سے تاب نہ لاکر کسی کے خیمہ کی چھاؤن مین بیٹھ گئے صاحب خیمہ باہر آکر آپ کو وہان سے اٹھا دیا آپ علیحدہ ہوکر دہوپ مین بیٹھ گئے اور فرمایا اے شخص تو نے مجھے نہین اٹھایا بلکہ اوسنے اٹھایا جو نہین چاہتا کہ دنیا مین مجھے کچھہ بھی راحت ہو یعنے پوری راحت جنت ھی مین ہوگی۔ آپ اکثر پانی پر چلا کرتے تھے لوگون نے پوچھا یھہ بات آپکو کیونکر حاصل ہوی فرمایا ایمان اور یقین کی وجہ سے انہون نے کہا ہمین بھی تو ایمان و یقین ہے فرمایا تم بھی چلو تہوڑی دور گئے تھے کہ ایک موج آئی اور وہ ڈوبنے لگے آپنے اونکو نکالکر پوچھا تمنے کیا کیا تھا کہا موج سے ہم ڈر گئے تھے فرمایا موج کے رب سے کیون نہین ڈرے - یھہ تہوڑا سا حال مسیح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا - اب مسیح علیہ السلام اور مثیل مسیح کی حالت کا موازنہ کرکے بھی دیکھہ لیجئے تاکہ تعرف الاشیاء باضدادہا کے لحاظ سے مرزا صاحب کی معرفت حاصل ہوجاے وہان تجرد کی وہ کیفیت تھی تو یہان تعیش کی یھہ کیفیت کہ پیرانہ سری مین شادی ہونے مین جو توقف ہوگیا تو مثیل صاحب جامہ سے باہر ہین اور کنبے بہر مین ایک تہلکہ برپا ہے کہ سمدہن صاحبہ کے بہائی نے اپنے لڑکی کیون نہین دی اس جرم مین بہو بیٹے مین تفرقہ اندازی کی تدبیر اور فرزند پر یھہ تشدد کہ اگر طلاق ندے تو عاق اور میراث سے محروم ہے - وہان کمل اور ٹاٹ کا لباس ہے تو یہان پشمینہ وغیرہ اعلیٰ درجہ کے ملبوسات - وہان رہنے کو گھر نہین یہان سجے ہوے گھر ہے مکانات باغ سکونت اور تفریح کے لئے آراستہ ہین وہان سرہانے کے

تکیہ کے لئے پتھر گوارا نہین یہان بغیر اعلی درجہ کی نرم نرم توشکین اور لحاف کے
نیند نہین آتی - وہان جنگل کے پتون پر گذران تھی یہان مرغی انڈے پلاو وغیرہ
الوان نعمت کی ضرورت - وہان دھوپ مین پیاس سے موت کا سامان ہے تو
یہان ہر وقت برف کیوڑہ وغیرہ تنعم کا سامان مہیا وہان جنگل ہے اور اندہیری
رات کا سناٹا اور جلانے کو چراغ نہین یہان گھر کے پاس ہزار دن روپیہ کے صرف
سے ایک بلند مینار بنایا گیا جسکی روشنی جنگل مین پڑے - وہان کل راحتون کا
حوالہ آخرت پر ہے تو یہان کل راحتون کا استیفا دنیا مین - وہان مرے ہوے
کتے کی مذمت گوارا نہین یہان صحابہ سے لیکر آج تک کے مسلمان مشرک قرار
دیئے جا رہے ہین اور مسلمانون کے شان مین وہ الفاظ کہ کوی کافرون کو
بھی نہین کہتا - وہان خنزیر کے ساتھ مہذبانہ برتاؤ یہان علما و مشایخین کے
القاب خنزیر وغیرہ زبان زد ہین غرض کہ مثیل مسیح موعود ہونے کے لئے تمامی
اوصاف مسیح علیہ السلام سے وہ صفت منتخب کی گئی جس سے مسیح علیہ السلام
کو کمال درجہ کی نفرت اور احتراز رہا - اور انجیل جسکو خود ہی محرف بتلاتے ہین
اوس مین سے صرف فحش اور سب دشتم کا مضمون لیکر مسلمانون کو لگے گالیان
دینے کہ دیکھو مین مسیح ہون میرا فرض منصبی ہے کہ دل کھول کر لیکن ٹھنڈے دل سے
گالیان دیا کرون - اسکی وجہ اور کیا ہو سکتی ہے سوا اسکے کہ انھون نے
جب دیکھا کہ عیسی علیہ السلام کی خصوصیات اور فضایل و اخلاق کا حاصل کرنا تو محال
ہے اور اونکی کوی بات اپنے مین نہو تو مثلیت کا ثبوت مشکل ہے اسلئے مالا
یدرک کلہ لا یترک کلہ کے لحاظ سے خذ ما صفا و دع ما کدر پر عمل کرکے طریقہ

سب وشتم کو اختیار کیا جسکا ذکر اناجیل محرفہ مین ہے۔
اس باب مین جو تحریفین وغیرہ ہوین اوسکا الزام اسی کے ذمہ ہوگا جس نے الحاق کر کے عیسی علیہ السلام کی طرف اس طریقہ شنیعہ کو منسوب کیا۔ مرزا صاحب نے حسن ظن سے اس باب مین صرف تقلید نصاری کی کی اور مقلد کو یہہ حق نہین کہ اپنے مقتدا پر تحریف وغیرہ کا الزام لگا دے اسلئے نہ مرزا صاحب پر تحریف کا الزام آسکتا ہے نہ ترک تحقیق کا بہر حال یہہ دین عیسائی کی تعلیم تھی اب دین محمدی کی تعلیم دیکھئے۔ حق تعالی فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ یعنے خدا تعالے منع کرتا ہے بیحیائی اور بدگوئی اور برے کام سے اور ارشاد ہے قولہ تعالی وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ یعنے شیطان جو تمہارا دشمن ہے بدگوئی اور برے کامون کا حکم کرتا ہے ان دونون آیتون سے ظاہر ہے کہ سب وشتم سے خدا تعالی منع فرماتا ہے اور شیطان اوسکا حکم کرتا ہے۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مین اس صفت کا نام ونشان نتہا جیسا کہ بخاری شریف ص ۸۹۱ مین ہے لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا یعنے بدگوئی کی صفت حضرت مین نہ بالطبع تھی نہ عارضی طور پر اور یہہ روایت بھی بخاری شریف مین ہے کہ چند یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور بجاے السلام علیکم کے دبی آواز سے السام علیکم کہا حضرت نے اونکے جواب مین صرف وعلیکم فرمایا مگر عائشہ رضی اللہ عنہا صبر نہ کر سکین کیونکہ سام کے معنی موت ہین اور غصہ سے کہا

وعلیکم ولعنکم اللہ وغضب اللہ علیکم حضرت نے اونسے فرمایا مھلا یا عائشۃ علیک
بالرفق وایاک والعنف والفحش یعنے اے عائشہ سختی اور بدگوی سے دور رہو۔
دیکھئے بددعا کے بدلے بددعا دی گئی تھی اوسکا بھی نام حضرت نے فحش ھی کہا
جس سے خداتعالیٰ منع فرماتا ہے وعن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سباب المومن فسوق وقتالہ کفر رواہ البخاری یعنے مسلمان کو گالی دینا فسق ہے
اور اوسکا قتل کفر ہے وعن ثابت ابن الضحاک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من لعن مومنا فھو کقتلہ ومن قذف مومنا بکفر فھو کقتلہ رواہ البخاری یعنے جو
شخص کسی مسلمان پر لعنت کرے یا اوسکو کافر کہے تو گویا اوسکو قتل کرڈالا۔
مرزا صاحب کو اسمین تصرف کرنے کا ہتکنڈہ ہاتھ آگیا ہے اسلئے خوب
سی گالیان دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ انکا نام گالی ھی نہین چنانچہ ازالۃ الاوہام
صـ ۱۳ مین لکھتے ہین اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ھی صورت مین
سمجھہ لیتے ہین اور ان دونون مین فرق کرنا نہین جانتے بلکہ ایسی بات کو جو دراصل
ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپان ہو محض اوسکی کسیقدر مرارت
کی وجہ سے جو حق گوی کے لازم حال ہوا کرتی ہے دشنام ھی تصور کر لیتے ہین حالانکہ
دشنام اور سب وشتم فقط ایک مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے
طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جاے انتہی۔
حاصل اسکا یہہ ہوا کہ کسیکے واقعی عیوب بیان کئے جائین تو مضایقہ نہین۔ مگر
یہہ بات قران شریف کے خلاف ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ
یعنے ہمزۃ اور لمزۃ کے لئے ویل ہے جو جہنم مین ایک وادی ہے۔ تفسیر خازن مین

ہمزہ اور لمزہ مین کئی اقوال نقل کرکے لکھا ہے کہ سب اقوال کا مرجع اسیطرف ہے کہ وہ اوس شخص کو کہتے ہین جو کسیکا عیب بیان کرے - اب دیکھئے کہ جب یقینی موجودہ عیوب ظاہر کرنے کی یہہ وعید ہو تو (ما دزا داندھے رئیس الدجالین - ہامان ہالکین وغیرہ) کہنے کا کیا حال ہوگا پھر مرزا صاحب خنزیر حمار چوہڑے جو علما کو کہتے ہین کیا ان الفاظ پر بھی دشنام کی تعریف صادق نہین آتی -

مرزا صاحب کا یہہ بھی استدلال ہے کہ حق تعالی نے قرآن شریف مین کافرون کو بہت گالیان دی ہین اور حدیث شریف مین اون پر لعنت وغیرہ وارد ہے مقصود یہہ کہ مرزا صاحب نے خدا کا طریقہ اختیار کیا - اور نیز اشداء علی الکفار بھی وارد ہے -

اشداء علی الکفار کا جواب تو ظاہر ہے کہ سختی کافرون پر چاہئے مسلمانون کو گالیان دینے سے کیا تعلق اونکے باب مین تو رحماء بینہم کا ارشاد اوسی متصل کیا گیا ہے - مرزا صاحب کا روے سخن گالیون مین صرف علماء و مشایخین اہل اسلام کی طرف ہے اگر بزعم مرزا صاحب وہ گناہگار بھی ہون تو کیا اسلام سے خارج سمجھے جائینگے - پھر اشداء علی الکفار سے استدلال کیونکر صحیح ہو سکتا ہے بلکہ برخلاف اوسکے برے القاب سے مسلمانون کا ذکر ممنوع ہے کما قال تعالی وَلَا تَلْمِزُوا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ یعنے عیب مت کرو آپس مین ایک دوسرے کا اور مت پکارو

ایک دوسرے کو برے نام سے برا نام گنا ہگاری ہے پیچھے ایمان کے اور جو
کوی توبہ نکرے وہ ظالمون سے ہے۔ تفسیر خازن مین بروایت ترمذی
نقل کیا ہے کہ بعضے لوگون کے دو دو تین تین نام ہوتے تھے جن مین وہ
بعضون کو ناپسند کرتے تھے اگر کوی ناپسند نامون سے اونکو پکارتا تو وہ
رنجیدہ ہوتے اونکے باب مین یہہ آیہ شریفہ نازل ہوی۔ اور لکھا ہے کہ
لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یعنے اپنی ذاتون کو عیب مت لگاو) اسکا مطلب
یہہ ہے کہ جب تمنے اپنے بہائی مسلمان کو عیب لگایا تو گویا وہ عیب تمنے
اپنے کو لگایا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ قرآن اس درجہ کے اتحاد کی تعلیم
کر رہا ہے کہ سب مسلمان آپس مین نفس واحدہ ہوجائین اور عمل یہہ ہو رہا ہے
کہ صرف عیب ہی نہین لگاے جاتے بلکہ مغلظات کی بوچہاڑ کی جاتی ہے
جس سے اعلی درجہ کی دشمنی باہم پیدا ہو جاے اوسپر اصلاح قوم کا دعوی
اب رہا یہہ کہ خدا تعالی کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے سو اوس مین یہہ
کلام ہے جب آیات و احادیث مذکورہ سے ثابت ہوگیا کہ بدگوی سے
خدا ورسول منع فرماتے ہین اور منع ہی نہین بلکہ سخت سخت اوسپر وعیدین
ہین تو کسی کو حق نہین کہ اپنے مالک اور خالق سے پوچہے کہ جس کام سے آپ
منع کرتے ہین اوسکے آپ کیون مرتکب ہین۔ دیکہہ لیجئے تکبر اور تعلی سے
حق تعالی نے بندون کو منع فرمایا ہے اور خود متکبر ہے کیا کوی اوس سے
پوچہہ سکتا ہے حق تعالی فرماتا ہے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ
یعنے خدا تعالی جو چاہے کرے اوس سے کوی نہین پوچہہ سکتا اور وہ سب سے

پوچھیگا کہ یہہ تمنے کیون کیا یا کیون نہ کیا اِسیطرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو
چار سے زیادہ عورتون کی اجازت نہین دی اور خود بدولت کے نو یا اوس
سے زیادہ ازواج مطہرات تہین اسکے سوا اور بہت سے خصوصیات
تہین جو علما پر پوشیدہ نہین —
اب استدلال کا حال بھی دیکھہ لیجیے کہ اگر بقول مرزا صاحب قرآن مین گالیان
ہین بھی تو وہ کنکو دی گئین اور اوسکا منشا کیا ہے۔ جو لوگ اپنے خالق کو خالق
نہ سمجھین اور اپنے ہاتھہ سے بنائے ہوے بت کی پرستش کرین اور بجاے
شکر کے ناشکری کرین اور حق تعالی پر بد نما تہمتین لگائین اور اوسکے بھیجے ہوے
سچے پیغمبر کی بات نہ مانین اور کہلی کہلی نشانیان دیکھکر بھی اعتبار نکرین اور قدرت الہی
پر ایمان نہ لائین تو وہ زجر و توبیخ تو کیا اوس سے زیادہ کے مستحق ہین۔ بہلا مرزا صاحب
اِنہین سے ایک بات تو اپنے مخالفین مین بتادین سوا اسکے کہ اونکی جعلی اور بے ضرورت
نبوت کو نہین مانتے۔ جن لوگون نے اونکی عیسویت کو قبول کر لیا ہے اور اپنا مدار
سمجھے جاتے ہین اون مین تقرب الی اللہ کی کونسی بات زیادہ ہوگئی جو سب مین
نہین سوا چند چیزون کے جو اونکی عیسویت کے مزاحم ہین مثلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے معراج کا انکار۔ عیسی علیہ السلام کی موت۔ قرآن مین جو انبیا علیہم السلام
کے معجزون کا ذکر ہے اکثر اون مین مسمریزم اور سحر تھے۔ مرنے کے بعد اس عالم
مین کوی زندہ نہین ہو سکتا اور اِس قسم کی خبرین جو قرآن مین دی گئین وہ خلاف
واقع ہین۔ حشر اجساد کا انکار۔
غرض کہ یہی چند مسایل کا اختلاف مدار کفر و ایمان کا ٹہرایا گیا کافر ملعون وغیرہ القاب

انہی چند خیالات اور اختراعات کے نہ ماننے کی وجہ سے دستے جارہے ہین۔
یہان مرزا صاحب بھی غور فرمادین کہ اس مین ہم لوگون کا کیا قصور ہے ان امور
مین جو ہمارے اعتقاد ہین اگر وہ ہمارے تراشیدہ اور اختراعی ہوتے تو یہہ
اعتراض ہوسکتا کہ کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار ہمارے اعتقاد تو قرآن
حدیث و اجماع سے ثابت ہین پہر کیونکر ہوسکیگا کہ باوجود اسلام کے دعوی
کے ہم اسکو چھوڑ دین۔
ہم کتنا ہی عاجزی سے کہین ہمین یقین نہین کہ مرزا صاحب اس طریقہ سب وشتم
کو چھوڑینگے کیونکہ انہون نے تو اسی کو تکمیل علیسویت سمجہہ رکہا ہے۔ اور نیز
اوس الہام کو پورا کرتا ہے کہ جو اونکے مقابلہ کو کہڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ ہوگا۔
اور اونکی امت کو بھی سب وشتم کی ضرورت ہے تاکہ اوس الہام کا مضمون پورا ہو
اور اونسے یہہ تو امید نہین کہ اپنے نبی کی مخالفت کرکے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے طریقہ عمل اور ارشادات پر عمل کرین اور نرمی اور تہذیب کو کام مین لائین
اگر ایسا کیا تو اپنے نبی کی امت سے خارج ہوئے جاتے ہین غرض کہ اس باب
مین وہ بھی معذور ہین اس موقع مین ہم لوگون کو ضرور ہے کہ اس آیۂ شریفہ کو پیش نظر
رکھین جو حق تعالی فرماتا ہے لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ترجمہ البتہ تم آزمائے
جاوگے مال سے اور جان سے اور البتہ سنوگے اہل کتاب اور مشرکین سے بدگوئی
بہت اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو یہہ ہمت کے کام ہین۔ اس آیۂ شریفہ
کے لحاظ سے ضرور ہے کہ صبر کرنے مین ہم لوگ ہمت نہ ہارین تہوڑے دن کسی طرح

گذر جائینگے اور سکا عمدہ بدلہ حق تعالی عطا فرمائیگا - یہان یہہ خیال نہ کیا جاے
کہ آیۂ شریفہ مین تو اہل کتاب اور مشرکین کا ذکر ہے جنکی ایذا پر صبر باعث
اجر ہے اور مرزا صاحب تو نہ اہل کتاب سے ہین نہ مشرک ہین - بلکہ
اس شبہہ کا جواب یہہ سمجھا جاے کہ مرزا صاحب اس باب مین عیسائیون
کے مقلد ہین جیسا کہ ابھی معلوم ہوا اور جس دین کے لوگون کا کوی مقلد ہو وہ
اسی مین سمجھا جاتا ہے دیکھہ لیجئے حنفی شافعی وغیرہ سب محمدی ہین اس
صورت مین جو بات ہمکو عیسائیون کی اذیت رسانی مین حاصل ہونے والی
ہے مرزا صاحب اور اونکی امت کے سب دشنام مین بھی وہی حاصل ہے
اور دراصل ہمارے اسلام کا طریقہ کل انبیا علیہم السلام کا طریقہ ہے جیسے
قرآن کریم شاہد ہے مثلاً فقولا لہ قولا لینا وغیرہ سے ظاہر ہے سراج الملوک
مین نقل کیا ہے مر المسیح علیہ السلام علی قوم من الیہود فقالوا لہ شرا وقال لہم
خیراً فقیل لہ انہم یقولون شرا وانت تقول خیراً فقال کل ینفق مما عندہ
یعنے مسیح علیہ السلام کا گذر یہود کی کسی قوم پر ہوا وہ لوگ آپکو دیکھتے ہی
بُری بُری گالیان دینے لگے مگر آپنے نہایت عمدگی سے اونکے جواب دئیے
کسیُنے آپ سے کہا کہ وہ تو سختی اختیار کر رہے ہین اور آپ اس عمدگی
سے پیش آرہے ہین فرمایا ہر شخص وہی خرچتا ہے جو اوسکے پاس ہو -
الحاصل مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ مجھے خبر دی گئی کہ میرا مقابل ذلیل اور
شرمندہ ہوگا مشاہدہ سے ثابت ہے کہ وہ خبر غلط نکلی بلکہ مرزا صاحب ہی ذلیل
وشرمندہ ہوے جیسا مناظرون وغیرہ سے ظاہر ہے اس سے معلوم ہوگیا

کہ فی الواقع اونکو کوی خبر نہین دی گئی تھی صرف تخویف کی غرض سے
انہون نے وہ مشہور کردیا تھا مگر مرزا صاحب اور اونکے اتباع یاد رکھین
کہ ایسی تخویفون سے مسلمانون کو کوی جنبش نہین ہوتی بلکہ اونکا ایمان اور
زیادہ ہوجاتا ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ
النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ
الْوَكِیْلُ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ
وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ
وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنے مسلمانون سے جب کہا گیا کہ دیکھو تمہارے
مارنے کے واسطے لوگ جمع ہوگئے ہین اونسے ڈرو تو اس سے اونکا ایمان اور
زیادہ ہوگیا اور کہنے لگے کہ ہمین اللہ کافی ہے اور وہ ہمارا اچھا وکیل ہے سو
اونکو کوی برائی نہین پہونچی اور وہ اللہ کی رضامندی کے ساتھ رہے اور وہ جو
ڈراتا ہے شیطان ہے اپنے دوستون کو ڈراتا ہے یعنے اوسکے ڈرانے سے ڈرنے والے
شیطان کے دوست ہین۔ سو تم اونسے مت ڈرو بلکہ مجھسے ڈرو اگر تم مسلمان ہو
اس سے ظاہر ہے کہ ایسے تخویفات سے ڈرنے والے شیطان کے بھائی ہین اور
مسلمان نہین۔ اب غور کیا جاے کہ خدا و رسول کے کلام کی کوی تکذیب کرکے
اوسکے حمایت کرنے والون کو ذلت سے ڈراوے تو کیا ممکن ہے کہ وہ بزدلی
کرکے چپ رہجائینگے ہرگز نہین گا یعنی ذلت تو کیا قتل کی تخویف سے بھی
وہ نہین ڈرنے۔

جس طرح مرزا صاحب نے ذلت سے ڈرایا اسیطرح تخویف کے لئے یہ خواب

بھی بیان فرماتے ہین جو ازالہ الاوہام صفحہ ۸٦ مین درج ہے کہ مینے خواب مین دیکھا کہ
ایک تلوار میرے ہاتھہ مین ہے جس کا قبضہ میرے پنجہ مین اور نوک آسمان تک
پہونچی ہوی ہے جب مین اوسکو دائین طرف چلاتا ہون تو ہزارون مخالف
اوس سے قتل ہو جاتے ہین اور جب بائین طرف چلاتا ہون تو ہزارہا دشمن
اوس سے مارے جاتے ہین ؎
اس خواب سے بھی مرزا صاحب کا مقصود مخالفین کی تخویف اور معتقدون کا
اعتقاد بڑھانا ہے کہ وہ اس غیبی تلوار سے دائین بائین مسلمان اور کفار کو تیغ
کرینگے کیونکہ جہلا کو تعبیر تو معلوم ہی نہین ہو سکتی اسلئے وہ ظاہری مفہوم کو سچ
سمجھہ لینگے - دراصل تعبیر پر مطلع ہونا ہر کسیکا کام نہین - البتہ بطور خود جب
اوسکا ظہور ہو جاتا ہے تو اوسوقت یہہ استدلال ہو سکتا ہے کہ صورت مثالیہ
جو دکھلای گئی تھی اوس سے وہی مراد ہے جسکا ظہور ہوا - جب ہمارے مشاہدہ
سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب ایک طرف آیات و احادیث پر وار کر رہے ہین
اور دوسری طرف اقوال سلف پر تو کھلے طور پر معلوم ہو گیا کہ اوسکی تعبیر یہی ہے
جو ظہور مین آگئی - اس سے ظاہر ہے کہ تلوار کی نوک جو آسمان تک پہونچی ہوئی
ہے وہ اشارہ کر رہی ہے کہ علوم سماویہ کو اوس سے ضرر پہونچیگا چنانچہ ایسا ہی
ہوا کہ مسئلہ معراج و حشر اجساد و احیاے اموات و حیات مسیح علیہ السلام
وغیرہ مسائل مین بہت سے مسلمانون کے دل مین خدشے پیدا ہو گئے اور بہتون
نے آمنا و صدقنا ہی کہدیا - داہنے طرف اونکے مخالف آیات و احادیث
ہین اور بائین طرف اقوال سلف جنکو وہ تہ تیغ کر رہے ہین - ہر چند مرزا صاحب

مسلمانون کو اپنے مخالف سمجھتے ہین مگر دراصل اونکو کوی مخالفت نہین۔ منشا مخالفت کا یہی ہے کہ وہ آیات و احادیث و اقوال سلف پر تعدی کر رہے ہین جنکی حمایت ہر مسلمان پر فرض عین ہے ورنہ جب تک مرزا صاحب کا حال کھلا نتھا براہین احمدیہ وغیرہ کے طبع مین کس قدر تائیدین دین۔ اور اگر مخالفین سے مراد اہل اسلام ہی ہون تو اونکا قتل ہوجانا ظاہر ہے اسلئے کہ جب مرزا صاحب کی تقریر جو سیف تیز سے کم نہین اون پر اثر کر گئی اور آیات قرآن اور احادیث سے اونکا ایمان ہٹ گیا اور مرزا صاحب کے متبع ہو گئے تو اونکے قتل معنوی مین کیا شک یہہ ہلاکت ایسی نہین ہے جسکے ہم پلہ موت ہو سکے بلکہ وہ ہلاک ابدی ہے اعاذنا اللہ وایاہم منہ اب مرزا صاحب کی اس تقریر پر غور کیجئے جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۵۷ مین لکھتے ہے کہ حدیثون مین یہہ بات لکھی گئی ہے کہ مسیح موعود اوسوقت دنیا مین آئیگا کہ جب علم قرآن زمین پر سے اُٹھ جائیگا یہہ وہی زمانہ ہے جسکی طرف اشارہ ہے لوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس یہہ وہی زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا۔ جب خواب مرقوم الصدر کی تعبیر مشاہدہ سے ثابت ہوگئی تو اوسکا خواب والی شمشیر نے اس کشف کو بے سروپا کر دیا کیونکہ تلوار کی نوک بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ اگر قرآن بالفرض ثریا پر پہنچ جاے تو اوسکو مرزا صاحب ہان بھی نہ چھوڑینگے اسلئے کہ تلوار کی نوک جہان پہونچے اوس سے وہان وہی کام لیا جائیگا جو اوسکے لایق ہے۔

ایک دلیل نبوت اور عیسویت پر اونکی یہہ ہے کہ الہام ہوا کرتے ہین اور اس دلیل کو بنسبت دوسری دلیلون کے قوی تبلاتے ہین یہان تک کہ فرماتے ہین

ہمارا دعویٰ الہام سے پیدا ہوا ہے چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات الہام سے
معلوم ہوئی اور اپنے کل فضایل کلیہ و جزئیہ اور خلیفۃ اللہ اور عیسیٰ موعود
اور رسول اللہ وغیرہ ہونا بھی الہام سے معلوم ہوا۔ مگر الہام ہونے کی جو
خبرین دیتے ہین اون مین یہہ کلام ہے کہ سواے اونکے مجرد قول کے اوسپر کوئی
گواہ نہین۔ چونکہ انہون نے حدیث شریف کے راویون کی نسبت یہہ فرمایا ہے
کہ جائز ہے کہ انہون نے عمداً یا سہواً خطا کی ہو تو ہم اس موقع مین کہہ سکتے ہین کہ
جب راویون مین صحابہ بھی شریک ہین تو یہہ احتمال وہان تک پہونچ رہا ہے اور
اس احتمال کو جب اس قدر وسعت دی گئی ہے کہ تمام اہل اسلام کے مسلم اشخاص
پر شامل ہو رہا ہے تو مرزا صاحب ہی کے قول کے مطابق اونکے الہامی خبرون
مین بھی وہی احتمال پڑ گیا کہ جائز ہے کہ عمداً یا سہواً انہون نے خطا کی ہو اور
انہی کی تصریح کے مطابق کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اونکا کوئی الہام
قابل استدلال نہ رہا۔
میان عبد الحق صاحب کو مرزا صاحب کے جہنمی ہونے پر اس تصریح سے الہام
ہوا تھا کہ سیصلیٰ ناراً ذات لہب یعنے قریب ہے کہ مرزا دہکتی آگ مین
داخل ہوگا اوسپر مرزا صاحب ازالۃ الادہام ص۶۲۷ مین لکھتے ہین کہ یہہ الہام
شیطانی ہے اسوجہ سے کہ جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دیکر کسی
بات کے استکشاف کے لئے بطور استخارہ اور استخبارہ وغیرہ کے توجہ کرتا ہے
خاص کر اوس حالت مین کہ جب اوسکے دل مین یہہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری
مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی برا یا بھلا کلمہ بطور الہام معلوم ہو جائے تو

شیطان اوسوقت اوسکی آرزو مین دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اوسکی زبان پر جاری
ہو جاتا ہے اور دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے " مرزا صاحبنے یہان ایک قاعدہ
بتلا دیا کہ جب کسی چیز کی طرف توجہ تام ہوتی ہے تو شیطان آرزو مین دخل دیتا ہے
اور اوسوقت جو الہام ہوتا ہے وہ شیطانی ہوتا ہے اب دیکھئے کہ مرزا صاحب
ابتداے شعور سے کتب مذاہب باطلہ کی طرف متوجہ ہین جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ آخر ایک
نیا مذہب ایجاد کرھی ڈالا - اس عرصہ مین ہر وقت شیطان کو موقع ملتا رہا اور
وقتاً فوقتاً الہام کرتا رہا جو براہین احمدیہ وغیرہ کتب مین مذکور ہین اور ابتک اسکا
سلسلہ منقطع نہین بلکہ صفائی اور ترقی جاری ہے چنانچہ کن فیکون والا الہام
اسی آخری زمانہ کا ہے انہون نے جو قاعدہ ایجاد کیا ہے اسکی تصدیق بھی اس سے
ہوتی ہے کہ سیصلی نارا کے الہام کے جواب مین تبت یدا ابی لہب کا الہام ہوگیا
جیسا کہ ازالۃ الاوہام صفحہ ١٩٤ مین یہہ الہام لکھتے ہین ویخوفونک من دونہ ائمۃ الکفر
تبت یدا ابی لہب وتب الغرض اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کو شیطانی الہام ہوا کرتے ہین
مرزا صاحب کے اقرار سے ثابت ہے کہ عوام الناس تو کیا انبیا کے الہامون مین
بھی شیطان کا دخل ہوا کرتا ہے چنانچہ چارسو نبیون کے الہام ایک ہی واقعہ مین
شیطانی اور جھوٹے نکلے تھے - جب انبیا کے الہام بسبب اقرار مرزا صاحب
جھوٹے نکلے تو مرزا صاحب کے الہامون کا جھوٹے اور ساقط الاعتبار ہونا بطریق اولیٰ ثابت ہوگیا
یہہ بات بدلائل ثابت ہو چکی کہ مرزا صاحب کی کل پیشگوئیان جھوٹی ثابت ہوئین
اور یہہ ظاہر ہے کہ پیشگوئی بغیر الہام کے ہو نہین سکتی اسلئے کہ آئندہ ہونیوالے واقعہ
اور غیب کی باتین جب تک خدائے تعالیٰ الہام کے ذریعہ سے معلوم نہ کرادے کسی کو

معلوم نہین ہو سکتین۔ پہر جب اونکی کل پیشگوئیان جہوٹی ثابت ہوئین تو معلوم ہوا کہ اوسکے متعلق الہام بھی شیطانی ہے۔

کئی واقعات سے مرزا صاحب کا جہوٹ کہنا بلکہ جہوٹی قسمین کہانا اور خیانت اور بدنیتی وغیرہ حالات معلوم ہوے جنکا ذکر ہو چکا ہے اور ظاہر ہے کہ رتبہ الہام بغیر اعلیٰ درجہ کے تقدس کے حاصل ہو نہین سکتا اسلئے مرزا صاحب کے الہام ہرگز قرین صدق نہین۔

کئی واقعات گواہ ہین کہ مرزا صاحب نے دنیوی اغراض اور منافع حاصل کرنے کے لئے وعدہ خلافیان کین داؤپیچ سکے دہوکے دئے غرض کہ کوئی دقیقہ اٹہا نرکہا اس سے ظاہر ہے کہ الہام بھی انہی اغراض کی تکمیل کے لئے بنا لیا کرتے ہین اونکو شیطانی الہام بھی کہنے کی ضرورت نہین۔

مرزا صاحب جس طرح ظاہر بینون کے لئے عقلی معجزات کا ایک بنا مد قایم کیا ہے جس مین تمام تدابیر اور داؤپیچ داخل کردئے اسیطرح معتقدین الہام کے لئے الہامون کے ایجاد کی ضرورت ہوئی جس سے باطنی اور ظاہری لوازم نبوت برائے نام پوری ہوجائین اور کسیکو یہ کہنے کی گنجایش نہ ملے کہ اگر مرزا صاحب نبی ہین تو معجزے اور وحی کہان اسی لئے انہون نے اسپر زور دیا کہ الہام ہی کا نام وحی ہے جیساکہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے۔

خوارق عادات بنسبت الہام کے نہایت کم درجہ اور پست مرتبہ ہین اسلئے کہ بتصریح حکما و اہل اسلام ثابت ہے کہ خوارق کے ظاہر ہونے کے لئے اسلام شرط نہین اسیوجہ سے جوگیون وغیرہم سے بھی خوارق ظاہر ہوا کرتے ہین اور الہام ربانی

سوائے اعلیٰ درجہ کے متقی اور اولیاء اللہ کے کسی کو نہین ہوسکتے - چونکہ خوارق عادات علانیہ دکہلانیکی ضرورت تھی اسلئے انہون نے اوس مین ایسی پیچیدگیان ڈال دین اور شروط کے شکنجہ مین داب دیا کہ عمر بہر مرزا صاحب کے خوارق دیکہنا کسی کو نصیب نہو - اور الہام جو غیر محسوس امر تہا بطیب خاطر اوسکو قبول کر کے اس بات پر زور دیا کہ وہ قطعی ہے اور متدین کو ضرور ہے کہ جب الہام کا نام سن لے تو دم نہ مارے اور یقیناً سمجہہ لے کہ واقع مین وہ الہام ہوا ہے اور وہ الہام لوگون پر حجت بھی ہے - کیا ان تصریحات کے بعد بھی اہل دانش اور سخن شناسون پر مرزا صاحب کے الہامون کی حقیقت پوشیدہ رہیگی -
مرزا صاحب الہامون کو قطعی اور حجت بنانے کی کوشش جو کر رہے ہین وہ اسی غرض سے ہے کہ ہر ایک مسئلہ مین استدلال کی تکلیف سے سبکدوشی حاصل ہو جاوے اور یہہ مرتبہ حاصل ہو کر مرزا صاحب جو کچھہ کہین وہ وحی واجب التعمیل سمجہی جائے اگر کہا جائے کہ مرزا صاحب نے یہہ بھی تو کہدیا ہے کہ قرآن مین ایک نقطہ کی بھی کمی وزیادتی ممکن نہین اسمین تو کمال درجہ کی احتیاط ہے - اگر بالفرض کوئی الہام بنا بھی لیا تو وہ مخالف قرآن نہوگا -
اس کا جواب یہہ ہے کہ یہی فقرہ تو مسلمانون کو دام مین پہانستا ہے - جتنے مدعیان نبوت گذرے سب کا یہی دعوی تھا مگر آیات قرآنیہ ہی سے انہون نے حرام کو حلال بنایا تمام عبادات ساقط کر دئے جس کا حال ابھی معلوم ہوا - مرزا صاحب ہی کو دیکھہ لیجئے کہ قرآن ہی سے تمام امت کو حتی کہ سلف صالح کو مشرک قرار دیا - اور خاتم النبیین کے الفاظ پر ایمان بھی ہے باوجود اسکے نبوت اور رسالت کا

دعوی بھی ہے اور وحی بھی برابر نازل ہوتی ہے اور معجزے بھی صادر ہوئے ہین
اور لوگ بھی ایمان لاتے جاتے ہین۔ حشر اجساد کا انکار معراج کا انکار صلبی فرزند
محروم الارث انبیا ساحر قرآن مین جن معجزات کا ذکر ہے وہ مسمریزم وغیرہ
باوجود اسکے قرآن مین ایک نقطہ کی کمی وزیادتی ممکن نہین۔
الحاصل جب ایک احتمال سے استدلال باطل ہوجاتا ہے تو مرزا صاحب کے الہام
شیطانی بلکہ مصنوعی ہونے پر تو اتنی دلائل موجود ہین پھر وہ انکی نبوت اور
عیسویت پر کیونکر دلیل ہوسکتے ہین۔
ایک دلیل عیسویت پر یہہ ہے کہ معارف قرآنی دیئے گئے ہین۔ مرزا صاحب
کو جن معارف پر ناز ہے سورۂ انا انزلنا کی تفسیر ہے جسکو ازالۂ اوہام صفحہ۱ مین
کئی ورق لکھکر لکھتے ہین کہ یہہ معارف کیا کسی اور تفسیر مین مل سکتے ہین۔ چونکہ وہ
نہایت طولانی تقریر ہے جسکو پوری نقل کرنا تضیع اوقات اور تطویل بلا طائل ہے
اسلئے ملخصاً چند عبارتین اوسکی نقل کی جاتی ہین لکھتے ہین کہ سورۂ انا انزلنا کے
معانی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالی نے اِس سورہ مین صاف اور
صریح فرمادیا ہے کہ جس وقت کوئی آسمانی مصلح زمین پر آتا ہے تو اوسکے ساتھ فرشتے
آسمان سے اترکر مستعد لوگون کو حق کی طرف کھینچتے ہین۔ قرآن کے آیات کے
مفہوم سے یہہ جدید فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اگر ضلالت اور غفلت کے زمانہ
مین ایک دفعہ خارق عادت کے طور پر انسانون کے قوی مین خودبخود مذہب
کی تفتیش کیطرف حرکت پیدا ہونی شروع ہوجاے تو اس بات کی علامت
ہوگی کہ کوئی آسمانی مصلح پیدا ہوگیا ہے کیونکہ بغیر روح القدس کے نزول کے

وہ حرکت پیدا ہونا ممکن نہیں - پھر وہ حرکت تامہ ہو تو روبحق ہو جاتے ہین اور
حرکت ناقصہ ہو تو اور زیادہ گمراہ ہوتے ہین - ہر نبی کے نزول کے وقت ایک
لیلۃ القدر ہوتی ہے لیکن اون سب سے بڑی لیلۃ القدر وہ ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو عطا کی گئی اوس لیلۃ القدر کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے اور جو کچھہ قواے
انسانی مین جنبشین آج تک ہو رہی ہین وہ لیلۃ القدر کی تاثیرین ہین - اور
جس زمانہ مین حضرت کا نائب پیدا ہوتا ہے تو یہہ تحریکین بہت تیز ہوتی ہین
نائب کے نزول کے وقت جو لیلۃ القدر مقرر کی گئی ہے وہ درحقیقت حضرت
ھی کی لیلۃ القدر کی شاخ اور ظل ہے - اِس لیلۃ القدر کی شان مین فیہا یفرق
کُل امرٍ حکیم ہے یعنے اِس لیلۃ القدر کے زمانہ مین جو قیامت تک ممتد ہے ہر ایک
حکمت اور معرفت اور علوم اور صنعتین ظاہر ہو جائینگی - لیکن یہہ سب کچھہ اُن
دنون مین پُرزور تحریکون سے ہوتا رہیگا کہ جب کوی نائب حضرت کا دنیا مین
پیدا ہوگا - درحقیقت سورۃ الزلزال مین اِسی کا بیان ہے کیونکہ سورۃ القدر مین
فرمایا گیا کہ لیلۃ القدر مین خدا کا کلام اور اوسکا نبی اور فرشتے اترتے ہین اور
وہ ضلالت کی پُرظلمت رات سے شروع کرکے صبح صداقت تک اسی کام
مین لگے رہتے ہین کہ مستعد دلون کو سچائی کی طرف کھینچتے رہین - پھر سورہ بینہ
مین بیان کیا کہ اہل کتاب اور مشرکین کی نجات پانے کی یہی سبیل ہے کہ خدا
نبی بھیجا اور زبردست تحریک دینے والے ملائک نازل کئے تھے - اوسکے بعد
اذا زلزلت مین یہہ اشارہ کیا کہ جب تم یہہ نشانیان دیکھہ لو تو سمجھہ لو کہ وہ
لیلۃ القدر اپنے تمام تر زور کے ساتھہ پھر ظاہر ہوی ہے اور کوی ربانی مصلح

مع فرشتوں کے نازل ہوگیا ہے زلزلہ کی یہہ صورت ہے کہ تمام قوای انسانیہ
جوش کے ساتھہ حرکت مین آجائینگی اور تمام علوم وفنون ظاہر ہوجائینگے۔
اور فرشتے جو مرد صالح کے ساتھہ آسمان سے اترے ہونگے ہر شخص پر اترد الہام ڈالینگے
اوس روز ایک مرد عارف متحیر ہوکر اپنے دل مین کہیگا کہ یہہ طاقتین اپنے مین
کہان سے آگئین تب ہر ایک استعداد انسانی بزبان حال باتین کریگا کہ یہہ ایک
وحی ہے جو ہر ایک استعداد پر اتر رہی ہے۔ دنیا پرستون کی تحریکین صنعتین
اور کلین ایجاد کرینگی اور ہر ایک اپنی کوششون کے ثمرات کو دیکھہ لیوین تب
آخر ہوجائیگی یہہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے جسکی بنا ابہی سے ڈالی گئی ہے
جسکی تکمیل کے لئے خدا نے اِس عاجز کو بہیجا اور مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ انت
اشد مناسبتہ بعیسی۔ ہمارے علما نے جو ظاہری طور پر سورۃ الزلزال کی تفسیر
کی ہے کہ درحقیقت زمین کو آخری دنون مین سخت زلزلہ آئیگا جس سے زمین
کی اندر کی چیزین باہر آجائیگی اور انسان یعنے کافر لوگ زمین کو پوچھینگے کہ
تجھے کیا ہوا تب اوس روز زمین باتین کریگی اور اپنا حال بتائیگی یہہ سراسر غلط
تفسیر ہے کہ جو قرآن کے سیاق وسباق سے مخالف ہے انتہی ملخصاً۔
مرزا صاحب کو ضرور تھا کہ پہلے سورۃ القدر کی شان نزول بیان کرتے
جس سے مضمون خود حل ہوجاتا لیکن اونکو تفسیر بالرائے کرنا منظور تھا اِسلئے
انہون نے اوسکو چھوڑ دیا۔
درمنثور مین اس سورہ کی شان نزول کے بارے مین کئی حدیثین نقل کئے ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امم سابقہ کی درازدراز عمرین اور اونکی

عمر بھر کی ریاضتیں دیکھیں اور اوسکے بعد اپنی امتیون کی عمرون کو دیکھا کہ بنسبت
اونکے بہت کوتاہ ہین اس چھوٹی سی عمر مین اونکے سے فضائل کیونکر حاصل
کر سکینگے اس ملال پر رحمت الٰہی جوش مین آئی اور ارشاد ہوا کہ ہم تمہین ایک لیلۃ القدر
ایسی دیتے ہین جو ہزار مہینون سے افضل ہے یعنے اوس ایک رات کی عبادت
اون لوگون کی اسی برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور انہی دنون آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب بھی دیکھا تھا کہ اپنے منبر پر بنی امیہ یکے بعد دیگرے
چڑھتے جاتے ہین۔ یہہ بات بمقتضاے بشریت ناگوار طبع غیور ہوی اوسپر
یہہ سورۃ نازل ہوی جس مین یہہ بتایا گیا کہ ہزار مہینے وہ لوگ سلطنت اسلامی
پر قابض ہونگے مگر فضیلت دنیوی کوی چیز نہین آپکو اسکے معاوضہ مین ایک
فضیلت اخروی ہم ایسی دیتے ہین کہ اسکے مقابلہ مین وہ سلطنت ظاہری کوی
چیز نہین وہ ایک رات آپکی امت کے لئے اتنی فضیلت کی دی گئی کہ ان
ہزار مہینون سے افضل ہے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کی خیر خواہی
ہمیشہ ملحوظ اور پیش نظر رہتی تھی اسلئے آپکو جو ان ہزار مہینون کی سلطنت کا
کسیقدر ملال تھا دفع ہوگیا۔ علما نے حساب کرکے دیکھا تو بنی امیہ کی خلافت
برابر ہزار مہینے رہی۔

اب اسکے بعد مرزا صاحب کی پوری تقریر دیکھ لیجئے کہ اس واقعہ کے ساتھ
اسکو کچھہ بھی تعلق ہے اس سورہ سے مقصود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی
تھی مگر مرزا صاحب کو اصلی واقعات سے کیا غرض اونکو اپنی عیسویت کے
ذہن مین کچھہ سوجھتا ھی نہین کہان ہزار مہینے سے لیلۃ القدر کا افضل ہونا اور

کہان مرزا صاحب کی نیابت اور کلون کا ایجاد کسی چیز سے دلچسپی اور تعشق بھی بری بلا ہے آدمی کو سوا اپنی محبوبہ کے کچھہ سوجتا ھی نہین ـ
نقل مشہور ہے کہ کسی نے مجنون سے پوچھا کہ خلافت کسکا حق تھا اوس نے جواب دیا کہ ہماری لیلے کا حق تھا اِسیطرح مرزا صاحب بھی کہتے ہین کہ انا انزلنا کو کسی سے کچھہ تعلق نہین وہ تو میری عیسویت کے واسطے اتری ہے ـ
مرزا صاحب نے انزلناہ کی ضمیر مصلح کی طرف پھیری جسکا کہین ذکر نہین تمام مفسرین نے وہ ضمیر قرآن کی طرف پھیری ہے چنانچہ بروایات صحیحہ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے کہ اوس رات قران شریف لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا اور بخاری شریف مین ہے انا انزلناہ الہاء کنایۃ عن القران ـ مرزا صاحب کو مصلح قوم کی طرف ضمیر پھیرنے سے غرض یھہ ہے کہ آپ بھی اوس مین داخل ہو جائین ـ
اس موقع مین مرزا صاحب یہی فرماوینگے کہ آخر قرآن بھی مصلح قوم ہے اسلئے ضمیر انزلناہ سے مراد مصلح لی گئی جسکے مفہوم مین خود بھی داخل ہین مگر یھہ توجیہ درست نہین اسلئے کہ اول تو مرزا صاحب مصلح قوم ہو ھی نہین سکتے اسلئے کہ انہون نے تو کروڑہا مسلمانون کو مشرک اور کافر بنا دیا جسکی وجہ سے اونکے نزدیک تمام قوم فاسد اور ہلاک ہوگئی اور ظاہر ہے کہ جسکی وجہ سے کوئی قوم فاسد ہو جاوے وہ مفسد قوم سمجھا جائیگا غرض کہ انہی کے اقرار کے مطابق وہ مصلح قوم نہین ہوسکتے پھر قرآن پر مفہوم عام مصلح قوم کا صادق آنے سے یھہ کیونکر ثابت ہوگا کہ جس طرح قرآن لیلۃ القدر مین اترا ہے ہر مصلح قوم بھی لیلۃ القدر

مین اترتا ہے - یہہ بات تو ادنی طالب علم بھی جانتا ہے کہ کسی جزئی پر کوی مفہوم عام
اور کلی صادق آے تو یہہ ضرور نہین کہ لوازم اوس جزئی کے دوسری جزئیات پر
بھی صادق آجائین جن پر وہ مفہوم عام صادق آتا ہے - کوی جاہل یہہ نہ کہیگا کہ
غلام احمد صاحب چونکہ مرزا ہین اور قادیان مین رہتے ہین اسوجہ سے جتنے مرزا ہین
سب قادیان ھی مین رہا کرتے ہین - اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نے جس بات پر
اپنے معارف کی بنیاد رکہی ہے وہ کئی طرح سے غلط ثابت ہوی - ایک یہہ کہ
ضمیر کے مرجع مین قصداً غلطی کی - دوسرے اپنے آپ کو مصلح قرار دیا - تیسرے ایک
جزئی کے لوازم مختصہ کو دوسری جزئی مین ثابت کیا - پہر مصلح قوم کی اگر تعمیم کی جاے
تو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے لحاظ سے کل علماے امت مصلح ہین جن سے
کوی زمانہ خالی نہین اس صورت مین مرزا صاحب کی خصوصیت ھی کیا اور وہ بات
کیونکر صادق آے جو لکہتے ہین کہ جب مصلح قوم اترتا ہے تو انسانی قوی مین خودبخود
مذہب کی تفتیش کی طرف حرکت پیدا ہوتی ہے اور حکمت اور معرفت اور علوم
اور صنعتین ظاہر ہوتی ہین -

مرزا صاحب نے اپنی نیابت کی یہہ دلیل قرار دی کہ علوم اور صنعتین اس زمانہ مین
ظاہر ہو رہے ہین مگر یہان یہہ دیکھنا چاہئے کہ اگر یہہ کوی کمال کی بات ہوتی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین صنعتون کا ظہور زیادہ ہوتا حالانکہ وہ زمانہ
نہایت سادہ اور فطرتی طور پر تھا البتہ دین کی ترقی اوس زمانہ مین روزافزون تھی
بخلاف مرزا صاحب کے زمانہ نیابت کے کہ دنیا کی ترقی روزافزون ہے اور
دین کا انحطاط دیکہہ لیجئے مرزا صاحب کے اوائل زمانہ مین کروڑہا مسلمان تھے

جسکا مشرک اور بے دین ہونا محال تھا جیسا کہ براہین احمدیہ مین لکھہ چکے ہین جسکا حال اوپر معلوم ہوا اور شاید دس بیس برس کا زمانہ بھی نہین گذرے کہ انہین کم ذرہا مسلمانون کو انہون نے یہودی اور مشرک و بے دین بنا دیا اب خود ہی غور فرما دین کہ یہہ نیابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوی یا اور کسی کی ۔

اور یہہ جو لکھا ہی کہ حضرت کی لیلۃ القدر کا دامن قیامت تک پہیلا ہوا ہی اوسکا مطلب ظاہر ہے کہ حضرت کی لیلۃ القدر ایک تھی اور مرزا صاحب کی لیلۃ القدر دوسری یہہ بھی خلاف احادیث صحیحہ ہے جن سے ثابت ہے کہ حضرت کے زمانہ مین بھی لیلۃ القدر ہرسال ہوا کرتی تھی اور قیامت تک ہرسال ہوا کریگی مسند امام احمد ابن حنبل اور ترمذی اور نسائی وغیرہ مین یہہ روایت موجود ہے کہ عن عائشۃ قالت قلت یا رسول اللہ ان وافقت لیلۃ القدر فما اقول قال قولی اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی یعنے عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سے پوچھا کہ اگر لیلۃ القدر پاؤن تو کیا دعا کرون حضرت نے اونکو یہہ دعا تعلیم کی اسکے سوا لیلۃ القدر ہرسال ہونے کی احادیث بکثرت مذکور ہین جنکو تمام اہل علم جانتے ہین۔ اب مرزا صاحب کی خود غرضی کو دیکھیے کہ اپنی ایک لیلۃ القدر کے واسطے صدہا لیالی قدر کا خون کیا ۔

حق تعالی نے لیلۃ القدر کو ہزار مہینون سے بہتر فرمایا نہ اوس مین امتداد کا ذکر ہی نہ اوسکے دامن دار ہونے کا اور مرزا صاحب اوسکو دامن دار اور شاخ دار بنا رہے ہین اونکے قول پر اگر الشاۃ خیر من فیل کہا جاے تو اوسکا مطلب یہہ ہوگا کہ ہاتی سے بکری زیادہ اونچی ہے جسکا قائل کوی عاقل نہین ہو سکتا ۔

مرزا صاحب نے چند قادیانی بننے والون کو دیکہا کہ اپنا مذہب اور دین چھوڑ کر

دوسرے مذہب کی تفتیش کر رہے ہین اور یہہ ظاہر ہے کہ اوسکے لئے اندرونی
تحریک کی ضرورت ہے اوسپر یہہ قیاس جمایا کہ روح القدس اوسکا محرک ہی
چنانچہ کہتے ہین کہ انسانون کے قوی مین خودبخود مذہب کی تفتیش کی طرف
حرکت شروع ہو جاوے تو اسبات کی علامت ہوگی کہ کوی آسمانی مصلح پیدا
ہوگیا ہے کیونکہ بغیر روح القدس کے نزول کے وہ حرکت پیدا نہین ہوتی اور
روح کا اترنا لیلۃ القدر مین ثابت ہے اِس سے یہہ بات نکالی کہ جتنے اِس
قسم کے ایام ہین سب لیلۃ القدر ہین۔ رات کو دن بنادینا کسیکا کام نہین یہہ
بھی مرزا صاحب ہی کی ہمت کا خاصہ ہے۔

یہان یہہ امر غور طلب ہے کہ اہل اسلام کو تفتیش مذہب کے لئے اندرونی تحریک
کرنا کیا روح القدس کا کام ہوگا یا شیطان لعین کا۔ یہہ کوی نہین کہہ سکتا کہ مسلمانون
سے دین اسلام ترک کرانے کے لئے روح القدس آسمان سے اترتے ہین۔ پہر دوسرا
اندہیر یہہ ہے کہ حق تعالی نزول ملائکہ کے لئے طلوع فجر سے پہلے کا زمانہ معین
فرمایا ہے جیسا کہ حتی مطلع الفجر سے ظاہر ہے مگر مرزا صاحب فرماتے ہین کہ فرشتے
صبح صداقت تک کام مین لگے رہتے ہین یعنے دن رات اِسی کام مین رہتے ہین کہ
مسلمانون سے اونکا مذہب و ملت چہڑا دین۔

اِسکے بعد سورۂ اذا زلزلت مین یومئذ کا لفظ دیکہکر مرزا صاحب نے لیلۃ القدر
کی جوڑ ملادی اور لیلۃ القدر جسکی نسبت حق تعالی نے خیر من الف شہر فرمایا ہے
اوسکو ضلالت اور ظلمت کی رات قرار دی جسکا مطلب یہہ ہوا کہ وہ ہزار مہینے
سے بدتر ہے دیکہئے کس قدر قرآن کی اور خدا کی مخالفت کی۔ کیا کوی مسلمان اسبات پر

راضی ہوگا کہ جس رات کی تعریف خداتعالی نے کی ہے اور صحیح روایتون سے اسکی
فضیلت ثابت ہے اوسکو ضلالت کی رات سمجھے۔
پھر مرزا صاحب نے اذا زلزلت کی تفسیر کی جسکا ماحصل یہہ ہے کہ خداتعالی
جو فرماتا ہے کہ زمین کو زلزلہ ہوگا غلط ہے صحیح یہہ ہے کہ آدمی کی قوتین حرکت کرینگی
اور خداتعالی جو فرماتا ہے کہ اوسکے خزانے وغیرہ اثقال جو اوس مین مدفون ہین
نکل پڑینگی وہ کہتے ہین کہ یہہ غلط ہے صحیح یہہ ہے کہ علوم و فنون ظاہر ہونگے۔ اور
خداتعالی جو فرماتا ہے کہ زمین اوس روز باتین کریگی وہ کہتے ہین کہ یہہ بھی غلط ہے
استعداد انسانی بزبان حال باتین کریگی۔ مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ ہمارے
علما نے جو تفسیر کی ہے کہ زمین کو زلزلہ آئیگا اور اندر کی چیزین باہر آجاینگی اور
زمین باتین کریگی یہہ سراسر غلط ہے اسمین مرزا صاحب کی سراسر زیادتی ہے۔ ہمارے
علما نے سوائے قرآن پر ایمان لانے کے اور کچھہ نہین کیا کوئی بات اپنی طرف
سے نہین لکھی بلکہ جس طرح مرزا صاحب اکثر کہا کرتے ہین کہ النصوص یحمل
علی الظواہر ظاہر آیات کی تصدیق کی۔ البتہ مرزا صاحب کو اونکی عقل نے
ایمان سے روک دیا انہون نے لڑکپن سے دیکھا ہے کہ بات دو انگل کی زبان سے
ہوا کرتی ہے اسلئے اونکی عقل نے صاف حکم کردیا کہ کلام الہی غلط ہے اگر خدا
بھی چاہئے کہ زمین سے بات کرلے تو وہ ممکن نہین اسلئے کہ اوسکو زبان نہین۔
اگر مرزا صاحب یہہ سمجھتے ہین کہ بات کرنے کے لئے گوشت کا لوتھڑا ضروری ہے تو
یہہ لازم آئیگا کہ خداتعالی بات کرنے مین نعوذ باللہ اوس لوتھڑے کا محتاج ہے
پھر ہم دیکھتے ہین کہ گنگون اور جانورون کو بھی زبان ہوتی ہے مگر بات نہین کہہ سکتے

اور اگر یہہ سمجھتے ہین کہ خداتعالی اپنی حکمت بالغہ سے جیسے اس تو تہڑے کو قوت کلام بخشی ہر چیز کو یہہ قوت بخش سکتا ہے تو پہر زمین کے بات کرنے مین کیا کلام اور اوس مین خداتعالی کی تکذیب کرنے کی کیا ضرورت تھی اب اہل انصاف سے غور کرین کہ جب مرزا صاحب کی عقل اس درجہ کی قوت پر ہے کہ خداتعالی کے بھی مقابلہ مین کہڑی ہو جاتی ہے تو کیا ممکن ہے کہ کوی دوسرا اونکا مقابلہ کر سکے اور اگر کسی نے کیا بھی تو کیا مرزا صاحب اوسکو تسلیم کرینگے۔ اگر اہل اسلام کو اپنا ایمان بچانا منظور ہے تو مرزا صاحب کی عقل کے دام سے بچین اور یاد رکہین کہ ذرا بہی اونکی طرف مائل ہوگئے تو دلون مین کجروی کا مادہ پیدا کردیا جائیگا جیساکہ حق تعالی فرماتا ہے فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ — وما علینا الا البلاغ

الحاصل مرزا صاحب کے معارف کا یہہ حال ہے جو آپنے دیکھہ لیا کہ نہ قرآن سے کام ہے نہ حدیث سے نہ عقل سے کیونکہ اگر عقل سے کام لیا جاتا تو سلیقہ لقدرت کی تعریف کرکے اوسکی مذمت نکرتے اور زمین کے بات کرنے کا انکار خدا کی قدرت پر ایمان لانے کے بعد نکرتے الغرض بے تکی باتین ملانے کا نام ہونون نے معارف رکہدیا اور اسکو اپنی علیسویت کی دلیل قرار دی ہے —

رسالہ قطع الوتین باظہار کید المفترین مین لکہا ہے کہ مرزا صاحب کے مریدون کی بڑی دلیل یہہ ہے کہ اگر مرزا صاحب مفتری علی اللہ ہوتے تو ۲۳ سال یا اوس سے زیادہ اونکو مہلت نہ ملتی اور مرزا صاحب نے بھی اشتہار جاری کیا کہ اگر کوی شخص ایسا مفتری علی اللہ دکہا دے جسنے ۲۳ سال کی مہلت

پاس ہو تو ہم اوسکو پانچ سو روپیہ انعام دیوینگے۔ اوسپر حافظ محمد یوسف صاحب نے ایک فہرست بھی پیش کردی جس مین ۲۳ سال سے زیادہ جن مفتریون کو مہلت ملی اونکے نام درج تھے۔ مگر مرزا صاحب نے نہ اوسکا جواب دیا نہ اوس وعدہ کا ایفا کیا جو اشتہار مین کیا تھا۔ فہرست رسالہ مذکور مین لکھدی گئی ہے اصل دلیل اونکی یہہ ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوی بات اپنی دل سے بناکر ہماری طرف منسوب کردیتے تو ہم اونکے دل کی رگ کاٹ ڈالتے یعنے ہلاک کردیتے۔ اس سے اونکا مقصود یہہ ہے کہ اگر خود بھی خدا پر افترا کئے ہوتے تو اس آیۂ شریفہ کے مطابق بہت جلد ہلاک کردئے جاتے اور اس مین اونکی خصوصیت نہین جسنے خدا پر افترا کیا فوراً ہلاک کردیا گیا کوی ۲۳ سال تک زندہ نرہا اگر رہا ہو تو اوسکا نام بتایا جاوے۔

مرزا صاحب ۲۳ سال سے زیادہ زندہ رہنے والے مفتریون کی نظیرین جو طلب فرماتے ہین اسکی وجہ سمجھہ مین نہین آئی کیا اس مدت کو مفتری کی برات مین کوی خصوصیت ہے۔ کیا تئیس برس تک کوی مفتری زندہ نہین رہ سکتا اور ۲۲ برس تک رہ سکتا ہے اگر ایک سال بھی کسی مفتری کو مہلت ملے تو وہ بھی مثل مرزا صاحب کے کہہ سکتا ہے کہ اگر مین مفتری ہوتا تو اتنی مدت جس مین پوری چار فصلین گذرین مجھے کبھی مہلت نہ ملتی۔ کیا یہہ قول اوسکا قابل تسلیم ہوسکتا ہے۔ الغرض مرزا صاحب ۲۳ کی مدت جو مقرر کررہے ہین وہ درست نہین صرف ایسے لوگون کی فہرست کافی تھی جکو باوجود افترا کے کچھہ مہلت ملی۔

اصل یہہ ہے کہ دار الجزا قیامت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ اگر افترا کا یہہ لازمہ ہوتا کہ اسی عالم مین اوسکی سزا ہو جاے تو تخلف لازم کا ملزوم سے عقلا درست نہونے کی وجہ سے یہہ لازم ہوگا کہ بمجرد افترا کے فوراً سزا ہو جاے حالانکہ مرزا صاحب بھی اسکے قائل ہین کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ گذرے ہین اور اونکو بمجرد افترا کے سزا نہین ہوی اور ایسے لوگ دس بیس سال بھی اکثر زندہ رہے ہین مسیلمہ کذاب ہی کو دیکھ لیجئے کہ اسقدر اوسکو مہلت ملی کہ لاکھہ آدمی سے زیادہ کو اوسنے فراہم کرلیا۔ وہ زمانہ وہ تھا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور حضرت کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ وغیرہ کل صحابہ موجود تھے ہدایت روز افزون ترقی پر تھی ملک خاص عرب کا تھا جسکو منبع ہدایت ہونے کا فخر حاصل ہو چکا تھا ایسے متبرک زمانہ اور متبرک مقام مین جب اوسکو اسقدر مہلت ملی تو اس زمانہ مین جو ضلالت روز افزون ترقی کر رہی ہے اور ہندوستان جیسے ملک مین کسی مفتری علی اللہ کو پچیس تیس سال مہلت مل جاے تو کیا تعجب ہے بلکہ زمان و مکان وغیرہ حالات کی مناسبت سے دیکھا جاے تو اوس زمانہ مین مفتری کو ایک دن مہلت ملنا اس زمانہ کی پچیس تیس سال کی مہلت کے برابر ہے الغرض اس سے ثابت ہے کہ مفتری علی اللہ کو مہلت ملا کرتی ہے اور وہ استدراج ہے جسکی نسبت حق تعالیٰ فرماتا ہے سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِیْ لَهُمْ یعنے مہلت دیکر آہستہ آہستہ اونکو ایسے طور پر ہم کھینچتے ہین کہ اونکو خبر نہو۔ مرزا صاحب جو جلدی فرماتے ہین کہ اگر مفتری ہون تو چاہئے کہ عذاب اُتر آے سو اسکا جواب قرآن شریف مین

پہلے ہی ہو چکا ہے قولہ تعالیٰ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ
لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ یعنے اگر اون کے عذاب
مین تاخیر کی جاتی ہے تو کہتے ہین کہ اوسکو کسنے روکا یاد رہے کہ جب وہ آئیگا
تو پھر نہ پھریگا - قرآن مین جو واقعات مذکور ہین اگر پیش نظر ہون تو معلوم ہو سکتا ہے
کہ زیادتی مہلت کا سبب زیادتی غضب الٰہی ہوتا ہے تاکہ مفتری دل کھول کر
افترا پردازیان کرے اور پورے طور پر حجت قایم ہو جاے چنانچہ ارشاد ہے
قولہ تعالیٰ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا یعنے ہم اسیواسطے اونکو مہلت دیتے ہین
کہ خوب گناہ کرین -

اور آیہ شریفہ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ سے جو استدلال کیا جاتا ہے وہ
صحیح نہین ہو سکتا اسلیے کہ تمام انبیا خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ
کے مقرب بارگاہ الٰہی ہین اونکی شان یہی ہے کہ افترا وغیرہ رذایل کا خیال تک
نہ آنے دین اسیواسطے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بفرض محال وہ ایک کلمہ بھی افترا کرتے تو
ہلاک کردئے جاتے اور دوسرے انبیا کے حالات سے بھی ظاہر ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ
خلاف مرضی حرکات سے سخت سخت مصیبتین اونپر ڈالی گئین - بخلاف اون
لوگون کے کہ اسی کام کے لیے مقرر کیے جاتے ہین اونکا تو لازمہ یہی ہے کہ عمر بھر
ایسے ہی کام کیا کرین چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ یعنے شیاطین انس وجن کو
ہر نبی کے دشمن ہمنے مقرر کردیے تھے اور ارشاد ہے قولہ تعالیٰ وَكَذٰلِكَ
جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا یعنے ہر بستی مین بڑے بڑے

گناہگار ہمنے پیدا کردئیے تاکہ اون مین مکاریان کیا کرین ۔
الحاصل ۲۳ سال یا اوس سے زیادہ کوی مفتری علی اللہ زندہ رہے تو یہہ نہ سمجھا جائیگا
کہ وہ مفتری نہین بلکہ یہی سمجھا جائیگا کہ وہ اسی کام کے واسطے مقرر کیا گیا ہے
اگر مثل فرعون کے صدہا سال بھی زندہ رہیگا تو وہی اپنا فرض منصبی ادا کرتا رہیگا
جس کام کے لئے مقرر کیا گیا ہے ۔
یہہ ادعائی مسیح کی نشانیان اور دلائل تھے اب اصلی عیسی علیہ السلام کی علامتین
بھی سنئے جو صحیح صحیح احادیث مین وارد ہین مگر اس مقام مین پہلے غور کرلیا جائے
کہ عیسی علیہ السلام کا دنیا مین آنا کوی عقلی مسئلہ نہین جس مین رائے لگائی جائے
اس بات مین جو احادیث وارد ہین اگر علیحدہ کردئے جائین تو یہہ مسئلہ ہی قابل
نہین رہتا جسکی طرف توجہ کی جاے اسیوجہ سے مرزا صاحب کو نیچرین سے شکایت
ہے کہ ان احادیث کو وہ مانتے ہی نہین ۔ غرض کہ مرزا صاحب اس بات پر زور
دے رہے ہین کہ اس باب مین جو احادیث وارد ہین ضرور مانی جائین مگر اسکے
ساتھ یہہ بھی فرماتے ہین کہ جس طرح اہل اسلام مانتے ہین اور اونکے ظاہری معنی
بطور خرق عادت عیسی علیہ السلام مین ثابت کرنا چاہتے ہین وہ درست نہین
بلکہ ایسے طور پر اُن احادیث کے معنی لئے جائین کہ اپنے پر یعنی مرزا صاحب پر
صادق آجائین ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسی ابن مریم کا نام جو لے لیا ہے
اوسکی وجہ یہہ تھی (ازالۃ الادہام ص ۶۹۱) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عیسی
ابن مریم اور دجال اور یاجوج و ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت منکشف
ہوی تھی (ازالۃ الادہام ص ۶۹۰) اور انبیا پیشگوئیون کی تاویل اور تعبیرین

غلطی کہلاتے ہین۔ جسکا مطلب اور ماحصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو عیسیٰ ابن مریم روح اللہ کے نزول کی خبر دی ہے وہ غلط ہے درحقیقت
عیسیٰ موعود غلام احمد قادیانی ہین اور انسے خوارق عادات کوی ظاہر نہونگے
بلکہ ردنصاری مین چند معمولی تقریرین لکہدینگے اور اون تمام حدیثون کی پیشگوی
پوری ہوجائیگی سبحان اللہ کوہ کندن وموش برآوردن کا مضمون یہان پورا پورا
صادق آرہا ہے احادیث نزول عیسیٰ علیہ السلام کس شد ومد سے ثابت کیے گئے
اور اون سب کا نتیجہ یہہ نکلا کہ ایک پنجابی شخص پیدا ہوکر ردنصاری مین چند
معمولی تقریرین لکہدیگا۔ اسبات مین مرزا صاحب کو تکلیف گوارا کرنیکی کوی
ضرورت نتہی بفضلہ تعالیٰ ردنصاری کرنے والے اسوقت بھی ایسے ہر لوگ
موجود ہین کہ عمربہر کی مزاولت کی وجہ سے مرزا صاحب سے زیادہ اِس باب
مین ید طولیٰ رکہتے ہین۔ اسلئے کہ مرزا صاحب کے عمر کا ایک معتدبہ حصہ تو
متفرق مذاہب باطلہ کی کتابون کے مطالعہ مین صرف ہوا اور اوسکے بعد
جب یکسوئی حاصل ہوی تو دعوی عیسویت شروع ہوا اور اِس مین اسقدر
استغراق اور انہماک ہے کہ جسکا بیان نہین اگر مناظرہ ہے تو اسی مسئلہ مین
اور تصانیف ہین تو اون مین اسی دعوی کے دلائل ولوازم پہر اونکو ردنصاری
کی نوبت ہی کہان آئی۔ براہین احمدیہ مین جو وعدہ کیا تھا اوسکا بھی ایفا نکر سکے
الحاصل جب یہہ مسئلہ نقلی ہے جس مین عقل کو کوی دخل نہین اور اون احادیث پر
جو اِس باب مین وارد ہین ایمان لایا گیا تو اونکے ظاہری معنی پر ایمان لانے سے
اہل ایمان کیون روکے جاتے ہین حالانکہ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۹۶ مین

خود لکھتے ہین کہ نصوص کو ظاہر پر حمل کرلنے پر اجماع ہے"۔ اب ان امور کو پیش نظر رکھکر غور کیجئے کہ جو عیسی علیہ السلام کی علامات احادیث مین وارد ہین اونسے مرزا صاحب کو کیا تعلق ہے۔

(۱) دمشق مین مینار کے پاس عیسی علیہ السلام کا آسمان سے اترنا۔ اس حدیث کو مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام مین نقل کیا لیکن اوس کے ساتھہ ہی یہہ بھی لکھدیا کہ اوس سے مراد قادیان ہے اور وہان ایک مینار اس غرض سے تیار کردیا کہ اگر دمشق نہین تو مینار ہی سہی جس سے ایک جز حدیث کا صادق آجائے۔

یہان یہہ امر غور طلب ہے کہ اس حدیث کو نیچرون نے جو نہ مانا اور مرزا صاحب نے مان لیا ان دونون مین کیا فرق ہے ادنی تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہی فرق ہے جو جہل بسیط اور جہل مرکب مین ہوا کرتا ہے۔

(۲) عیسی علیہ السلام کا حکم عادل ہونا جو اس روایت صحیح بخاری مین مصرح ہے۔

عن ابی ہریرہ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی یکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابو ہریرہ واقرؤا ان شئتم وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیمۃ یکون علیہم شہیداً۔ یعنے قسم ہے خدا کی کہ ابن مریم حاکم عادل ہوکر تم مین اترینگے اور صلیب کو توڑینگے اور خنزیر کو قتل کرینگے اور جزیہ اٹھا دینگے۔ اور اونکے زمانہ مین مال بہت ہو جائیگا کہ کوئی اوسکو

قبول نہ کریگا یہان تک کہ ایک سجدہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا ابو ہریرہ رہ
کہتے ہین کہ اگر چاہو اسکی تصدیق قران مین پڑھو کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ کل
اہل کتاب اوسوقت عیسی علیہ السلام پر اونکی موت سے پہلے ایمان لائینگے
اور وہ اوسپر گواہ ہونگے -

اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ عیسی علیہ السلام عادل ہونگے کسی پر ظلم نکرینگے
اور مرزا صاحب کے عدل کا حال آپنے دیکھہ لیا کہ اونکی سمدہن کے بہائی نے
جو اونکو لڑکی ندی تو اوسکا وبال اپنی بہو پر ڈالا اور اپنے فرزند کو طلاق پر
مجبور کیا میراث پدری سے خلاف شرع محروم کردیا اور اسکا کچھہ خیال نہ کیا
کہ حق تعالی فرماتا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخری کیا کسی ملت مین اسکو
عدل کہہ سکتے ہین - جب مرزا صاحب پر قوائے شہوانیہ اور غضبانیہ کا
اسقدر تسلط ہے کہ مہر پدری پر بھی وہ غالب ہین تو دوسرون کے ساتھہ
کیا عدل کرینگے -

اس حدیث مین اپنے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس عزم سے قسم کہاکر
فرماتے ہین کہ ابن مریم تم مین اترینگے - اور مرزا صاحب کہتے ہین کہ حضرت کو
اس کشف مین غلطی ہوی اب اہل ایمان غور کرین کہ معمولی آدمی بھی کسی بات پر
قسم کہانے مین کمال درجہ کی احتیاط کیا کرتا ہے اور ذرا بھی شک ہو تو اوسکا
ایمان قسم سے اوسکو روک دیتا ہے بخلاف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نعوذ باللہ
غلط بات پر بے دہڑک قسم کہالی اور عمر بھر اوسی غلطی پر رہے کیونکہ کسی حدیث
مین یہہ نہین ہے کہ حضرت نے رجوع کرکے یہہ فرمایا ہو کہ اوس کشف مین

مجھے غلطی ہوگئی تھی - یہ الزام مرزا صاحب جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا رہے ہیں اوس سے اونکا مقصود حضرت کے کشف اور اقوال کو بیاعتبار کر دینا ہے اسکے سوا جو جو تیاحتین اس مین لازم آتی ہین اونکی تفصیل کرنے مین ہمارا قلم یارا نہین دیتا - ایک عقلمند ادنی تامل سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ کس درجہ کا حملہ ہے پھر یہ حملہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر نہین ہے حق تعالی پر بھی ہے کہ ایسے مکرم اور معصوم نبی پر ایک ایسی بات منکشف کر دی جو غلط تھی اور نعوذ باللہ اوس سے اتنا بھی نہو سکا کہ اوس غلطی کی اصلاح کر دیتا - اب اہل دانش اندازہ کر سکتے ہین کہ مرزا صاحب کا ایمان خدا اور رسول پر کس قسم کا ہے اور ایسے ایمان کو ایمان کہا ہو سکتا ہے یا نہین -

(۳۳ و ۳۴) صلیب کو توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا جیسا کہ بخاری کی روایت مذکورہ سے ثابت ہے مرزا صاحب نے ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۸۴ مین لکھا ہے کیا ان احادیث پر اجماع ہو سکتا ہے کہ مسیح آکر جنگلون مین خنزیرون کا شکار کھیلتا پھریگا - اور کسی مقام مین لکھا ہے کہ کیا اونکا یہی کام ہوگا کہ صلیبون کو توڑتے اور خنزیرون کو قتل کرتے پھرینگے - اور اوسکے صفحہ (۸۱) مین لکھتے مین کہ مراد اس سے یہ ہے کہ مسیح دنیا مین آکر صلیبی مذہب کی شان و شوکت کو اپنے پیرون کے نیچے کچل ڈالیگا اور اون لوگون کو جن مین خنزیرون کی بیحیائی اور نجاست خواری ہے اونپر دلائل کا ہتھیار چلا کر اون سب کا کام تمام کر دیگا اس سے ضمناً مرزا صاحب کا دعوی بھی معلوم ہوا کہ انہون نے صلیبی مذہب کی شان و شوکت کو اپنے پیرون کے نیچے کچل ڈالا اور نصاری کے ولایتی

کام تمام کر دیا۔ مگر قصہ آتھم کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ انہون نے نصاری کے مقابلہ مین اسلام ھی کا کام تمام کر ڈالا تھا خیر گذری کہ اہل اسلام نے عملی طور پر اونکو اسلام سے خارج کر دیا ورنہ اسلام پر برا اثر پڑتا جسکا حال اوپر معلوم ہوا پہر یہہ بات ابتک معلوم نہین ہوی کہ مرزا صاحب کی دلائل سے عیسائی مذہب کی شان و شوکت مین کیا فرق آگیا۔ پادریون کے حملے جیسے پہلے تھے اب بھی ہین اور جس طرح پہلے اونکی قومی ترقی تھی اب بھی جاری ہے غرض کہ کسر صلیب کے معنی کو مرزا صاحب نے گو بدل دیا مگر اوس سے بھی وہ منتفع نہین ہو سکتے اسیطرح قتل خنزیر کا یہہ حال ہے کہ عیسائیون کو خنزیر قرار دیا اور قتل سے مراد اونکا رد لیا مگر یہہ قتل بھی اونسے نہو سکا بلکہ سچ پوچھئے تو مسٹر آتھم صاحب ھی نے اونکو قتل کر ڈالا جسکے مقابلہ مین وہ دم نہ مار سکے۔

مرزا صاحب قتل خنزیر کے معنی مین جو مسلمانون پر الزام لگاتے ہین وہ اونکی نا فہمی ہے کوی مسلمان اسکا قائل نہین کہ عیسی علیہ السلام خنزیرون کا شکار جنگلون مین کرتے اور صلیبون کو توڑتے پہرینگے۔ اگر مرزا صاحب کنایہ کی حقیقت سمجھے ہوتے تو یہہ اعتراض کبھی نکرتے۔ مسلمانون نے کسر صلیب اور قتل خنزیر کا مطلب یہہ سمجھا ہے کہ عیسی علیہ السلام کے زمانہ مین نصاری مغلوب ہو جائنگے۔ اسلئے کہ صلیب اونکا شعار دین ہے اور خنزیر نہایت مرغوب الطبع ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ ہر شخص ان دونون قسم کی چیزون کو نہایت دوست رکہتا ہے اور اونکی حفاظت مین جان کی بھی پروا نہین کرتا پہر ایسی چیزون کو اگر کوی تلف کر ڈالے اور وہ منہ دیکہتا رہے اور کچھہ نکر سکے تو

یھہ سمجھا جائیگا کہ وہ شخص نہایت مغلوب ہے۔ مرزا صاحب اسکا تجربہ کرلین کسر صلیب اور قتل خنزیر تو درکنار ذرا بُری نگاہون سے ان اشیا کو دیکھہ تو لین جس سے معلوم ہو کہ اوسکا انجام کیا ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے عیسیٰ علیہ السلام کو وہ قوت و شوکت حاصل ہوگی کہ کسیکی صلیب کو علانیہ توڑ دینگے اور خنزیر کو قتل کر ڈالینگے اور کوئی مزاحم نہوسکیگا۔ یھہ اونکے کمال شوکت اور غلبہ کی دلیل ہے یہی وجہ ہے کہ آخر یہان تک نوبت پہنچ جائیگی کہ سوا اسلام کے کوئی دین باقی نرہیگا۔ کل نصاریٰ مسلمان ہوجائینگے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاِن مِن اَهلِ الکِتَابِ اِلَّا لَیُؤمِنَنَّ بِهِ قَبلَ مَوتِهِ اور حدیث شریف مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویہلک اللہ فی زمانہ (ای زمان عیسیٰ علیہ السلام) الملل کلہا الا الاسلام رواہ احمد وابوداود یعنے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین سوائے اسلام کے کوئی دین باقی نرہیگا الحاصل کسر صلیب اور قتل خنزیر عیسیٰ علیہ السلام کی علامت مختصہ ہے کسی طور سے یھہ علامتین مرزا صاحب مین نہین پائے جاسکتین۔

(۵) وضع جزیہ جو بخاری شریف کی حدیث مین مذکور ہوا۔ یھہ علامت بھی مرزا صاحب مین ہرگز نہین پائی جاسکتی اور نہ اوسکے پائے جانے کی توقع ہے اسلئے کہ اگر بالفرض اونکی حکومت اونکے مریدون پر فرض کی جائے تو بجائے اسکے کہ وہ جزیہ موقوف کرتے اونسے جزیہ جس قسم کا ممکن ہے برابر وصول کرنے مین جیسا کہ اخبار الحکم وغیرہ سے ظاہر ہے اور اگر جزیہ سے مراد وہ رقم ہے کہ خاص کافرون سے لیجاتی ہے تو ہندوستان مین اوسکا وجود ھی نہین اور نہ یھہ توقع ہے کہ

مرزا صاحب کی موت سے پہلے اوسکا رواج ہوا اسلئے اوسکا موقوف کرنا کسی طرح
صادق نہین آسکتا۔ اِس حدیث شریف سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا صاحب
نے جو دمشق کو قادیان اور اپنے کو عیسیٰ موعود قرار دیا ہے وہ غلط ہے
اسلئے کہ اگر وہ عیسیٰ ہوتے تو جزیہ موقوف کردیتے اور وہ ممکن نہین بخلاف
عیسیٰ علیہ السلام کے جب دمشق مین اترینگے جزیہ موقوف کردینگے جبکا رواج
وہان موجود ہے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام تک بھی جاری رہیگا جس سے
یہہ علامت بھی پوری ہوگی۔
(۶) مال بے حساب تقسیم کرنا۔ جیسا کہ حدیث بخاری مین مذکور ہوا۔ اور
مسلم شریف مین ہے ولیدعن الی المال فلا یقبلہ احد۔ اور مسند امام احمد و بخاری
و مسلم و ترمذی مین ہے کہ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد اور نیز بخاری و مسلم مین ہے
یکثر فیکم المال فیفیض حتی یہم رب المال من یقبل صدقتہ فیقول الذی یعرضہ
علیہ لا ارب لی بہ اور روایت مسلم مین ہے یکون فی آخر الزمان خلیفہ یقسم المال
ولا یعدہ یہہ کل حدیثین مرفوع ہین اور اس مضمون کی کئی روایتین وارد ہین
جنکا مضمون یہہ ہے کہ قیامت کے قریب مال بکثرت ہوگا اور زمین سے
خزانے اُبلنے لگینگے اور مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام بے حساب تقسیم کرینگے
یہان تک کہ اوسکے لینے کے لئے جسکو بلائینگے وہ یہی کہیگا کہ مجھے حاجت نہین۔
مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۵۶ مین آیہ شریفہ فبذلک فلیفرحوا ہو خیر
مما یجمعون اِسکا ترجمہ لکھتے ہین کہ اونکو کہدے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے
قرآن بیش قیمت مال ہے اسکو تم خوشی سے قبول کرو.. یہہ اسبات کی طرف

اشارہ ہے کہ علم و حکمت کے مانند کوئی مال نہین یہہ وہی مال ہے جسکی نسبت
پیشگوئی کے طور لکہا تہا کہ مسیح دنیا مین آکر مال کو اس قدر تقسیم کریگا کہ لوگ
لیتے لیتے تہک جاینگے۔ یہہ نہین کہ مسیح درم و دینار کو جو بمصداق آیت
انما اموالکم و اولادکم فتنہ ہے جمع کریگا اور دانستہ ہر ایک کو مال کثیر دیکر
فتنہ مین ڈالدیگا۔

مرزا صاحب نے دیکہا کہ ہر کس و ناکس کے زبان زد ہے کہ اینہمہ شکل برائے اکل
ایک مدت تک جان فشانی کرکے عیسویت پیدا کی گئی اور اقسام کی تدبیرون
سے روپیہ کمایا گیا مثلاً مینارا ور مسجد اور مدرسہ کی تعمیر پیش کرکے۔ خط
وکتابت و مہانداری کی ضرورتین بتلاکے۔ کتابون کی تصنیف و اشاعت
کے ذریعہ سے۔ تصویرین بکواکر غرض کہ جو روپیہ بڑی بڑی مشقتون سے
جمع کیا گیا اپنی اور اپنے پس ماندگون کی ضرورتون اور اسباب راحت مین
صرف نکرکے عیسویت کے لحاظ سے مفت تقسیم کردینا کوئی عقل کی بات نہین
اسلئے بچاؤ کی یہہ تدبیر نکالی کہ عیسیٰ جو مال تقسیم کریگا وہ یہہ مال نہین جو لوگ
خیال کرتے ہین بلکہ وہ مال قرآن ہے فی الحقیقت مال کا بے دریغ اس طرح
راہ خدا مین خرچ کردینا مشکل کام ہے اور یہہ مال کی جگہہ قرآن خرچ کرنا صرف
مرزا صاحب ہی کی رائے نہین قدیم زمانہ مین بھی بعض لوگون کی یہی رائے
تھی چنانچہ سعدی رح فرماتے ہین۔

اگر الحمد گوئی صد بخواند | بدیناری چو خر در گل بماند

مرزا صاحب نے قرآن کو مال اس قرینہ سے بنایا کہ آیۂ موصوفہ مین قرآن

کی تفصیل مال پر دی گئی کما قال تعالی وہو خیر مما یجمعون مگر یہہ استدلال صحیح نہین اسلئے کہ یہہ بھی قرآن شریف مین ہے لمغفرۃ من اللہ ورحمۃ خیر مما یجمعون یعنے خدا کی مغفرت اور رحمت اوس مال سے جو وہ جمع کرتے ہین بہتر ہے مرزا صاحب کے استدلال کی بنا پر یہان بھی یہہ کہنا پڑیگا کہ مغفرت بھی مال ہے حالانکہ اس کا کوی قائل نہین ہوسکتا۔ غرض کہ قرآن کے علوم کو مال نہین کہہ سکتے اس صورت مین جن احادیث مین صراحۃً وارد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بے حساب مال تقسیم کرینگے اوس سے یہہ مراد نہین ہوسکتی کہ وہ علوم قرآنیہ تقسیم کرینگے۔

البتہ بادی النظر مین مرزا صاحب کا یہہ اعتراض ٹھیک معلوم ہوتا ہے کہ مال تقسیم کرنے کے لئے اوسکا جمع کرنا بھی ضرور ہے حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کی یہہ شان نہین کہ مال جمع کرین۔ اگرچہ اسکا جواب یہہ ہوسکتا ہے کہ جب مرزا صاحب کو عیسویت کا دعوی ہے تو پہر وہ اقسام کی تدبیرون سے مال جسکو خود فتنہ کہتے ہین کیون جمع کرتے ہین مگر تحقیقی جواب اوس شبہ کا یہہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مال جمع کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی بلکہ اوس زمانہ مین مال زمین سے ابلیگا جیسا کہ احادیث موصوفہ مین ویفیض المال تصریح موجود ہے یہان بھی مرزا صاحب نے دہوکا دیا۔

مرزا صاحب جو فرماتے ہین کہ مسیح اتنا مال یعنے علوم قرآنیہ تقسیم کریگا کہ لوگ لیتے لیتے تہک جائینگے اور ایک مقام مین یہہ بھی فرماتے ہین کہ مین وہ مال اتنا تقسیم کرونگا کہ لوگ لے نہ سکینگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے معتقدین

اس مصنوعی مال سے اتنا سرمایہ علمی حاصل کرلینگے کہ اوس سے زیادہ کی ضرورت نہ ہونگی۔ مگر حدیث شریف مین یہہ ہے لیدعن الی المال فلا یقبلہ احد یعنے وہ لوگ مال لینے کے لئے بلائے جائینگے مگر کوی اوس کو قبول نکریگا جسکا مطلب یہہ ہوا کہ وہ لوگ اوس سے اعراض کرینگے اور ظاہر ہے کہ علوم قرآنیہ سے اعراض کرنا دلیل کفر ہے۔ اہل اسلام تو بلحاظ آیہ شریفہ وَقُل رَّبِّ زِدنِی عِلمًا ہمیشہ زیادتی علم کے طالب رہا کرتے ہین بخلاف اسکے مال سے اعراض کرنا کوی بری بات نہین بلکہ شرعاً ممدوح ہے الغرض مال بمعنی علم ہو نہین سکتا۔

مرزا صاحب نے مال کی جو توہین کی ہے کہ وہ فتنہ ہے اور مسیح مال دیکر لوگون کو فتنہ مین کیون ڈالیگا معلوم نہین یہہ کس حالت مین انہون نے لکہدیا جس فتنہ کو گہر سے نکال دینا عیسویت کی شان سے بعید سمجھتے ہین اوسی فتنہ کو اقسام کی تدبیرون سے خود جمع کر رہے ہین اور قوم کے روبرو اپنی محتاجی بیان کرکے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہین کہ کچھہ امداد کرو جیسا کہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۵ سے ظاہر ہے اوسپر یہہ دعوی کہ مین عیسی ہون۔

شاید مرزا صاحب یہان یہہ بھی اعتراض کرینگے کہ زمین سے مال اوبلنا خلاف عقل ہے مگر یہہ اعتراض قابل توجہ نہین اسلئے کہ آخر زمین مین دفینے معدنین موجود ہین جن کو اکثر سلاطین ملاحی کرتے ہین اور خدا تعالی قادر ہے کہ اون ذخایر پر عیسی علیہ السلام کو مطلع فرمادے۔ اور اگر خدا تعالی کی قدرت ہی مین کلام ہے تو ہم اسکا جواب یہان نہ دینگے اون کتابون مین دینگے جہان بمقابلہ کفار صفات الہیہ ثابت کی جاتی ہین۔

الغرض مرزا صاحب مال سے مراد ان احادیث مین جو علوم قرآنیہ لیتے ہین وہ صحیح نہین بلکہ دراصل وہ ایک ایسی علامت عیسیٰ علیہ السلام کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی ہے کہ ہر مسلمان اوسکو دیکھتے ہی یقین کریگا کہ عیسیٰ علیہ السلام اترآئے - اور چونکہ مرزا صاحب کے زمانہ مین نہ مال اسقدر وفور سے ہے نہ وہ بے حساب تقسیم کرسکتے ہین بلکہ خود ہی لوگون سے وصول کرنے کی فکر مین دن رات مصروف ہین اس لئے یقیناً مسلمانون کو معلوم ہوگیا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہین ہوسکتے -

(۷) کل ادیان ہلاک ہوکر ایک دین اسلام باقی رہجانا - جیسا کہ روایت امام احمد اور ابی داؤد سے اوپر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - لیھلکن فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام بیان للناس مین فتح الباری سے ابن حجرؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے -

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۴۱ مین لکھتے ہین کہ اس زمانہ مین تحصیل علوم رہزن ہو رہی ہے ہمارے زمانہ کی نئی روشنی عجیب طور پر ایمان اور دیانت کو نقصان پہنچا رہی ہے - فلسفی مغالطات نے سادہ لوحون کو طرح طرح کے شبہات مین ڈالدیا ہے خیالات کی تعظیم کی جاتی ہے - حقیقی صداقتین اکثر لوگون کی نظر مین کچھہ حقیر سی معلوم ہوتی ہین - اور براہین احمدیہ مین لکھتے ہین کہ پادری لوگ ہمیشہ روز افزون ترقی کررہے ہین کہ ستائیس ہزار سے پانچ لاکھہ تک شمار کرستانون کا پہونچ گیا ہے - اور ظاہر ہے کہ اس تحریر کے بعد کرستان اور بھی بڑھ گئے -

اب دیکھئے کہ مرزا صاحب کا زمانہ اسلام کے حق مین کیسا منحوس ہے جس مین لامذہبی اور کفر کی روزافزون ترقی ہے جسکے خود وہ معترف اور شاکی ہین۔ کیا اس کھلے مشاہدہ کے بعد کسی مسلمان کو جسکو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور احادیث نبویہ پر ایمان ہے مرزا صاحب کے مسیح ہونے کا احتمال بھی ہوسکتا ہے۔ کیا عیسی موعود کا یہی کام ہے کہ کفر والحاد کی شکایت کرکے روپیہ جمع کرلے جیسا کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کی اشاعت مین بھی کام کیا کہ اس قسم کی تقریرین کرکے اوس کتاب کی لاگت سے دہ چند بلکہ اوس سے بھی زیادہ روپیہ وصول کرلیا اور آخر مین لکھدیا کہ ایک شب اپنے خیالات کی شب تاریک مین موسی علیہ السلام کی طرح سفر کررہا تھا کہ ایک دفعہ پردۂ غیب سے انی انا ربک کی آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہتی سو اب کتاب کا متولی و مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے اور معلوم نہین کہ کس اندازہ اور مقدار تک پہنچانے کا ارادہ ہے اور دین اسلام کا وہی حافظ ہے۔ مقصود یہہ کہ جتنے دلائل قایم کرنے کا وعدہ تھا اب اوسکی ضرورت نرہی اور دین کا خدا حافظ ہے۔ اگر پادری۔ لامذہب اور آریہ وغیرہ مسلمانون کی تعداد کہٹا دین اور کفر کی اشاعت کرین تو عیسی کو اوس سے کیا تعلق۔ اگر کوی کافر بھی ہوجاے تو مرزا صاحب صاف کہدینگے انی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العالمین۔

(۸) دشمنی بغض اور حسد کا دفع ہوجانا۔ جیسا کہ روایت صحیح مسلم سے ثابت ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیذہبن الشحناء والتباغض والتحاسد کنزالعمال ج ۷ نمبر ۲۱۲۶۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین ان صفات کا وجود بھی رہیگا
اسلئے کہ جب کل ادیان جاکر اسلام ہی اسلام رہجائیگا تو اصلی اخوت اسلامی
قایم ہوجائیگی۔

اب مرزا صاحب کی عیسویت کا دورہ بھی دیکھ لیجئے کہ جہان اسلام مین
بہتر فرقہ تھے انہون نے ایک فرقہ ایسا بنادیا کہ جسکو اون مین سے کسیکے ساتھ
تعلق نہین اور اس فرقہ کی یہہ کیفیت کہ تمام مسلمانون کا دشمن۔ ایک مسلمان
آج اپنے گھر مین خوشی سے بیٹھا ہے کہ کل مرزا صاحب کا منتر اوسپر اثر کرتے ہی
اپنے کنبے بہر کا دشمن ہوگیا اور طرفین سے سب وشتم اور زد وضرب کی نوبت
پہونچ رہی ہے۔ اور دونون فوجداری مین کھینچے جارہے ہین۔ اب مرزا صاحب
ہی انصاف سے کہدین کہ مسلمان اپنے نبی کی بات مان کر آپسے مسیح کا انتظار
کرین جس کے زمانہ مین اس علامت کا وقوع ہو یا آپکی بات مانکر اپنے نبی کی حدیث
کو جہوٹی ثابت کرین۔

(۹) باطنی اثر سے امن قایم ہوجانا اسطور پر کہ شیر اونٹون کے ساتھہ اور چیتے گائیون کے
ساتھہ اور بہیڑیے بکریون کے ساتھہ چرینگے اور لڑکے سانپون کے ساتھہ کھیلنگے

جیسا کہ مسند امام احمد اور مستدرک حاکم مین مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وتقع الامنۃ علی اہل الارض حتی ترعی الاسود مع الابل والنمور مع البقر والذیاب

مع الغنم ویلعب الصبیان بالحیات فلا یضرہم کنز العمال جلد (۷) نمبر ۲۱۴۲ و ۲۱۴۲

مرزا صاحب ازالہ الاوہام صفحہ ۵۹۴ مین لکھتے ہین کہ حضرت نے ایک دوسری پیشگوئی

بطور استعارہ کے فرمادی ہے کہ جب تم یہودی بن جاؤگے تو تمہارے حال کے

مناسب حال الیساھی ایک مسیح تم مین سے حق دیا جاویگا اور وہ تم مین حکم ہوگا اور
تمہارے کینہ و بغض کو دور کریگا شیر و بکری کو ایک جگہہ بٹہاویگا اور سانپون کے زہر نکال دیگا اور بچے تمہارے
سانپون اور بچہون سے کہیلینگے اور انکے زہر سے ضرر نہین اٹہاوینگے یہہ تمام اشارات اسی بات کی طرف ہین
کہ جب مذہبی اختلافات دور ہو جاوینگے تو ایکدفعہ فطرتی محبت کا چشمہ جوش
ماریگا اور تعصب کے زہر نکل جاوینگے اور ایک بہائی دوسرے بہائی پر نیکی
کریگا اور سب مل کر کوشش مین لگینگے کہ اسلام کو بڑہایا جاوے اور مسلمانون
کی کثرت ہو جیسا کہ آج کل کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمانون کو جہان تک ممکن ہے
کم کر دیا جاوے اور بدسرشت مولویون کے حکم و فتوے سے دین اسلام
سے خارج کر دئے جائین اور اگر ہزار وجہ اسلام کی پائی جاوے تو اوس سے
چشم پوشی کر کے ایک بیہودہ اور بے اصل وجہ کفر کی نکال کر ایسا کافر ٹہیرا
دیا جاوے کہ گویا وہ ہندوون اور عیسائیون سے بدتر ہے اور یہہ سب
ملا یون کہو کہ ایک دوسرے کو کہانے والے کیڑے ہین الخ

پہلے مرزا صاحب کی مسیحائی پر اون حالات کو جو احادیث موصوفہ مین وارد
ہین انہی کی تقریر کے موافق تطبیق کر کے دیکہہ لیجئے۔ مسلمان تو بقول اونکے
یہودی ہو گئے اور مرزا صاحب مسیح ہین۔ ضرور تہا کہ مرزا صاحب کل
مسلمانون سے تعصب کا زہر نکالدیتے اور کل اہل اسلام مل کر اسلام بڑہانے
کی کوشش کرتے جیسا کہ انہون نے لکہا ہے مگر ابتک اسکا ظہور نہوا جس وقت
یہہ تقریر مرزا صاحب نے کمال فخر سے کی ہوگی خوش اعتقاد لوگ امنا وصدقنا
کہکر دل مین خوش ہوتے ہونگے کہ مرزا صاحب کا وجود نعمت غیر مترقبہ ہے

جہان تک ہوسکے دل سے اونکی تائید کی جاے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ براہین احمدیہ کو
لوگون نے سو سو روپیہ دیکر خریدا مگر اونکو نادم ہونا پڑا کہ پچیس تیس سال سے
بلکہ جب سے مرزا صاحب کا خیال اسطرف ہوا تھا ابتک پچاس سال سے بھی زیادہ
عرصہ گذر چکا ہے اس مدت مین بجاے اسکے کہ تعصب مذہبی دور ہو جاتا
اونکے طفیل سے ایک نیا تعصب ایسا قایم ہو گیا ہے کہ اوسکا اٹھنا اونکے بعد
بھی بظاہر ممکن نہین معلوم ہوتا۔ مرزا صاحب کا اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ اگر ہمارے
رستے ہین اور چل چلاو کی فکر مین ایسے پڑ گئے ہین کہ وہ گرم جوشیان بھی جاتی رہین
کیا اب بھی توقع ہے کہ مرزا صاحب کل مسلمانون کو ایک کرکے کفار کے مقابلہ
مین کھڑے کر دینگے۔ ہرگز نہین مگر خوش اعتقادون پر تعصب مذہبی اب ایسا
مسلط ہو گیا ہے کہ وہ اب بھی مرغی کی ایک ٹانگ کہے جائینگے۔ اسیوجہ سے
آدمی کو ضرور ہے کہ سوچ سمجھکر بہت احتیاط سے کوئی مذہب اختیار کرے۔
کیونکہ اختیار کرنے کے بعد تعصب کی دیوار آگے پیچھے ایسی سد ہو جاتی ہے کہ
اوسکا توڑنا مشکل ہو جاتا ہے کما قال تعالیٰ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ
سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا

مرزا صاحب مولویون کی شکایت کرتے ہین کہ مسلمانون کو وہ کافر کرتے ہین
انصاف سے دیکھا جاے کہ مولویون نے صرف چند قادیانیون کو مسلمانون سے
خارج کر دیا تھا۔ مرزا صاحب نے تو کروڑہا مسلمانون کو اسلام سے خارج
کر دیا جنکے اعتقاد قرآن و حدیث اور اجماع کے مطابق ہین۔ اور اپنی قوم کو صاف
حکم دیدیا کہ کسی مسلمان کے پیچھے نماز نہ پڑہین اور اونسے من جمیع الوجوہ اجتناب اور

مفارقت اختیار کرین اور وجہ اوسکی صرف یہی کہ مرزا صاحب پر ایمان نہین لاتے
اب غور کیا جاے کہ چند قادیانیون کو کروڑہا مسلمانون کے ساتھہ کیا نسبت ہے
پھر جب چند قادیانیون کو خارج کرنے سے علماے اسلام بدسرشت اور ایک دوسرے
کو کہانے والے کیڑے قرار دے گئے تو مرزا صاحب کا لقب واقع مین کیا ہوگا
اور جو وجہ انہون نے مسلمانون کو اسلام سے خارج ہونے کی قرار دی ہے وہ
کس درجہ کی بیہودہ اور بے اصل سمجھی جاے —
مرزا صاحب نے بہیڑ بکریان وغیرہ الفاظ حدیث کے معنے جو مجازی لئے ہین
اوسکی وجہ ظاہر ہے کہ اونکے نزدیک ممکن نہین کہ بہیڑ بکری کو اور شیر اونٹ
کو نہ کہاے اور درندے اپنی صفت درندگی کو چہوڑدین کیونکہ مجازی معنے
اوسیوقت لئے جاتے ہین جب حقیقی معنی نہ بن سکین - اب یہہ دیکہنا چاہئے کہ
حقیقی معنی ان الفاظ کے کیون نہین بن سکتے - اگر مرزا صاحب یہہ کہین کہ عادت
کے خلاف ہے تو وہ مسلم ہے لیکن مسلمانون کے بلکہ حکما کے بھی نزدیک یہہ بھی تو
مسلم ہے کہ انبیا اور اولیا سے خلاف عادت امور بھی ظاہر ہوا کرتے ہین - اور
اگر یہہ کہین کہ حیوانات کے مقتضاے طبع کا دور کرنا خدا کی قدرت مین بھی نہین ہے
تو پھر اونکے کفر مین شک کیون کیا جاے - اور یہہ تو ظاہر ہے کہ جب خداتعالی کی
خالقیت کے قائل ہوگئے تو اسکو ماننا پڑیگا کہ جسنے اونکو صفت سبعیت دی
ہے وہ اوسکو سلب بھی کرسکتا ہے مرزا صاحب کی اس تقریر سے مستفاد ہوتا ہے
کہ نہ اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا اعتبار ہے نہ خداتعالی کی قدرت
کا یقین پھر اونسے اس بارہ مین گفت وگو ہی کیا -

آنکس کہ زقرآن و خبر زو نرہی — اینست جوابش کہ جوابش ندہی

ہم اپنے ہم مشربون سے خیر خواہانہ کہتے ہین کہ اس قسم کی تقریرون سے اپنے
ایمان کو صدمہ نہ پہونچنے دین اور قرآن و حدیث کے مقابلہ مین کسی کی بات نہ سنین
عیسی علیہ السلام کے زمانہ کی نسبت تو خاص خاص اہتمام منظور الہی مین جنکی خبرین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتصریح دی ہین - تاریخ الخلفا مین امام سیوطی رح
نے مالک ابن دینار وغیرہ اکابر دین کے چشم دید واقعات نقل کئے ہین کہ عمر ابن
عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ مین بہیڑ بکریون کے ساتھہ چرا کرتے تھے -
الحاصل مرزا صاحب نے صرف اپنی عیسویت جمانے کی غرض سے یہہ کام کیا کہ
جتنے خوارق عیسی علیہ السلام کی خبرین نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہین سب مین
تاویلین کرکے اونکی وقعت کہو دی اور اونکو معمولی باتین قرار دیکر اپنے پر منطبق کر لیا
اگر غور سے دیکہا جاے تو اسکی نظیرین امم سابقہ مین بہی مل سکتی ہین دیکہیے حق تعالی
قرآن شریف مین خبر دیتا ہے أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ
آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا
أُحْيِي وَأُمِيتُ واقعہ یہہ ہے کہ لوگ غلہ لینے کے لئے نمرود کے پاس جاتے
تھے اور اوسکی عادت تہی کہ اونسے پوچہتا کہ تمہارا رب کون ہے اگر وہ کہتے کہ
تو ہی ہمارا رب ہی تو اونکو غلہ دیتا ایکبار ابراہیم علیہ السلام بہی ضرورۃً اوسکے
پاس گئے اور اسنے حسب عادت آپ سے بہی پوچہا کہ تمہارا رب کون ہے اپنے
فرمایا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اوسنے کہا یہہ صفت تو
مجہمین بہی ہے جسکو چاہتا ہون مار ڈالتا ہون اور جسکو چاہتا ہون زندہ چہوڑ دیتا ہون

چنانچہ دو شخصون کو ملاکر ایک کو قتل کر ڈالا اور ایک کو زندہ چھوڑ دیا یہہ واقعہ تفسیر در منثور
مین امام سیوطی رح نے ذکر کیا ہے۔
دیکھئے صفت احیا و اماتت جو خاصہ باری تعالی ہے اوسکی تاویل کر کے نمرود نے ایک
معمولی بات بنا دی اور اپنے پر منطبق کر لیا جس طرح مرزا صاحب کر رہے ہین۔
مرزا صاحب نے مسلمانون کی نسبت تو فرمادیا کہ وہ یہود بن گئے مگر افسوس ہے
کہ اپنی حالت کو ملاحظہ نہین فرمایا کہ کیا بن گئے۔ اگرچہ اونکو اعتراف ہے کہ وہ یہودیون
کے مثل ہین جیسا کہ عبارت مذکورہ مین لکھتے ہین (جب تم یہودی بن جاؤگے تو تمہارے
مناسب حال ایسا ہی ایک مسیح تم مین سے دیا گیا) مگر ان تقریرون سے ظاہر ہے
کہ اسی پر اکتفا نہین۔
بہرحال یہہ علامتین جو صحیح حدیثون مین وارد ہین مرزا صاحب کے زمانہ مین صادق
نہین آسکتین اس وجہ سے وہ مسیح موعود ہو نہین سکتے۔
(۱۰) شب معراج خود عیسی علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ دجال
کے قتل کے لئے مین مامور ہون اور زمین پر اتر کے مین ہی اوسکو قتل کرونگا۔
جیسا کہ امام احمد رح اور ابن ابی شیبہ اور سعید بن منصور اور بیہقی نے روایت کی ہے
عن ابن مسعود رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیت لیلۃ اسری بی ابراہیم
وموسی وعیسی علیہم السلام فتذاکروا امر الساعۃ فردوا امرہم الی ابراہیم فقال لا علم
لی بہا فردوا امرہم الی موسی فقال لا علم لی بہا فردوا امرہم الی عیسی فقال اما وجبتہا
فلم یعلم بہا احد الا اللہ وفیما عہد الی ربی ان الدجال خارج ومعی قضیبان فاذا رانی
ذاب کما یذوب الرصاص فیہلکہ اللہ اذا رانی الحدیث یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے کہ شب معراج مجہسے ابراہیم اور موسی و عیسی علیہم السلام سے ملاقات ہوی
اثنائے گفت وگو مین قیامت کا ذکر آیا ہم سب نے ابراہیم علیہ السلام سے اوسکا
حال دریافت کیا انہون نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اسیطرح موسی علیہ السلام نے بھی اپنی
لاعلمی ظاہر کی مگر عیسی علیہ السلام نے کہا کہ یہہ تو سوا خداتعالی کے کوی نہین جانتا
کہ وہ کب ہوگی مگر مین اتنا جانتا ہون کہ دجال نکلنے والا ہے اور خداتعالی نے
مجہے معلوم کرادیا ہے کہ اوسوقت میرے ساتھہ دو چہڑیان ہونگی جب وہ مجہے
دیکہیگا تو سیسے کی طرح پگلنے لگیگا۔
مولوی محمد عبد اللہ صاحب شاہجہان پوری نے شفاء للناس مین فتح الباری سے
نقل کیا ہے کہ یہہ حدیث مسند امام احمد اور ابن ماجہ اور مستدرک حاکم مین ہے اور حاکم
نے کہا یہہ حدیث صحیح ہے۔ اور ابن ماجہ کی روایت مین یہہ ہے کہ عیسی علیہ السلام
نے دجال کے نکلنے کا حال کہکر کہا کہ مین اوسوقت اترونگا اور اوسکو قتل کرونگا۔
اس صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ خود عیسی علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیان کیا کہ خداتعالی نے پہلے سے مجہے دجال کے قتل کے لئے معین فرمادیا ہے
اور مین زمین پر اترکر اوسکو قتل کرونگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو صرف کشف ہی سے عیسی علیہ السلام کے نزول کا حال معلوم نہین ہوا تھا بلکہ خود
عیسی علیہ السلام کی زبان سے حضرت سن چکے تھے۔ اس سے وہ احتمال بھی جاتا
رہا جو مرزا صاحب نے کہا تھا کہ اس کشف مین حضرت کو نعوذ باللہ غلطی ہوی ہے
مرزا صاحب غالباً یہان یہہ شبہہ پیش کرینگے کہ ان انبیا کے مقامات ایک
آسمان پر نہین پہر سب کا اتفاق اور مجمع ایک جگہہ کیسے ہوا۔ مگر اہل اسلام کے

نزدیک ایسے رکیک شبہات قابل توجہ نہین اسلئے کہ اولیاء اللہ کو اس عالم مین یہہ بات حاصل ہے کہ وقت واحد مین متعدد مقامات مین رہ سکتے ہین۔ جیساکہ امام سیوطی کتاب المنجلی فی تطور الولی مین اسکو دلایل سے ثابت کیا ہے اور اولیاء اللہ کے تذکرون مین اسکی نظایر بکثرت موجود ہین —

الحاصل اس حدیث کے دیکہنے کے بعد اہل ایمان کو اس مین کوی شبہ نرہیگا کہ مرزا صاحب نے اپنی عیسویت ثابت کرنے کے لئے جتنے تمہیدات کی ہین کہ خدانے میرا نام عیسیٰ رکہا ابن مریم رکہا اور یہہ کہا اور وہ کہا سب سخن سازیان اور افترا ہین۔ اور کوی الہام اونکا اس قابل نہین کہ اس حدیث کے مقابلہ مین آسکے —

مرزا صاحب نے مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی کے مقابلہ مین جو تقریر کی ہے الحق الصریح صفحہ ۱۰ فی حیوۃ المسیح مین بلفظہ لکہا ہے اوس تقریر مین مرزا صاحب فرماتے ہین۔ فرض کرو کہ وہ قرات بقول مولویصاحب کے ایک ضعیف حدیث ہے مگر آخر حدیث تو ہے یہہ تو ثابت نہین ہوا کہ وہ کسی مفتری کا افترا ہے۔ مولویصاحب پر فرض تہا کہ قرات شاذہ قبل موتہم کے رادی کا صریح افترا ثابت کرتے اور یہہ ثابت کرکے دکہلاتے کہ یہہ حدیث موضوعات مین سے ہے مجرد ضعف حدیث کا بیان کرنا اوسکو بکلی ثبوت سے روک نہین سکتا۔ امام بزرگ حضرت ابو حنیفہ فخر الائمہ سے مروی ہے کہ مین ایک ضعیف حدیث کے ساتھہ بھی قیاس کو چہوڑ دیتا ہون۔ اب کیا جس قدر حدیثین صحاح ستہ مین ہین بباعث بعض راویون کے قابل جرح یا مرسل اور منقطع الاسناد ہین وہ بالکل پایۂ اعتبار سے خالی اور بے اعتبار محض ہین اور کیا محدثین کے نزدیک موضوعات کے برابر

سمجھی گئی ہین۔

مرزا صاحب کو جب ضعیف حدیث کے ساتھہ یہہ خوش اعتقادی ہے تو یہہ حدیث جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسی علیہ السلام کا بیان مذکور ذکر فرمایا ہے وہ تو صحیح ہے جسکی صحت کی تصریح اکابر محدثین نے کردی ہے اوسکو وہ ضرور مانتے ہونگے مگر انکی تقریرون سے ثابت ہے کہ وہ اوسکو نہین مانتے۔

مرزا صاحب اپنے استدلال کے وقت جو ضعیف حدیث کے ماننے پر ہمکو مجبور کرتے ہین اور خود حدیث صحیح بھی نہین مانتے اِس سے ظاہر ہے کہ وہ ہمکو مسلمان سمجھتے ہین اور خود کو دائرہ اسلام سے خارج اگر مسلمانون کا یہودی بن جانا اور اپنا مسلمان ہونا اونکے نزدیک ثابت ہوتا تو اسپر کبھی اصرار نکرتے کہ ضعیف حدیث بھی نبی کی ہم لوگ مان لین اور خود صحیح حدیث بھی نہ مانین۔ اور اس سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانون کو جو انہون نے یہود قرار دیا تھا اور اپنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی وہ قطع نظر اسکے کہ واقع کے خلاف ہے خود بھی اپنی غلط بیانی کے معترف ہین۔ اِس موقع مین ہم نہایت خوشی سے اِس بات کو قبول کرتے ہین کہ اپنے نبی کی ضعیف حدیث بھی قابل تسلیم ہے۔ مگر مرزا صاحب کو کوئی حق نہین کہ اسکا الزام ہم پر لگادین کیونکہ مسائل جزئیہ مین ہر دین والا اپنے نبی کے قول پر عامل ہوتا ہے دوسری ملت والا شخص اون مین مباحثہ کا مجاز نہین بلکہ اگر مناظرہ ہو تو امور کلیہ مین ہوگا کہ پہلے ہر شخص اپنا دین واجب الاتباع ثابت کرے۔ اب مرزا صاحب سے اگر بحث ہو تو ہم اپنا دین ناسخ ثابت کرین اور مرزا صاحب اپنا دین اور ان جزئیات سے کوئی تعلق نہو۔ اگر مرزا صاحب اپنے کو دائرۂ اسلام مین داخل کرنا چاہتے ہین جیسا کہ

بمقتضائے وقت اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہین تو چاہئیے کہ اِس حدیث
صحیح کو مان لین اور دعوی عیسویت سے توبہ کرین ورنہ یہہ الزام رفع نہین ہو سکتا،
الحاصل مرزا صاحب اِس حدیث کو مانین یا نہ مانین مسلمانون کے نزدیک
مرزا صاحب اِس صحیح حدیث کی رو سے مسیح موعود ہرگز ہو نہین سکتے
(۱۱ و ۱۲) عیسی علیہ السلام کا دجال کو باب لُد پر قتل کرنا - اور اونکے
دم سے کفار کا مرجانا جو اِس روایت سے ظاہر ہے جو مسلم شریف مین ہے
عن النواس ابن سمعان قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدجال ذات غداۃ
فخفض فیہ ورفع حتی ظنناہ فی طائفۃ النخل فلما رحنا الیہ عرف ذلک فینا
فقال ما شانکم قلنا یا رسول اللہ ذکرت الدجال غداۃ فخفضت فیہ ورفعت
حتی ظنناہ فی طائفۃ النخل فقال غیر الدجال اخوفنی علیکم ان یخرج وانا فیکم
فانا حجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرء حجیجہ نفسہ واللہ
خلیفتی علی کل مسلم - انہ شاب قطط عینہ طافئۃ کانی اشبہہ بعبد العزی بن
قطن فمن ادرک منکم فلیقرا علیہ فواتح سورۃ الکہف - انہ خارج خلۃ بین الشام
والعراق فعاث یمیناً وعاث شمالاً یا عباد اللہ فاثبتوا قلنا یا رسول اللہ
وما لبثہ فی الارض قال اربعون یوما یوم کسنۃ ویوم کشہر ویوم کجمعۃ وسایر ایامہ
کایامکم قلنا یا رسول اللہ فذلک الیوم الذی کسنۃ اتکفینا فیہ صلوۃ یوم
قال لا اقدروا لہ قدرہ قلنا یا رسول اللہ وما اسراعہ فی الارض قال کالغیث
استدبرتہ الریح فیاتی علی القوم فیدعوہم فیومنون بہ ویستجیبون لہ فیامر
السماء فتمطر والارض فتنبت فتروح علیہم سارحتہم اطول ما کانت ذرًی

واسبغه ضروعا وامده خواصر ثم یاتی القوم فیدعوهم فیردون علیه قوله فینصرف عنهم
فیصبحون ممحلین لیس بایدیهم شی من اموالهم ویمر بالخربة فیقول لها اخرجی کنوزک
فتتبعه کنوزها کیعاسیب النحل ثم یدعو رجلا ممتلیا شبابا فیضربه بالسیف فیقطعه
جزلتین رمیة الغرض ثم یدعوه فیقبل ویتهلل وجهه ویضحک فبینما هو کذلک
اذ بعث الله المسیح ابن مریم علیه السلام فینزل عند المنارة البیضا شرقی دمشق
بین مهرودتین واضعا کفیه علی اجنحة ملکین اذا طاطا راسه قطر واذا رفعه تحدر
منه جمان کاللؤلؤ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسه الا مات ونفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه
فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله ثم یاتی عیسی الی قوم قد عصمهم الله منه فیمسح
عن وجوههم ویحدثهم بدرجاتهم فی الجنة فبینما هو کذلک اذ اوحی الله الی عیسی
علیه السلام انی قد اخرجت عبادا لی لا یدان لاحد بقتالهم فحرز عبادی الی الطور
ویبعث الله یاجوج وماجوج وهم من کل حدب ینسلون فیمر اوائلهم علی بحیرة طبریة
فیشربون ما فیها ویمر آخرهم فیقولون لقد کان بهذه مرة ماء ویحصر نبی الله عیسی
علیه السلام واصحابه حتی یکون راس الثور لاحدهم خیرا من مائة دینار لاحدکم الیوم
فیرغب نبی الله عیسی علیه السلام واصحابه فیرسل الله علیهم النغف فی رقابهم فیصبحون فرسی کموت نفس واحدة
ثم یهبط نبی الله عیسی علیه السلام واصحابه الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع شبر الا ملاه زهمهم ونتنهم فیرغب
نبی الله عیسی علیه السلام واصحابه الی الله فیرسل الله علیهم طیرا کاعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حیث شاء الله
ثم یرسل الله مطرا لا یکن منه بیت مدر ولا وبر فیغسل الارض حتی یترکها کالزلفة
ثم یقال للارض انبتی ثمرتک وردی برکتک فیومئذ تاکل العصابة من الرمانة
ویستظلون بقحفها ویبارک فی الرسل حتی ان اللقحة من الابل لتکفی الفئام من الناس

واللقحة من البقرة لتكفي القبيلة من الناس واللقحة من الغنم لتكفي الفخذ من الناس

فبينما هم كذلك اذ بعث الله ريحا طيبة فتاخذهم تحت آباطهم فتقبض روح

كل مومن وكل مسلم ويبقى شرار الناس يتهارجون فيها تهارج الحمر فعليهم تقوم

الساعة رواه مسلم

یعنے نواس کہتے ہین کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر ایسے طور پر کیا کہ کچھہ دبی آواز سے فرمایا اور کچھہ بلند آواز سے جس سے ہمکو خیال ہوا کہ شاید نخلستان مین وہ آگیا جب ہم اوس طرف جانے لگے فرمایا کہ یعہ تمہاری کیا حالت ہے۔ ہمنے عرض کیا کہ آپنے ایسے طور پر دجال کا حال بیان فرمایا کہ ہمین اوسکے نخلستان مین آجانے کا گمان ہوگیا۔ حضرت نے فرمایا اوس سے زیادہ خوف دوسرے امور کا تمہاری نسبت مجھے ہے (یعنے ظالم اور گمراہ سلاطین کا جیساکہ دوسرے احادیث مین وارد ہے) اگر بالفرض دجال میرے وقت مین نکلے تو مین اوس سے گفت وگو کرکے قائل کردونگا اور اگر میرے بعد نکلے تو ہر شخص اوس سے بطور خود بحث کرے اور اللہ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے۔ مگر یاد رکھنے کی بات یعہ ہے کہ دجال جوان ہوگا اور اوسکے بال بہت بڑے ہوے ہونگے اور وہ عبد العزی بن قطن سکے ساتھہ کسیقدر مشابہ ہے۔ جو مسلمان اوسکو پاے سورۂ کہف کے شروع کی چند آیتین پڑھے اور یعہ بھی یاد رکھو کہ وہ شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور داہنے بائین فساد کا ہنگامہ برپا کردیگا۔ اے خدا کے بندو اوسوقت اپنے دین پر ثابت رہو۔ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کتنے روز زمین پر رہیگا فرمایا چالیس روز

مگر ایک دن ایک برس کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر اور
ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی ایام معمولی ہونگے ہمنے عرض کیا
یا رسول اللہ جو دن ایک برس کے برابر ہوگا اوس مین پانچ نمازین کافی ہونگی فرمایا نہین
اوقات کا اندازہ کرکے نمازین پڑہی جائین۔ پہر ہمنے عرض کیا اوسکی سرعت سیر کی کیا
کیفیت ہوگی فرمایا جس طرح ابر کو ہوا لے جاتی ہے۔ وہ کسی قوم مین جاکر انکو اپنے پر
ایمان لانے کو کہیگا جب وہ اوسپر ایمان لائینگے تو آسمان کو حکم کریگا کہ پانی برساوے
اور زمین کو حکم کریگا کہ سبزی اگائے جس سے جانور خوب ہی موٹے تازے ہوجائینگے
پہر دوسری قوم پر جاکر اونکو اپنی طرف مائل کریگا مگر وہ قبول نکرینگے وہان سے جب وہ
لوٹیگا تو اون لوگون پر قحط آجائیگا اور کسی قسم کا مال اون لوگون کے ہاتہہ مین باقی
نرہیگا۔ اوسکے بعد ایک ویرانہ پر گذریگا اور اوس سے کہیگا کہ اپنے خزانون کو نکالے
چنانچہ وہان کے خزانے اوسکے ساتہہ ہوجائینگے۔ پہر ایک شخص کو بلائیگا جو
کمال شباب مین ہوگا اور اوسکے دو ٹکڑے کرکے دورہ ورڈ لوادیگا پہر اوس جوان
مقتول کو بلائیگا چنانچہ وہ ہنستا ہوا اوسکی طرف جائیگا۔ غرض کہ وہ اس قسم کے
واقعات مین مشغول ہوگا کہ خداتعالی مسیح ابن مریم علیہ السلام کو بہیجیگا۔ وہ دمشق کی
شرقی جانب سفید منار کے پاس دو زرد چادرین پہنے ہوے دو فرشتون کی بازون پر
ہاتہہ رکہے ہوے اترینگے جب وہ سر جہکاوینگے اور اٹہاوینگے تو اونکے پسینے کے
قطرے مثل موتی کے ٹپکین گے۔
جس کافر کو اونکے دم کی بو پہنچ جائیگی تو ممکن نہین کہ وہ زندہ رہ سکے۔ پہر وہ
دجال کو ڈہونڈہکر لد کے دروازے پر جو بیت المقدس کے قریب ایک شہر ہے

قتل کر ڈالینگے - اوسکے بعد عیسیٰ علیہ السلام اوس قوم کی طرف جاینگے جنکو حق تعالیٰ
نے دجال کے فتنہ سے بچایا تہا اور شفقت سے اونکے منھ پر ہاتھ پہیر کر خوشخبری
درجات جنت کی دینگے جو اونکے لیئے مقرر ہین - اس اثنا مین حق تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام پر
وحی فرمائیگا کہ اب ہم نے اپنے ایسے بندون کو نکالا ہے جنکے مقابلہ کی کسی مین
طاقت نہین اسلیئے ہمارے پیارے بندون کو تم طور کی طرف لے جاؤ اسوقت
یاجوج ماجوج کو حق تعالیٰ زمین پر بہیجیگا جو ہر بلندی پر سے دوڑتے نظر آئینگے - انکی
کثرت کی یہہ کیفیت ہوگی کہ جب بحیرہ طبریہ پر اونکا گذر ہوگا تو اوسکا سب پانی
پی جاینگے جسکو دیکہکر اونکے پچہلے لوگ خیال کرینگے کہ شاید کسی زمانہ مین یہان
پانی تہا - اودہر عیسیٰ علیہ السلام اور اونکے اصحاب محصور ہونگے اور اشیا کی
نایابی اس درجہ تک پہنچ جائیگی کہ آج کے دن سو اشرفیون کی جو تمہین قدر ہے
اس روز بیل کے ایک سر کی قدر ہوگی - اسوقت عیسیٰ علیہ السلام اور اونکے اصحاب
خدا تعالیٰ کیطرف توجہ کرینگے اور حق تعالیٰ ایک کیڑا یاجوج ماجوج کی گردنون مین پیدا
کردیگا جس سے ایک رات مین وہ سب مرجاینگے ایک انمین سے نہ بچیگا پہر عیسیٰ
علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتہہ اپنے مقام سے نکلین گے اور دیکہینگے کہ زمین پر
ایک بالشت کی جگہہ ایسی نہین جہان اونکی چربی اور گندگی نہو سب خدا تعالیٰ کیطرف
متوجہ ہونگے کہ یہہ مصیبت دفع فرمادے - تب حق تعالیٰ بڑے بڑے پرندے اتاریگا
اور وہ اونکی لاشون کو اٹہاکر جہان منظور الٰہی ہے ڈال دینگے اور پانی برس جائیگا
جس سے تمام روی زمین آئینہ کی طرح صاف ہوجائیگا - پہر زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے
ثمرات اگادے اور برکت از سر نو ظاہر کرے چنانچہ برکت کی یہہ کیفیت ہوگی

کہ ایک انار ایک جماعت کو کافی ہوگا اور اوسکے چھلکے کے سایہ کے تلے ایک جماعت
بیٹھہ سکے گی۔ اور ایک اونٹنی کے دودھ مین یہہ برکت ہوگی کہ ایک بڑی جماعت
اوس سے سیراب ہوجائیگی اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کو اور ایک بکری کا
دودھ ایک خاندان کے لوگون کو کافی ہوگا۔ اس اثنا مین ایک ہوای خوشگوار
ایسی بہیگی کہ مسلمانون کے بغلون کے نیچے اوسکے بہتے ہی اونکی روح قبض ہوجائیگی
چنانچہ کل مسلمان عالم بقا کو چلے جائینگے۔ اور برے لوگ باقی رہہ جائینگے۔ اون
لوگون کی بیحیائی اس درجہ تک پہنچ جائیگی کہ عام جلسون مین مرد عورت گدھون کیطرح
علانیہ جفتی کرینگے۔ انہی لوگون پر قیامت قایم ہوگی"

اس حدیث شریف نے مرزا صاحب کی عیسویت کی کارروائی کو ملیامیٹ کر دیا
کیونکہ جو امور عیسی علیہ السلام سے متعلق اسمین مذکور ہین نہ مرزا صاحب سے اونکا وقوع
ممکن ہے نہ اونکے زمانہ مین کوی ایسی بات پائی جاسکتی ہے جو عیسی علیہ السلام کے
زمانہ مین ہوگی اسیوجہ سے وہ جھنجلا کر ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۰۲ مین لکھتے ہین کہ بانی مبانی
اس تمام روایت کا صرف نواس بن سمعان ہے۔ اور کوی نہین۔ جسکا مطلب
کہلے الفاظ مین یہہ ہے کہ انہون نے اس حدیث کو بنایا ہے۔ اگر مرزا صاحب
یہہ الفاظ اپنے معاصرین کے حق مین کہتے تو چندان مضایقہ نتہا مگر افسوس ہے
اونکی صحابیت اور جلالت شان کا کچھہ بہی لحاظ نہ کیا۔ بہلا نواس رض کو کیا خبر کہ مرزا صاحب
عیسویت کا جہوٹا دعوی کرینگے جسکے مخالف یہہ حدیث ہوگی انہون نے تو اپنا فرض
منصبی ادا کر دیا اور جس طرح صحابہ کا دستور تہا جو کچہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا تہا بلا کم و کاست پہونچا دیا اور امت مرحومہ نے اوسکو قبول بہی کر لیا کیونکہ

اس حدیث مین اگر کسیکو کلام ہوتا تو علما اسکی تصریح کر دیتے کہ نواس رضؓ نے اس حدیث مین غلطی کی ہے - ہر چند یہہ بات ظاہر ہے کہ جتنے امور اس حدیث مین مذکور ہین ظاہراً خلاف عقل ہین مگر علمانے دیکہا کہ جتنے وقایع قیامت کے قرآن و حدیث سے ثابت ہین بالکل خلاف عقل ہین اور یہہ امور بہی مقدمہ قیامت ہین اسلیئے انہون سنے انکو بہی قیامت ہی سے متعلق کرکے ایمان سے کام لیا - لیکن مرزا صاحب چونکہ اس مسئلہ مین صاحب غرض ہین انہوں نے دیکہا کہ اگر ایک بات بہی اس حدیث کی مان لی جائے تو عیسویت سے دست بردار ہونا پڑتا ہے اسلیئے پہلے تو بانی مبانی اس حدیث کا نواس رضی اللہ عنہ کو قرار دیکر موضوع ہی ٹہیرا دیا پہر تاویلات سے کام لیا چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۰۲ مین اس حدیث کو ذکر کرکے ایک دوسری حدیث تلاش کی جو ابن عمر رضؓ سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سنے فرمایا کہ مین رات عیسی علیہ السلام کو اور دجال کو خواب مین دیکہا اور راون دونون کا حلیہ بہی بیان فرمایا جو خواب مین دیکہا تہا - مقصود اس تلاش سے یہہ ہے کہ کسیطرح نواس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بیکار کردین اور اوسکی تدبیر یہہ نکالی کہ ابن عمرؓ کی حدیث مین مصرح ہے کہ حضرت سنے خواب مین دونون کو دیکہا تہا اسوجہ سے نواس رضؓ کی حدیث بہی خواب ہی کی بات ہے چنانچہ لکہتے ہین کہ اب اس تمام حدیث پر نظر غور ڈالکر معلوم ہوگا کہ جو کچہہ دمشقی حدیث مین مسلم نے بیان کیا ہے اکثر باتین اوسکی بطور اختصار اس حدیث (ابن عمر رضؓ) مین واقع ہین جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور صریح طور سے اس حدیث مین بیان فرمادیا کہ یہہ میرا ایک مکاشفہ یا ایک خواب ہے پس اس جگہہ یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ وہ دمشق

والی حدیث (جس کو نواس رض نے روایت کیا ہے) درحقیقت وہ بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خواب ہی ہے"

نواس رض والی حدیث مین شروع سے آخر تک کہین نہ خواب کا لفظ ہے نہ اوسپر کوی دلیل مگر مرزا صاحب نے اسی مین سے ایک لفظ نکال ہی لیا چنانچہ لکہتے ہین صـ ۲۰۳ کہ حضرت نے دجال کو خواب یا کشف مین دیکہا تہا اور چونکہ وہ ایک عالم مثالی ہے اسلئے اوسکا حلیہ بیان کرنے کے وقت لفظ کانی یعنے گویا کا لفظ بتادیا تا اس بات پر دلالت کرے کہ یہہ رویت حقیقی رویت نہین ایک امر تعبیر طلب ہے

سبحان اللہ مرزا صاحب نے کہان کی کہان لگادی - اگر تعبیر طلب تہی توابن عمر رض کی حدیث تہی جس مین عیسی علیہ السلام اور دجال وغیرہ کا خواب مین دیکہنا مذکور ہے حالانکہ حضرت نے نہ خود اوسکی تعبیر بیان کی نہ صحابہ نے حسب عادت پوچہا کہ عیسی سے کیا مراد ہے اور دجال سے کیا مراد اور انکے طواف سے کیا مقصود ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس خواب سے صرف اونکی معرفت اور مشخص طور پر معلوم ہونا مقصود تہا - بخلاف نواس رض کی حدیث کے اوس مین تو سرے سے خواب کا ذکر ھی نہین - رہا لفظ کانی اشبیہ اوس سے صرف تعیین اور تشخیص مقصود ہے کہ من وجہ جسمانی مشابہت مشبہ اور مشبہ بہ مین بہی معلوم ہوجاے کیونکہ یہہ لفظ دوسرے مشخصات کی قطار مین واقع ہے جیسے انکے نکلنے کے مقامات - اور بدت بقا اور سرعت سیر کا اندازہ اور اوس زمانہ کے واقعات جن سے ہر مسلمان سمجہ جاے کہ جب تک یہہ تمام نشانیان نہ پائی جائین نہ کسیکو عیسی سمجہہ سکتے ہین نہ دجال موعود - غور کرنے کا مقام ہے کہ باوجود ان تمام تشخصات اور اہتمام کے جو

حضرت سلے اونکے بیان مین کیا ہے یہہ سمجہنا کہ وہ سب داب وخیال ہے کس قدر ایمان سے دور ہے

پیشتر یہہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ مرزا صاحب نے یوذاسف کا طریقہ اختیار کیا ہے کہ واقعات

مین تصرف کیا کرتے ہین جیسے اوسنے ابراہیم علیہ السلام کے تمام واقعات مین تصرف کرکے

اونکو مجوسی قرار دیا اور بنیاد یہہ قایم کی کہ اونکے قلفہ پر برص ہوا تہا مرزا صاحب سلے

یہان بہی وہی کیا کہ لفظ کانی پر یہہ بنیاد قایم کی نواس رض کی حدیث ایک خواب کا واقعہ ہے

ابن عمر رض والی حدیث مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلے فرمایا تہا کہ مین سلے خواب مین

عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کو دیکہا ہے اوس بنا پر مرزا صاحب فرماتے ہین کہ پس یقینی

اور قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ دمشق والی حدیث درحقیقت ایک خواب ہی ہے

معلوم نہین مرزا صاحب سے کس سلے کہدیا کہ حضرت سلے دجال وغیرہ کو جو ایکبار خواب مین

دیکہہ لیا تہا اوسکے بعد سب جتنے واقعات اور پیشگوئیان حضرت سلے اس باب مین فرمائی ہین

وہ سب خواب مین - ایکبار کسی کو خواب مین دیکہنے سے قطعی طور پر یہہ کیونکر ثابت ہوگا

کہ جب کبہی اوسکے واقعات بیان ہون سب خواب ہی ہوا کرین - مرزا صاحب کے

اس مسلک پر حضرت عایشہ رض کے نکاح وغیرہ کے واقعات سب قطعی اور یقینی طور پر

خواب ہونگے اسلئے کہ اونکو بہی حضرت سلے نکاح سے پہلے خواب مین دیکہہ لیا تہا -

مرزا صاحب کی سخن سازیون سلے قطع اور یقین کو نہایت ہی ارزان کردیا ہے

کہ جہان احتمال بہی پایا نہین جاتا قطع ویقین کی ڈہیر لگ جاتی ہے -

مرزا صاحب نے دجال کی نسبت جو لکہا ہے کہ حضرت سلے دجال کو خواب مین دیکہا

وہ صورت مثالی تعبیر طلب ہے اس سے تو مرزا صاحب کی عیسویت بہی دجال ہی

کے ساتہہ درہم وبرہم ہوجاتی ہے اسلئے کہ حضرت نے دونون کو ایک ہی خواب

مین دیکہا تہا اور علماے فن تعبیر نے تصریح کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السّلام کو خواب مین دیکھنے کی تعبیر سفر وغیرہ ہے اس صورت مین مرزا صاحب کی عیسویت کس بنا پر قایم ہوگی کیونکہ حضرت کے اس خواب کی تعبیر کا ظہور تو حضرت کے سفر وغیرہ سے اوسی زمانہ مین ہوگیا تہا

اب نواس رضی اللہ عنہ والی حدیث مین غور کیجئے کہ کتنے واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین بیان فرماے ہین جو عیسیٰ علیہ السّلام ہی کے زمانہ ہی سے متعلق ہین۔

ا دجال کا حلیہ ۲ شام وعراق کے درمیان سے اوسکا نکلنا ۳ اوسکا فساد برپا کرنا ۴ اوسکی مدت فتنہ پردازی ۵ اوسکے زمانہ کے ایام کی مقدار ۶ اون ایام کی نماز کا طریقہ ۷ اوسکی سرعت سیر ۸ اوسکے خوارق عادات ۹ عیسیٰ علیہ السّلام کا دمشق مین اترنا ۱۰ اونکے اترنے کا مقام ۱۱ اونکا لباس اور ہیئت ۱۲ کافرونکا قتل ۱۳ دجال کو مقام معین مین قتل کرنا ۱۴ یاجوج وماجوج کا خروج اور اونکی کثرت ۱۵ خوردنی اشیا کی گرانی ۱۶ یاجوج وماجوج کی موت کا حال ۱۷ پرندون کا اونکی لاشون کو اٹھالیجانا ۱۸ زمین کو گندگی سے پاک کرنے کے لئے بارش ۱۹ پیداوار کی کثرت ۲۰ مسلمانون کی موت کا حال ۲۱ کفار کا حال اور ۲۲ اون پر قیامت کا قایم ہونا یہہ کل علامات ایسی ہین جو عیسیٰ علیہ السّلام کے زمانہ کے ساتہہ مختص ہین جن مین سے ایک بہی مرزا صاحب کے وقت مین نہین ہے۔

مرزا صاحب نے اس حدیث کو ایک خواب تعبیر طلب قرار دیکر بعض امور کی تعبیر بہی بیان کی ہے چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۰۸ مین طولانی ایام کی نسبت لکھتے ہین کہ لمبے دنون سے مراد تنگی اور مصیبت کے دن ہی ہوتے ہین بعض مصیبتین ایسی ہوتی ہین کہ ایک دن ایک برس کے برابر دکہائی دیتا ہے اور بعض مصیبتون مین ایک دن

ایک مہینے کے برابر اور بعضون مین ایک ہفتہ کے برابر دکھائی دیتا ہے پھر رفتہ رفتہ صبر پیدا ہو جانے سے وہی لمبے دن معمولی دن دکھائی دیتے ہین ؎
ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۴۶ مین انہون نے لکھا ہے کہ دجال سے مراد با اقبال قومین ہین ؎
جب دجال سے مراد با اقبال قومین ہین اور ایام کی درازی مصیبتون کے لحاظ سے ہوتی ہے تو اس تعبیر مین اونکو ضرور تھا کہ اسکی تصریح بھی کردیتے کہ فلان با اقبال قوم کے خروج کا پہلا دن ایک سال اور دوسرا دن ایک ماہ کا اور تیسرا دن ایک ہفتہ کا اور باقی ایام معمولی اصناف مصائب کے لحاظ سے ہو گئے تھے اسطرح ایک ایک با اقبال قوم کے ایام و مصائب کا ذکر کرتے۔ مگر یہہ اونسے ممکن نہین اونکو تو صرف حدیث کو بگاڑنا مقصود ہے۔ اور نماز دن کے باب مین لکھتے ہین صفحہ ۲۱۶ کہ طولانی دن کی مقدار پر اندازہ کر لنے کو جو فرمایا ہے سو یہہ بیان حضرت کا علی سبیل الاحتمال ہے یعنی حضرت نے بلحاظ وسعت قدرت الٰہی کشفی امر کو مطابق سوال کے ظاہر پر محمول کر کے جواب دیا اور کشفی امر کو جب تک خاص طور پر خدا تعالی ظاہر نکرے کبھی ظاہری معنی پر محدود نہین سمجھتے تھے مطلب اسکا ظاہر ہے کہ اون ایام کا کشف تو حضرت کو ہو گیا تھا مگر بیان کرنے مین نعوذ باللہ غلطی کی جو مطابق سوال کے خلاف واقع جواب دیدیا اور حق تعالی نے اوس کشفی امر کو حضرت پر ظاہر ہی نہین کیا اسی لئے ظاہری معنی پر اوسکو محدود کر لیا۔
یہان یہہ بات بھی غور طلب ہے کہ اگر اون ایام کا کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو گیا تھا کہ ایک روز ایک برس کا ہو گا تو اوسکو ظاہری معنی پہ حمل کرنا کیون

خلاف واقع سمجھا جاتا ہے - اور اگر ایک برس کا ایک دن سمجھنا غلط تھا تو کشف بھی کیا ہوا۔ مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف کو اپنے ادعائی کشفون کے جیسے سمجھ لیا ہے کہ کشف مین دیکھا تو شیطان کو اور سمجھ لیا کہ وہ خدا ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اسی وجہ سے حضرت کے کشف کی اصل حقیقت سمجھنے مین دقتین لاحق ہوین -

اور اوسی ازالہ الاوہام صفحہ ۲۱۲ مین لکھتے ہین کہ یہہ جو فرمایا کہ دجال بادل کی طرح اوسکا اور لوسیر ایمان جو لاوے بادل کو حکم کریگا کہ مینہ برساوے اور زمین کھیتی اوگاوے سو یہہ استعارات ہین ہوشیار رہو دہوکا نہ کہانا " مرزا صاحب مسلمانون کو ڈراتے ہین کہ تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمکو دہوکا دیدیا اوس سے ہوشیار رہو دہوکا نہ کہاؤ - سبحان اللہ اسپر امتی ہونے کا دعوی بھی ہے

اور اوسی مین صفحہ ۲۱۵ لکھتے ہین کہ دجال اوس راہ سے نکلنے والا ہے کہ جو شام وعراق کے درمیان واقع ہے یہہ بھی ایک استعارہ ہے جیسا کہ مکاشفات مین عام طور پر استعارات وکنایات ہوا کرتے ہین " مرزا صاحب کی راے یہان چل نہ سکی اسلئے کہ دجال تو با اقبال قومین شہرین اور وہ شام وعراق کے درمیان نہین اسلئے اسی پر اکتفا کیا کہ وہ بھی ایک استعارہ وکنایہ ہے جسکے معنی سمجھ مین نہین آسکتے یہان اہل اسلام کو یہہ بھی خیال کرلینا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس اہتمام سے ان واقعات کو بیان فرمایا اور کیسے کھلے کھلے الفاظ مین دجال کے حالات معلوم کراے ان سب کو مرزا صاحب نے چیستان اور پہیلی قرار دیا اور صرف چند مضامین اپنی دانست مین حل کرکے باقی کو چھوڑ دیا - کیا یہی نبی کی شان ہے

کہ انپی امت کو کسی سے ڈراوے اور اوسکے احوال کی پہیلی بناکر بیان کرے اور
اوس پہیلی کے سننے والے اوسکو ظاہر پر حمل کرکے ظاہری الفاظ پر ایمان لاوین
جن مین بعض امور کفریات اور دہوکا ہون اور نبی ساکت رہین اور یہہ بہی نہ کہین
کہ ہم نے تو پہیلی بنای تہی تم اوسکے ظاہر پر ایمان لارہے ہو۔ اپنے نبی کی نسبت
ایسا گمان کرنے والا کیا امتی ہو سکتا ہے عقل اوسکو ہرگز باور نہ کریگی۔
مرزا صاحب نے دیکہا کہ اگر عیسی اور دجال مین تلازم ثابت ہو جائے تو جو
علامات دجال کی احادیث مین مذکور ہین کسی پر صادق کرکے تبلانے کی ضرورت
ہوگی اگرچہ اپنے مناسب دجال کبہی پادریون کو اور کبہی باقبال قومون کو قرار
دیتے ہین اور چند علامات بہی تاویلین کرکے اونپر صادق کردیتے ہین مثلاً ایک چشمی
ہونے سے مراد دنیاوی عقل وغیرہ ہین مگر پوری علامتین تاویلات سے بہی صادق
نہین آسکتین اسلئے آخر مین تنگ آکر صاف کہدیا کہ دجال کے باب مین جتنی حدیثین
بخاری اور مسلم وغیرہ مین مذکور ہین سب موضوع ہین البتہ ابن صیاد دجال موعود تہا
جو حضرت نبی کے زمانہ مین نکلا اور مر بہی گیا اب دجال کی ضرورت ہی نہ رہی چنانچہ
ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۲۶ مین لکہتے ہین کہ اب اگر ہم بخاری اور مسلم کی ان حدیثون کو صحیح
سمجہین جو دجال کو آخری زمانہ مین اتار رہی ہین تو یہہ حدیثین موضوع ٹہرتی ہین
اور اگر ان حدیثون کو صحیح قرار دین تو پہر اونکا موضوع ہونا ماننا پڑتا ہے۔ عقل خداداد
ہم کو یہہ طریقہ فیصلہ کا بتلاتی ہے کہ جتنی احادیث پر عقل اور شرع کا کچہہ اعتراض نہین
انہی کو صحیح سمجہا جائے سو اس طریق فیصلہ کی روسے یہہ حدیثین جو ابن صیاد
کی حق مین وارد ہین قرین قیاس معلوم ہوتی ہین کیونکہ ابن صیاد اپنے اوائل ایام

مین بے شک ایک دجال ہی تہا اور بعض شیاطین کے تعلق سے اوس سے امور عجیبہ ظاہر ہوتے تھے جس سے اکثر لوگ فتنہ مین پڑتے تھے لیکن بعد مشرف باسلام ہو گیا"

اور اسی مین صفحہ ۲۲۵ لکھتے ہین کہ دوسری حدیثون سے ظاہر ہے کہ بالآخر ابن صیاد پر یقین کیا گیا کہ یہی دجال معہود ہے چنانچہ صحابہ نے قسمین کہا کر کہا کہ ہمین اس مین شک نہین کہ یہی دجال معہود ہے اور حضرت نے بہی آخر کار یقین کر لیا"

ابن صیاد اور دجال کی بحث انوار الحق مین کسقدر مبسوط لکھی گئی ہے اوس مین مرزا صاحب کے ان شبہات کے جوابات بہی مذکور ہین مگر یہان یہہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ جب آخری زمانہ مین دجال کا وجود ہی نہو تو پہر عیسی کی ضرورت ہی کیا حالانکہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۴۷ مین وہ لکھتے ہین لکل دجال عیسی اس سے تو دونون مین تلازم ثابت ہو رہا ہے اور احادیث مین مصرح ہے کہ عیسی علیہ السلام خاص دجال کے قتل کے لئے معین ہین اور خود عیسی علیہ السلام نے بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی کہا جیسا حدیث صحیح سے الہی معلوم ہوا۔ اور یہہ بات ظاہر ہے کہ جب وہ حدیثین موضوع ہون تو عیسی علیہ السلام کے آنے کا ذکر جو وہ بہی انہی مین ہے کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔ اس صورت مین مرزا صاحب کے اقرار سے ثابت ہو گیا کہ نہ وہ مسیح موعود ہین نہ مثیل موعود اور نہ اونکی ذریت مین کوی مسیح ہو سکتا ہے۔ اور اگر اپنے الہامون سے مسیح ہونا ثابت کرین تو اونکے الہامون کی بے وقعتی تقریر سابق سے بخوبی ثابت ہے اور مرزا صاحب اپنا دجال پادریون اور با اقبال قومون کو جو بتا رہے ہین اونکے مقابلہ مین غالب ہونا تو درکنار اونکو آنکہہ اٹہا کر بہی دیکہہ نہین سکتے اسلئے کہ مسٹر اتہم صاحب کے مقابلہ مین جب حد سے زیادہ خفیف و ذلیل ہوئے تو اب کسی پادری کے مقابلہ کی اون مین

جرأت ہی نہین اور با اقبال قومون کے مقابلہ کا تو اونکو خیال بہی نہین آسکتا بلکہ بجائے مقابلہ کے دعاگوئی اور خوشامد مین مصروف ہین پہر اپنے آپ کو عیسیٰ اور پادریون اور با اقبال قومون کو دجال بنانے سے فایدہ ہی کیا جب احادیث سے بتواتر ثابت ہے کہ عیسیٰ دجال کو قتل کرینگے اور مرزا صاحب اپنے دجال کے مقابلہ مین حرکت مذبوحی بہی نہین کر سکتے تو انہی احادیث سے مرزا صاحب کی عیسویت خود باطل ہو گئی۔

مرزا صاحب نے مسیحیت کا ایسا دعویٰ کیا ہے کہ بقول اونکے اب تک کسی نے نہین کیا کیونکہ اس دعویٰ کے لوازم و شرایط جو احادیث صحیحہ مین وارد ہین ہر مسلمان کو جس مین ذرا بہی ایمان ہے اس دعویٰ سے روک دیتی ہین۔ اور تمام حدیثون کی صحیح کتابین جن کی صحت پر ہر زمانہ کے علمای شرق و غرب کا اتفاق قرنا بعد قرن چلا آرہا ہے اونکو اس دعویٰ مین کاذب بتا رہی ہین اب اونکو بغیر اسکے کہ ان کتابون پر حملہ کرین کوئی مفر نہین۔ اس صورت مین مسلمانونکو اسکی کیا ضرورت کہ مرزا صاحب کی خاطر سے اپنی معتمد علیہ کتابون کو جہوٹی اور اپنے سلف صالح اور متفق علیہ علمای متقدمین و متاخرین کو جاہل اور غیر متدین ٹہکرا دعائی مسیح کو مان لین۔ بہرحال یہہ اکیس علامتین جنکو نواس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اور تمام امت نے اوسکی تصدیق کی ہے باواز بلند کہہ رہی ہین کہ مرزا صاحب کا دعویٰ عیسویت بلاشک و شبہہ بے اصل محض ہے اور وہ زبردستی اپنے کو مسیح بنا رہے ہین اور اونکو کچہہ خوف نہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب مین کیا فرمایا ہے امام سیوطی نے ایک اثر

البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ مین یہہ حدیث نقل کی ہے اخرج الشیخان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادعی ما لیس لہ فلیس منا ولیتبوأ مقعدہ من النار یعنے بخاری ومسلم مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسی بات کا دعوی کرے جو اُسکو حاصل نہین وہ ہم لوگون مین یعنے مسلمان نہین چاہئیے کہ وہ اپنا گہر دوزخ مین بنالے انتہی۔

اس مقام مین فلسفی خیال والون کو مرزا صاحب کی تقریر بہت مفید ہوگی اور ضعیف الایمان اونکی بات کو باسانی قبول کر لینگے اس وجہ سے کہ امور مذکورہ کو معمولی عقلین تسلیم نہین کرسکتین مثلاً چالیس سال کا ایک دن ہونا ہرگز قرین قیاس نہین۔ اسمین شک نہین کہ ایمان کے مواقع بہت ہین اسیوجہ سے اہل ایمان جو مستحق جنت ہین دوزخیون کی نسبت ہزار وان حصہ ہونگے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے لیکن انصاف سے اگر دیکہا جائے تو کوئی بات بہی اون مین خلاف عقل نہین اسلئے کہ خدا تعالی جو خالق عالم ہے اوس مین ہرطرح تصرف کرسکتا ہے۔ اس مین کسی مسلمان کو شبہہ نہین کہ قیامت کے روز آسمان ٹوٹ پہوٹ جائینگے آفتاب بے نور اور زرقرب ہوجائیگا اور اُس پچاس ہزار برس کے دن مین آفتاب پر کئی حالتین طاری ہونگی پہر اگر قیامت کے قریب اوسپر یہہ حالت بہی گذرے کہ چالیس سال زمین کے کسی خاص حصہ کے مقابل ٹہہرا رہے تو کونسا محال لازم آجائیگا۔ حکمت جدیدہ کی رو سے تو آفتاب ساکن ہی ہے اور حکمت قدیمہ کی رو سے زمین ساکن ہے بہر حال اون دونون کا ساکن ہونا حکما کے قول سے ثابت ہے پہر اگر ایک مدت تک دونون ساکن رہین تو کونسی نئی بات ہوگئی اسی پر کل امور کا قیاس کرلیجئے

کیونکہ وہ ایک ایسا زمانہ ہوگا کہ خدائےتعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کو خاص طور پر ظاہر فرمائیگا۔
اِس سے بڑھکر کیا ہو کہ جتنی مخلوق ابتدائی خلقت سے مرکر مٹی مین مل گئی جنکا نام
ونشان تک باقی نرہا سب کے سب اصلی حالت پر اٹھائی جائیگی اور اعادۂ
معدوم جو محال سمجھا جاتا ہے اوس روز ممکن بلکہ واجب ہوگا۔ بہرحال آدمی
ایمان لانا چاہئے تو کوئی بات نہ خلاف عقل ہے نہ ایمان لانے سے مانع مگر یہہ
بات بے توفیق الٰہی حاصل نہین ہوسکتی وما توفیقی الا باللہ
نواس رضی اللہ عنہ کی روایت سے جو علامات عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے
معلوم ہوئین یہہ ہین ۔
۱۳۔ شام وعراق کے درمیان دجال کا نکلنا ۱۴۔ اوسکا حلیہ ۱۵۔ اوسکا فساد
برپا کرنا ۱۶۔ اوسکی فتنہ پردازیان ۱۷۔ اوسکے زمانہ کے ایام کی مقدار
۱۸۔ اون ایام کی نمازون کا طریقہ ۱۹۔ اوسکی سرعت سیر ۲۰۔ اوسکے خوارق
عادات ۲۱۔ عیسیٰ علیہ السلام کا لباس وہیئت وغیرہ ۲۲۔ اونکا کافرون
کو قتل کرنا ۲۳۔ یاجوج ماجوج کا خروج اور انکی کثرت ۲۴۔ خوردنی اشیاء
کی گرانی ۲۵۔ یاجوج وماجوج کی موت کا حال ۲۶۔ پرندون کا اون کی
لاشون کو اٹھالیجانا ۲۷۔ زمین کو گندگی سے پاک کرنے کے لئے بارش
۲۸۔ پیداوار کی کثرت ۲۹۔ مسلمانون کی موت کا حال ۳۰۔ کفار کا حال
۳۱۔ اون پر قیامت کا قایم ہونا ۳۲۔ امام مہدی کا عیسیٰ علیہ السلام
کے زمانہ مین ہونا ۔
مرزا صاحب کہتے ہین کہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی شخص ہین

مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ وہ دو شخص ہین اور ہر ایک کے حالات جدا جدا ہین جیسا کہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے جو کنز العمال مین ہے ج ۷ نمبر ۱۹۴۵

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف تہلک امۃ انا فی اولہا وعیسی ابن مریم فی آخرہا والمھدی من اہل بیتی فی وسطہا یعنے وہ امت کیونکر ہلاک ہو گی جسکے اوایل مین مین ہون اور آخر مین عیسی ابن مریم اور وسط مین مہدی ہین۔

اس سے ظاہر ہے کہ مہدی اور عیسی علیہما السلام ایک شخص نہین ہین۔ اور کنز العمال ج نمبر ۱۹۳۹ مین ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی من عترتی من ولد فاطمہ (دم عن ام سلمہ) یعنے مہدی میری اہل بیت مین فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد مین سے ہونگے یہہ روایت ابو داؤد اور مسلم مین ہے وفی کنز العمال نمبر ۱۹۵۴ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المھدی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی۔ یعنے مہدی کا نام محمد ابن عبد اللہ ہو گا وفی کنز العمال نمبر ۱۹۵۲ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث فیہ رجل من اہل بیتی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملا الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا (عن ابن مسعود) یعنے اگر بالفرض دنیا کا ایک ھی دن باقی رہجائے تب بھی حق تعالی اوس دن کو دراز کردیگا تاکہ امام مہدی آکر دنیا کو عدل و انصاف سے بہردین۔ انکے سوا اور بھی حدیثین ہین جن سے ثابت ہے کہ مہدی علیہ السلام اور ہین اور عیسی علیہ السلام اور۔

پہر اونکو پہچاننے کے لئے حضرت نے کئی علامتین بتلاوین تاکہ مسلمان کسی اور کو مہدی نہ سمجہہ لین کما فی کنز العمال نمبر ۱۹۴۱ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المھدی اجلی الجبہۃ اقنی الانف (دک عن ابی سعید رض) وفی روایۃ ۱۹۴۳ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۹۵۶

وجہہ کالکوکب الدری وفی روایۃ فی خدہ الایمن خال اسود علیہ عبا تیان قطر تیان وفی البرہان

فی علامات مہدی آخر الزمان للشیخ علی متقی رح اخرج نعیم عن ابی الطفیل ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وصف المہدی فذکر ثقلا فی لسانہ وفیہ ایضاً اخرج نعیم المہدی ازج

ابلج اعین یجیئ من الحجاز حتی یستوی علی منبر دمشق وہو ابن ثمان عشر سنۃ۔ وفیہ ایضاً

من روایۃ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ المہدی کث اللحیۃ اکحل العینین براق الثنایا

فی وجہہ خال یعنے مہدی علیہ السلام فراخ پیشانی اور بلند بینی ہونگے اونکا چہرہ ستارہ کی طرح چمکتا ہوگا۔ اونکے داہنے رخسارہ پر خال سیاہ ہوگا اور لباس اونکا دو قطری عبا ہونگے۔ اونکی زبان میں ثقل ہوگا۔ اور کشیدہ وکشادہ ابرو ہونگے اور فراخ چشم جب وہ حجاز سے دمشق آئینگے اونکی عمر اٹھارا سال کی ہوگی دمشق کے منبر پر خطبہ پڑھینگے۔ اونکی ریش گھن ہوگی آنکھین سرمگین اور دانت نہایت چمکدار ہونگے۔ انکے سوا اور بہت سی حدیثین حلیہ وغیرہ سے متعلق وارد مین الغرض باوجودیکہ امام مہدی سے متعلق روایتین بکثرت صحاح وغیرہ مین وارد ہین اور مرزا صاحب جانتے ہین کہ امام مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد مین ہونگے اور خود مغل مین اور ہر شخص جانتا ہے کہ دوسرے نسب مین داخل ہونے کی کیسی وعیدین ہین مگر باین ہمہ صاف کہتے ہین کہ مین مہدی ہون — اب ان روایات کو بھی دیکھئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی عیسی علیہ السلام کی امامت کرینگے عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی

یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیمۃ قال فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرہم

تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ہذہ الامۃ رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ

یعنے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت قیامت تک حق پر جنگ کرتی رہیگی۔ جب عیسیٰ بن مریم اتر ینگے اونکا امیر عیسیٰ علیہ السلام سے کہیگا کہ آئیے نماز پڑہائیے وہ انکار کرکے کہینگے اس امت کے امیر انہی مین کے ہوسکتے مین بہہ اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے اس امت کو بزرگی دی ہے۔ اگرچہ اس روایت مین صرف امیر کا لفظ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کرینگے۔ مگر دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام مہدی ہونگے جیسا کہ کنز العمال مین ہے ۹۴۹ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا الذی یصلی عیسیٰ بن مریم خلفہ یعنے جس امیر کے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑہینگے وہ ہمارے اہل بیت مین ہوگا مرزا صاحب اگر مہدی مین تو ثابت کرین کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اونکے پیچھے نماز کونسی جنگ مین پڑھی تھی۔ مختصر تذکرہ قرطبی مین امام شعرانی رح نے لکھا ہے روی ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطولہ اللہ عز وجل حتی یملک رجل من اہل بیتی جبل الدیلم والقسطنطنیہ واسنادہ صحیح یعنے اگر بالفرض دنیا کا ایک ھی دن باقی رہہ جائے تو خدا تعالیٰ اُسیکو دراز کریگا جس مین میرے اہل بیت سے ایک شخص جبل دیلم اور قسطنطنیہ کا مالک ہو جائیگا۔ اور روایت سابقہ جو اوسی مضمون کی مذکور ہوی اوس مین نام بھی اوس شخص کا معلوم ہوا کہ وہ امام مہدی ہونگے۔ اور دوسری روایت مین مصرح ہے کہ قسطنطنیہ کی فتح کے ساتھہ ھی دجال نکلیگا جسکے مقابلے کیلئے امام مہدی جائینگے اور عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کا اتفاق ہوگا جس کی خبر حضرت نے دی ہے کہ منا الذی یصلی عیسیٰ خلفہ روایت مذکورہ یہہ ہے جو مختصر تذکرہ قرطبی مین مذکور ہے روی مسلم عن ابی ہریرۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال لاتقوم الساعۃ حتی ینزل الروم قال فیفتحون قسطنطنیہ فبینما ہم یقتسمون الغنائم

اذ صاح فیہم الشیطان ان المسیح قد خلفکم فیخرجون وذلک باطل فاذا جاؤا الشام خرج

فبینما ہم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذ اقیمت الصلوٰۃ فینزل عیسیٰ بن مریم

یعنے اہل اسلام قسطنطنیہ فتح کرکے تقسیم غنیمت مین مشغول ہونگے کہ شیطان پکار

دیگا کہ دجال نکل آیا اگرچہ وہ بے اصل ہوگا لیکن جب وہ شام کو آئینگے تب دجال

نکلے گا اور وہ صف آرائی مین مشغول ہونگے اور ادہر نماز کی جماعت قایم ہوگی

کہ عیسیٰ علیہ السلام اتر آئینگے - مرزا صاحب انہی احادیث کے لحاظ سے اکثر نماز

مین اقتدا کیا کرتے ہین جیسا کہ الحکم مین لکہا ہے - اور کچہہ نہین تو تصور تو اُسکا

ضرور جاتے ہونگے کہ مین عیسیٰ ہون اور یہہ امام مہدی ہے - کیون نہو مرزا صاحب

کو تصوف مین بھی دعوی ہے فنا و بقا مین خوب گفت و گو کیا کرتے ہین

یہہ شعر ضرور پیش نظر ہوگا - گر در دل تو گل گزرد گل باشی مگر حیرت یہہ ہے

کہ یہہ تصور بھی اب تک جما نہین اسلئے کہ نماز کے بعد بیچارے امام کو مہدویت

سے محروم کرکے خود مہدی بن جاتے ہین -

احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ گو امام مہدی عیسیٰ علیہ السلام سے چند روز

پیشتر مامور ہونگے مگر درحقیقت دونون کا زمانہ ایک ھی ہوگا اور یہہ حدیث شریف

بھی اسکی خبر دیتی ہے عن معاذ ابن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمۃ وخروج الملحمۃ فتح

قسطنطنیہ وفتح قسطنطنیہ خروج الدجال رواہ ابوداود وکذا فی المشکوۃ یعنے بیت المقدس

کی آبادی مدینہ کی ویرانی ہے اور مدینہ کی ویرانی ایک جنگ عظیم کی ابتدا

ہوگی اور اوس جنگ عظیم کی ابتدا قسطنطنیہ کی فتح اور فتح قسطنطنیہ خروج دجال ہے
یعنے ایک دوسرے سے ایسے متصل ہین کہ گویا سب ایک ہی ہین اور ابھی معلوم ہو
کہ امام مہدی قسطنطنیہ کو فتح کرتے ہی شام مین آئینگے اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول
ہوگا اور ابو عمر الدانی نے اپنی سنن مین حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلتفت المہدی وقد نزل عیسیٰ ابن مریم کانما یقطر
من شعرہ الماء فیقول المہدی تقدم وصل بالناس فیقول عیسیٰ انما اقیمت الصلوٰۃ
لک فیصلی خلف رجل من ولدی الحدیث مولوی قاضی عبید اللہ صاحب مدراسی
نے فتوی مین یہہ روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ امام مہدی رضا
نماز کے لئے کہڑے ہونگے کہ یکایک عیسیٰ علیہ السلام اترینگے امام رح امامت کیلیے
اونسے کہینگے مگر وہ قبول نکرینگے پس عیسیٰ علیہ السلام میری اولاد سے
ایک شخص یعنے امام مہدی کے پیچھے اقتدا کرینگے اور اسی مین ہے اخرج ابو نعیم
عن کعب الاحبار فاذا بعیسیٰ ابن مریم ویقام الصلوٰۃ فیرجع امام المسلمین المہدی
فیقول عیسیٰ علیہ السلام تقدم فلک اقیمت الصلوٰۃ فیصلی بہم تلک الصلوٰۃ ثم یکون
عیسیٰ اماما بعدہ اور نیز اسمین ہے اخرج ابن ابی شیبہ فی مصنفہ قال المہدی من
ہذہ الامۃ وہو الذی یؤم عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ما حصل ان سب روایتون کا
یہی ہے کہ امام مہدی عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کرینگے جس سے ظاہر ہے کہ دونون
کا زمانہ ایک ہی ہوگا اسیوجہ سے حدیث شریف مین وارد ہے کہ لا مہدی
الا عیسیٰ یعنے ہرچند ان دونون حضرات کے حیرت انگیز وقایع جداگانہ ہین
جن کا ذکر مختلف احادیث مین بیان فرمایا گیا لیکن زمانہ دونون کا ایک ہی ہے

جیسے فتح قسطنطنیہ خروج دجال ہی ہے مگر چونکہ مرزا صاحب قابو جو مین انہون نے
اس حدیث سے یہہ کام لیا کہ مہدی کو عیسیٰ بنا دیا اور یہہ خیال نہین کیا کہ جہان
مبالغہ مقصود ہوتا ہے اس قسم کا حمل عموماً کیا کرتے ہین ہر شخص جانتا ہے
کہ جب کسی سے زیادہ محبت ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ ہم اور آپ ایک ہین اس سے
کوئی یہہ نہین سمجہتا کہ دونون شخص ملکر ایک ہوگئے کیونکہ ہر عاقل سمجہتا ہے کہ
دو ذاتون کا ایک ہوجانا محال ہے۔ حضرت نے جب حسب و نسب اور احوال
مختصہ ہر ایک کے بارہا بیان فرمائے جس سے تمام صحابہ مطلع اور بخوبی واقف ہوگئے
کہ قبل قیامت ان دونون حضرات کی تشریف فرمائی ضرور ہے کسی موقع مین جہان
اتصال زمانی دونون کا بیان کرنا مقصود تہا فرمادیا کہ لامہدی الا عیسیٰ وہ بہی اس خیال
کہ کوئی غبی ایسا نہین ہوسکتا کہ دو شخصون کو ایک سمجہہ لے پہر بہلا صحابہ جو حضرت
کی بات بات کو وظیفہ اور حرز جان بنا کر ہمیشہ پیش نظر رکہا کرتے تھے کیونکر اس سے
یہہ سمجہہ سکتے کہ حضرت نے اون دونون بزرگوارون کو ایک بنا دیا۔

مرزا صاحب کی کج بحثیون کی کوئی انتہا بھی ہے صدہا احادیث و آثار امام مہدی کی
خصوصیات مین موجود ہین جن مین چند یہان لکھے گئے اور صدہا آیات و احادیث
و آثار عیسیٰ علیہ السلام کے باب مین وارد ہین ذرا بہی احتمال نہین ہوسکتا کہ یہہ دونون
نام ایک شخص کے ہین مگر انہون نے ایک حدیث کو لیکر سب کو باطل کردیا اس پر
اجتہاد کا بہی دعویٰ ہے۔ اگر اجتہاد اسیکا نام ہے کہ ایک حدیث کو لیکر سب کو
باطل کردیا جائے تو اتنی بات کے لئے مجتہد کی کوئی ضرورت نہین جس عامی سے
کہئے فوراً یہہ کام کردیگا۔ تقریر سابق سے ظاہر ہے کہ حدیث لامہدی الا عیسیٰ

مین صرف مضاف محذوف ہے یعنے لازمان مہدی الازمان عیسی جیسے حدیث عمران
بیت المقدس خراب یثرب مین بھی لفظ زمان محذوف ہے۔ چونکہ آبادی بیت المقدس
اور ویرانی یثرب اور جنگ عظیم اور فتح قسطنطنیہ اور خروج دجال اور ظہور امام مہدی اور
نزول عیسیٰ علیہما السلام مین قرب واتصال زمانی ہے اسلئے حسب محاورہ سامعین کی فہم پر
اعتماد کرکے ان وقایع کو ایک دوسرے پر حمل فرمادیا مگر مرزا صاحب اسکو جایز نہین رکھتے اپنے
دعوون مین تو مجاز واستعارات وحذف وغیرہ سے احادیث مین برابر کام لین مثلاً خود مجازی
عیسیٰ قادیان دمشق باقبال توہین دجال۔ اور امام مہدی کے باب مین جو کثرت سے
روایتین وارد ہین جن کا تواتر محدثین ومحققین کی تصریح سے ثابت ہے اونکی صحت کیلئے
مجاز لینے کی اجازت نہو اس سے بڑھکر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا ظلم ہوسکتا ہے
اس پر دعوی ہے کہ مین عادل ہون شفاء للناس مین لکھا ہے کہ علامہ شوکانی بعد نقل
احادیث کے اپنی کتاب توضیح مین لکھتے ہین وجمیع ما سقناہ بالغ حد التواتر کما لا یخفی علی من لہ
فضل اطلاع فتقرر بجمیع ما سقناہ فی ہذا الجواب ان الاحادیث الواردۃ فی المہدی المنتظر متواترۃ
اب حدیث لا مہدی الا عیسیٰ کا بھی تہوڑا سا حال سن لیجئے جس سے صحیح صحیح روایتین مرزا صاحب
باطل کررہے ہین یہہ روایت ابن ماجہ مین ہے کما قال حدثنا یونس بن عبد الاعلیٰ ثنا محمد
بن ادریس الشافعی حدثنی محمد بن خالد الجندی عن ابان بن صالح عن الحسن عن انس
بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزداد الامر الا شدۃ ولا الدنیا الا ادباراً
ولا الناس الا شحاً ولا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس ولا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم امام
سیوطی رح نے مصباح الزجاجہ مین اس حدیث سے متعلق ایک نہایت مبسوط تقریر
لکھی ہے اوس کا خلاصہ یہہ ہے کہ اس حدیث مین جملہ لا مہدی الا عیسیٰ سوائے

یونس کے اور کسی نے زیادہ نہین کیا۔ اور یہہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ یونس نے امام شافعی رح
سے اسکو نہین سُنا اِس وجہ سے یہہ حدیث منقطع ہے۔ اور یہہ روایت صرف محمد بن
خالد سے مروی ہے اور محدثین نے تصریح کی ہے کہ وہ منکر الحدیث اور مجہول ہین
اونکی عدالت ثابت نہین۔ اور ابان بن صالح کی نسبت کہا گیا ہے کہ اُنہون نے
حسن سے کوی حدیث سنی نہین۔ ابو الحسن علی بن محمد ابن عبد اللہ الواسطی کہتے ہین
کہ مینے امام شافعی رح کو خواب مین دیکھا وہ فرماتے ہین کہ یونس نے جو مہدی کے
باب مین مجھسے روایت بیان کی ہے وہ جھوٹ ہے نہ مینے وہ روایت کی نہ
اوس سے بیان کیا۔ الحاصل روایت لا مہدی الا عیسی اکابر محدثین کے نزدیک کئی
طرح سے مخدوش ہے مگر مرزا صاحب کو اوس سے کیا غرض اونکو کیسی ہی ضعیف
منکر منقطع مجہول مخدوش روایت مل جاسے بشرطیکہ مفید مطلب ہو اوسپر بڑی
دہوم دہام سے استدلال کرتے ہین اور جو روایت اونکے حق مین مضر ہوتی ہے اگر
بخاری و مسلم مین بھی ہو تو اقسام کے احتمال قایم کرکے ساقط الاعتبار بنا دیتے ہین
مرزا صاحب ازالۃ الاوہام ص۵۱۸ مین لکھتے ہین کہ یہہ خیال بالکل فضول اور مہمل
معلوم ہوتا ہے کہ باوجودیکہ ایک ایسی شان کا آدمی ہو جسکو باعتبار باطنی رنگ اور
خاصیت اوسکے کے مسیح ابن مریم کہنا چاہئے دنیا مین ظہور کرے اور پھر اوسکے
ساتھہ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضرور ہو کیا وہ خود مہدی نہین کیا وہ خدا کی
طرف سے ہدایت یا کر نہین آیا۔ ابن ماجہ نے اپنی صحیح مین لکھا ہے لا مہدی
الا عیسی یعنے بجز عیسی کے اوسوقت کوی مہدی نہوگا۔
مطلب اسکا یہی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس خیال سے کہ مسیح رنگ والا

شخص یعنے قادیانی موجود ہونے کے بعد پھر مہدی کی کیا ضرورت) کمال زجر سے
فرمایا لا مہدی الا عیسیٰ یعنے مہدی اوسوقت کوی چیز نہین وہی قادیانی بس ہے
وہی مہدی ہے ۔ مگر یہہ بات غور طلب ہے کہ صحابہ کا دستور تھا کہ جب کوی بات
سمجھہ مین نہ آتی تو پوچھکر اوسکو صاف کر لیا کرتے تھے اس موقع مین ضرور تھا
کہ کمال ادب سے عرض کرتے کہ حضرت مہدی کا ذکر تو نہ قرآن مین ہے نہ توراہ
و انجیل وغیرہ مین نہ ہمنے کسی سے سُنا کہ مہدی بھی کوئی آدمی ہوگا پھر یہہ جو بطور
عتاب ارشاد ہو رہا ہے کہ مہدی کوی چیز نہین اسکا سبب معلوم نہوا کس نے
عرض کیا کہ مہدی بھی کوئی چیز ہے ۔ اور اگر انہون نے حضرت سے امام مہدی کا
ذکر اور اونکا حسب نسب حلیہ وغیرہ سُنا تھا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے
تو عرض کرتے کہ جس مہدی موعود کا بارہا ذکر فرمایا گیا کیا اب اونکی ضرورت نہی
اور جب عیسیٰ ہی مہدی ٹھیرے تو کیا وہ حضرت ہی کی اولاد مین ہونگے اب تک
تو ہم قرآن اور حضرت کے ارشاد سے عیسیٰ ابن مریم کو بنی بنی اسرائیل سمجھتے تھے
اب اونکی نسبت کیا اعتقاد رکھنا چاہئے کیا وہ سچ مچ عیسیٰ ابن مریم ہونگے یا
جس طرح مہدی کی نفی فرمادی گئی اونکی بھی نفی مطلوب ہے ۔ مگر کسی حدیث
مین اس قسم کے سوال مذکور نہین ۔ اب یہہ مضمون کس طرح اس حدیث سے
نکالا جائے کہ قادیانی کے وقت مین مہدی کوی چیز نہونگے اور قادیانی ہی
مہدی ہونگے ۔ اہل وجدان سلیم سمجھہ سکتے ہین کہ مرزا صاحب جو اس حدیث
کے معنی بیان فرماتے ہین کسقدر بدنما ہین ۔۔۔
مرزا صاحب نے جو لکھا ہے کہ بجز عیسیٰ کے اسوقت کوی مہدی یعنے ہدایت یافتہ

نہوگا اسمین بھی اونکو غلطی ہوی اسلئے کہ صحیح حدیثون سے ثابت ہے کہ عیسی علیہ السلام کے زمانہ مین صرف اسلام ہی اسلام رہ جائیگا جس سے ظاہر ہے کہ کل ہدایت یافتہ ہونگے مگر اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ کل مہدی یعنے محمد ابن عبد اللہ ہون کلام اسمین ہے کہ مہدی موعود عیسی علیہ السلام نہین البتہ معنی لغوی اونپر صادق آئینگے جس مین اونکی خصوصیت نہین ۔

مرزا صاحب نے مہدی کو کلی قرار دی ہے چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۱۹ مین لکہتے ہین یون تو ہمین اس بات کا اقرار ہے کہ پہلے بھی کئی مہدی آئے ہون اور ممکن ہے کہ آیندہ بھی آئین اور ممکن ہے کہ امام محمد کے نام پر بھی کوی مہدی ظاہر ہو لیکن جس طرز سے عوام کے خیال مین ہے اوسکا ثبوت پایا نہین جاتا " مقصود یہہ کہ مہدی اسلام مین متعدد ہونگے مگر جس صورت مین حدیث لامہدی ظاہری معنی پر لی جائے جس کے مرزا صاحب قائل ہین تو اوسکا مطلب تو یہہ ہوگا کہ محمد ابن عبد اللہ بھی مہدی یعنے ہدایت یافتہ نہین جنکا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکرات ومرات بیان فرمایا پہر مرزا صاحب کا اقرار مہدیون کے تعدد مین کیونکر صحیح ہوگا ۔

مرزا صاحب نے مہدی سے پیچھا چھوڑانے مین بڑی دقتین اٹھائین مگر اس زمانہ مین اسکی کوی ضرورت نہتی کسیکا نام مہدی رکھہ دیا جاتا یا اس نام کا کوی شخص تلاش کر لیا جاتا تو بہی کام چل جاتا آخر قد ماتے فرشتے بنالئے تھے اور اوسی پر اونکی کامیابی ہو گئی جیسا کہ تو مرث کے واقعہ سے ظاہر ہے ۔

مرزا صاحب نے حدیث لامہدی الا عیسی کو ابن ماجہ مین تلاش تو کر لی مگر دمین ایک حدیث اور بہی موجود تھی کاش دوسری بھی اونکی نظر پڑ جاتی اور اوسکے معنی بھی

بیان فرمادیتے جس سے ناظرین کو دو بالا لطف آتا مگر اوسکو انہون نے اگر دیکھا بھی ہے تو نظرانداز کیا اسلئے کہ وہ تو مہدی کے ساتھہ اس زمانہ کے عیسیٰ کو بھی رخصت کررہے ہیں

وہ حدیث یہہ ہے عن ابی امامۃ الباہلی رض قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان اکثر خطبتہ حدیثا حدثناہ عن الدجال- قال وامامہم رجل صالح فبینما امامہم قد تقدم یصلی بہم الصبح اذ نزل علیہم عیسیٰ ابن مریم الصبح فرجع ذالک الامام یمشی القہقری لیتقدم عیسیٰ یصلی فیضع عیسیٰ یدہ بین کتفیہ ثم یقول لہ تقدم فصل فانما لک اقیمت فیصلی بہم امامہم فاذا انصرف قال عیسیٰ علیہ السلام افتحوا الباب فیفتح وورادہ الدجال معہ سبعون الف یہودی کلہم ذو سیف محلی وساج فاذا نظر الیہ الدجال ذاب کما یذوب الملح فی الماء وینطلق ہاربا ویقول عیسیٰ علیہ السلام ان لی فیک ضربۃ لن تسبقنی بہا فیدرکہ عند باب اللد الشرقی فیقتلہ فیہزم اللہ الیہود فلا یبقی شیٔ مما خلق اللہ تتواری بہ الیہود الا انطق اللہ ذالک الشیٔ لا حجر ولا شجر ولا دابۃ الا الغرقد فانہا من شجرہم لا تنطق الا قال یا عبد اللہ المسلم ہذا یہودی فتعال اقتلہ رواہ ابن ماجہ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اکثر دجال ہی کا حال بیان فرمایا اور یہہ بھی فرمایا کہ جو لوگ دجال کے مقابل ہونگے اونکا امام ایک مرد صالح ہوگا صبح کی نماز پڑہانے کے لئے وہ آگے بڑہا ہوگا کہ عیسیٰ ابن مریم اتر آئینگے امام پیچھے ہٹیگا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام امامت کرین مگر وہ کہینگے کہ تم ہی نماز پڑہاؤ چنانچہ وہ نماز پڑہائیگا بعد فراغ عیسیٰ علیہ السلام کہینگے دروازہ کہولدو اوسوقت دجال ستر ہزار یہود کے ساتھہ وہان موجود ہوگا جب وہ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکہیگا تو کمال اضمحلال کی حالت مین بہاگے گا عیسیٰ علیہ السلام کہینگے تو مجھہ سے بہاگ نہین سکتا ایک وار میرا تجہپین ضرور ہوگا چنانچہ اوسکا پیچھا کرکے لد کے شرقی

دروازہ کے پاس اوسکو قتل کرینگے اور خدا تعالی یہودیون کو ہزیمت دیگا اور کیفیت یہہ ہوگی کہ جس چیز کے پیچھے کوی یہودی چھپے گا خواہ وہ پتھر ہو یا جھاڑ یا دیوار یا جانور وہ چیز باآواز بلند کہیگی کہ اے خدا کے بندے مسلمان یہان یہودی چھپا ہے آکر اسکو قتل کر ڈال۔ صرف غرقد کا جھاڑ خبر نہ دیگا کیونکہ وہ انہی کا ہے"

اب مرزا صاحب ہی بتائین کہ وہ کون لوگ تھے جو دجال کے مقابل ہوگئے تھے اور اونکا کون امام تھا جس کی توصیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور کونسی صبح کی نماز کے لئے وہ کہڑا تہا جو مرزا صاحب اتر آئے اور اوسکے پیچھے نماز پڑہی۔ اور کونسی مسجد کا دروازہ کہولنے کو کہا جس کے پاس دجال ستر ہزار مسلح یہود کو لیکر کہڑا تھا اور کس کے پیچھے دوڑ کر مرزا صاحب نے لد کے دروازہ پر قتل کر ڈالا اور کونسے یہودیون کو ہزیمت ہوی اور سب مارے گئے۔ اور کس روز مرزا صاحب اور اونکے ہمراہی سے حجر و شجر نے باتین کین۔

یون تو مرزا صاحب مسلمانون کو یہود قرار دے ہی چکے ہین کہدینگے کہ مین نے اونکو ہزیمت دی مگر وہ خلاف واقع ہے اسلئے کہ کئی وقایع سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ مرزا صاحب ھی کو ہزیمت ہوگئی۔ اور بجائے اسکے کہ اپنے دجال کو قتل کرین اگر دل سے نہین تو زبان سے اسکے مدح خوان اور شکر گزار اور دعاگو ہین کیونکہ دجال انہون نے بااقبال قوم کو قرار دیا ہے جنمین اعلی درجہ کی گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۰۹ مین گورنمنٹ کی کمال درجہ کی شکرگزاری اور دعاگوی مین اپنی مصروفی اور مشغولی ظاہر کرتے ہین۔

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۷۲ مین تحریر فرماتے ہین کہ احادیث نبویہ کا لب لباب

یہہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جب تم آخری زمانہ مین یہودیون
کی طرح چال چلن خراب کردگے تو تمہارے درست کرنے کے لئے عیسی بن مریم آئیگا
یعنے تم اپنی شرارتون کی وجہ سے یہودی بن جاؤگے تو تم مین ہی عیسی ابن مریم
کسی کو بناکر تمہاری طرف بھیجیگا اور جب تم اشد سرکشیون کی وجہ سے سیاست کے
لایق نہیں جاوگے تو محمد ابن عبداللہ ظہور کریگا جو مہدی ہے واضح رہے کہ یہہ دونو
وعدے کہ محمد ابن عبداللہ آئیگا یا عیسی بن مریم آئیگا دراصل اپنی مراد و مطلب مین
ہم شکل ہین۔ محمد ابن عبداللہ کے آنے سے مقصود یہہ ہے کہ جب دنیا ایسی حالت
مین ہوجائیگی جو اپنی درستی کے لئے سیاست کی محتاج ہوگی تو اوسوقت کوئی شخص
مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوکر ظاہر ہوگا اور یہہ ضرور نہین کہ درحقیقت اوسکا نام محمد
ابن عبداللہ ہو بلکہ احادیث کا مطلب یہہ ہے کہ خداتعالی کے نزدیک اوسکا نام
محمد ابن عبداللہ ہوگا کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثیل بنکر آئیگا۔
مرزا صاحب نے دیکھا کہ اہل اسلام احادیث کو دیکھکر اس بات پر اڑینگے کہ امام مہدی
جن کا نام محمد ابن عبداللہ ہوگا اور اونکی وہ علامتین ہونگی جو احادیث مین مصرح ہین)
اونکا وجود ضروری ہے اسلئے انہون نے تقریر سابق مین یہہ طریقہ اختیار کیا
کہ ممکن ہے کہ کئی مہدی آئے ہون اور امام محمد بھی آجائین نہ اونکے وجود سے
غرض ہے نہ عدم سے مطلب ہمین اپنی عیسویت سے کام ہے۔اس مین صرف
ابلہ فریبی مقصود تھی ورنہ اونکا مقصود اصلی تو یہہ ہے کہ وہ صرف عیسی ہی
نہین بلکہ مہدی بھی ہین انہون نے دیکھا کہ جہلا تو سب کچہہ مان لینگے مگر علمائے
پیچھا چھوڑانا مشکل ہے اسلئے یہہ راہ گریز بنا رکھی کہ ہم نے تو مہدی کے

آنے کا بھی اقرار کرلیا ہے پھر اپنی عیسویت کا ثبوت یہہ دیتے ہین کہ جو لوگ یہودی
بن گئے تھے اونکی اصلاح کے لئے آئے ہین اور مہدویت کا یہہ ثبوت کہ لوگ
سیاست کے قابل ہوگئے تھے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل بنکر آئے
ہین اور مہدی ہین۔ ہرچند اس مقام مین اسکا ذکر نہین کیا مگر یہہ تو کہدیا کہ اوسوقت
کوئی شخص مثیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوکر ظاہر ہوگا جو مہدی ہے اور یہہ ضرور
نہین کہ اوسکا نام بھی محمد ابن عبد اللہ ہو۔ اور براہین احمدیہ اور ازالہ مین بکرات و
مرات لکھہ چکے ہین کہ مین مثیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون بلکہ دعوی یہہ ہے
کہ بروزی طور پر حضرت ہی تشریف فرما ہوئے ہین جیسا کہ سابقاً معلوم ہوا اور
اس قول سے بھی ظاہر ہے جو ابھی نقل کیا گیا کہ ایسا شخص جسکو مسیح کہنا چاہئے کیا
وہ مہدی نہین۔ لیجئے خود ہی عیسی بھی ہوگئے اور خود ہی مہدی بھی ہین اور جتنی
حدیثین امام مہدی کے حسب نسب وغیرہ خصوصیات کی تھین سب بیکار ہوگئین
اور مرزا صاحب کا قول سب کا ناسخ اونکی امت نے تسلیم کرلیا۔
اب غور کیا جائے کہ مرزا صاحب جن یہودیون کی اصلاح کے لئے آے تھے اونکی
اصلاح کی یا اونکو یہودی بنا دیا۔ یہود جو گمراہ سمجھے گئے تھے آخر اوسکی وجہ یہی تھی
کہ انہون نے اپنے نبی کے ارشادون کو چھوڑکر اورون کی باتون کو مان لیا تھا جو اپنے
دل سے تراش کر اونکو فتوی دیا کرتے تھے مرزا صاحب کا گروہ بھی یہی کر رہا ہے کہ
مرزا صاحب کے قول کے مقابلہ مین وہ کسی حدیث کو نہین مانتے اور جنکو اپنا نبی تسلیم
کرتے ہین اونکی باتون کو قابل تسلیم نہین سمجھتے۔ کیا اس سے بڑھکر کوئی سرکشی اور شرارت
ہوسکتی ہے۔ مرزا صاحب نے نہایت سچ اور بالکل حسب حال فرمایا کہ بہت سے

لوگ یہودی بن گئے اور اونکی سیاست کی ضرورت ہے ۔ حق تعالی فرماتا ہے وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا یعنے اون گمراہون کی یہہ حالت ہے کہ ہدایت کی راہ دیکھتے ہین تو اوسکو رستہ نہین بناتے اور گمراہی کی راہ دیکھتے ہین تو اوسکو رستہ بنا لیتے ہین ؛؛

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام ص۲ مین حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم کے ترجمہ مین لکھتے ہین کیا حال ہوگا جسدن ابن مریم تم مین نازل ہوگا اور تم جانتے ہو کہ ابن مریم کون ہے وہ تمہارا ہی ایک امام ہوگا اور تم مین سے لے امتی لوگو پیدا ہوگا یہان تک بخاری کی حدیث کا ترجمہ ہوچکا اور آپ لوگون نے سمجھ لیا ہوگا کہ امام بخاری صاحب امامکم منکم کے لفظ سے کس طرف اشارہ کر گئے العاقل تکفیہ الاشارہ سبحان اللہ امام بخاری کے فرضی اشارہ پر تو اس قدر توجہ اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتہً جو فرمایا ہے کہ عیسی علیہ السلام کی امامت جو شخص کرینگے وہ ہمارا اہل بیت سے ہونگے اوسکا ذکر تک نہین ۔ اگرچہ حدیثین ضعیف بھی ہوتین تو جب بھی اون کے ابطال کا کوی حق نہ تہا اسلئے کہ اونکا موضوع ہونا ثابت نہین چہ جائیکہ وہ احادیث مسلم اور ابن ماجہ وغیرہ مین موجود ہین ۔ مقصود مرزا صاحب کا یہہ ہے کہ امامکم منکم کا جملہ علیحدہ ہے اور اوس مین لفظ ہو محذوف ہے اور ایک مقام مین لکھتے ہین کہ واو وامامکم مین حرف تفسیر ہے جیسا کہ تلک ایات الکتاب وقرآن مین ۔ غرض کہ دو توجیہین کین ایک یہہ کہ وامامکم جملہ مستانفہ ہے بحذف مبتدا اور دوسری یہہ کہ جز جملہ ہے جو نزل کے فاعل کی تفسیر واقع ہوا ہے مگر امام بخاری نے ان دونون توجیہون سے ایک کی طرف بھی اشارہ نہین کیا مرزا صاحب کو ضرور تھا کہ کس لفظ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے واو کے

اِس معنی کی طرف اشارہ کیا ہے بیان کرتے مگر چونکہ امام بخاری پر یہہ افترا ہے اِسلئے بیان کر سکے
اور یہہ کوئی تعجب کی بات نہین خدا و رسول پر اونکا افترا کرنا ثابت ہے پہر بخاری کیا چیز ہین
محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ الحدیث یفسر الحدیث یعنے کسی حدیث کے معنی مین تردد ہو تو
دوسری حدیثین جو اوس باب مین وارد مین دیکہی جائین اور اوسکے وہی معنی سلئے جائین جو دوسری
حدیثون سے مستفاد ہون۔ جب ہم صحیح مسلم وغیرہ کی حدیثون کو دیکہتے ہین کہ اون مین مصرح ہے
کہ عیسیٰ علیہ السلام جب اترینگے تو مسلمانون کا امام اون سے درخواست امامت کریگا اور
وہ قبول نکرینگے جس سے ظاہر ہے کہ وہ امام اور عیسیٰ علیہما السلام دو شخص ہونگے۔ تو اون
احادیث کے لحاظ سے ہمین ضرور ہوا کہ اِس حدیث بخاری کے وہی معنی لین جو اون صحیح
حدیثون سے مستفاد ہین اِسلئے واماملم منکم مین واو حالیہ لیا گیا جسپر تمام علماء کا اجماع ہے
اور اسکے صدہا نظیرین قرآن و حدیث مین موجود ہین جنکو ہر طالب علم جانتا ہے۔
مرزا صاحب نے اِس واو کے جو معنی لئے ہین ابتک کسی عالم نے نہین لکہا صرف مرزا صاحب
خودغرضی سے یہہ معنے تراش رہے ہین اور یہہ خیال نہین کرتے کہ اگر تکلیف کرکے یہہ معنے
لئے جائین تو دوسری احادیث مین عیسیٰ علیہ السلام اور امام مین مغائرت بالتصریح ثابت ہے وہ حدیثین
جہوٹی ثابت ہونگی اور کتب صحاح ساقط الاعتبار ہو جائینگی۔ بدوزد طمع دیدہ ہوشمند
اب دیکہئے کہ اس حدیث کے معنے جو وہ بتلاتے ہین کہ عیسیٰ ابن مریم تمہین مین سے ایک
شخص ہوگا ظاہر ہے کہ غلط ہین اِسلئے کہ ہر مسلمان جانتا ہے اور صحابہ ہمیشہ قرآن و حدیث مین
سُنتے تھے کہ وہ بنی اسرائیل مین سے تھے اگر ذرا بھی احتمال اس معنے کا ہوتا تو صحابہ پوچہ لیتے کہ
حضرت عیسیٰ ابن مریم تو بنی اسرائیل ہین اونکی نسبت منکم کا ارشاد کیسا ہم اطمینان دلاتے ہین
کہ مرزا صاحب کسی ضعیف بلکہ موضوع روایت سے بھی ثابت نہین کرسکتے کہ عیسیٰ ابن مریم جو حضرت

نے فرمایا اوس سے مراد وہ شخص ہے جو اس امت سے ہوگا۔

یہان یہہ شبہ ہوتا ہے کہ مسلم شریف مین روایت ہے فاذا جاؤا الشام خرج فبینما یعدون القتال یسوون الصفوف اذا قیمت الصلوۃ فینزل عیسی ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم فامہم فاذا راہ عدو اللہ ذاب کما یذوب الملح فی الماء اس سے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ عیسی علیہ السلام جب اترینگے تو امامت کرینگے۔ مگر جب دوسری متعدد حدیثون سے ثابت ہے کہ عیسی علیہ السلام امامت نکرینگے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا تو ہمین یقین ہوتا ہے کہ اس حدیث کا وہ مطلب نہوگا جو ظاہرا سمجہا جاتا ہے۔ البتہ لفظ امہم سے وہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ یہہ لفظ نماز ہی کی امامت کے واسطے موضوع نہین بلکہ پیش روی کے معنی مین بھی مستعمل ہے تو وہ شبہ رفع ہوجاتا ہے لسان العرب مین لکہا ہے والامام بمعنی التقدم وفلان یوم القوم تقدمہم وقال ابو بکر معنی قولہم یوم القوم ای یتقدمہم اخذ من الامام تقال فلان امام القوم معناہ ہو المتقدم لہم ویکون الامام رئیسا کقولک امام المسلمین اور منتہی الارب مین لکہا ہے وامہم امامۃ وامہم امام وپیش رو ایشان شد اس صورت مین مطلب حدیث کا یہہ ہوا کہ عیسی علیہ السلام اترینگے اور دجال کے مقابلہ کے واسطے پیش رو ہونگے۔ اور اوس پر قرینہ بھی یہہ ہے کہ فامہم کے ساتھہ فاذا راہ عدو اللہ ذاب متصل ہے یعنے جب مسلمانون کے ساتھہ مقدمۃ الجیش مین سب سے آگے عیسی علیہ السلام کو دجال اپنے مقابلہ مین دیکہیگا تو گل جائیگا اس سے ظاہر ہے کہ اونکو پیش رو لشکر دیکہیگا ورنہ مسجد مین دیکھنے کا اوسکو کوی موقع نہین کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مسجد کا دروازہ نماز کے وقت بند ہوگا یہان مرزا صاحب یہہ اعتراض ضرور کرینگے کہ فینزل عیسی السلام فامہم سے ظاہرا امامت نماز معلوم ہوتی ہے مگر اوس کا جواب یہہ ہے کہ ہان یہہ بھی ایک احتمال ہے اور جو مذکور ہوا وہ بھی احتمال ہے جس پر قرینہ بھی

موجود اور لفظ بھی مساعد ہے اور دوسری احادیث بھی اوسکی موید ہین۔ بہت ہوگا تو تعارض
کی وجہ سے دونون احتمال ساقط ہونگے مگر اوس سے ہماری مقصود مین کوی نقصان
نہین آتا کیونکہ دوسری حدیثین صحیح صحیح بجائے خود بحال ہین جن سے صاف ظاہر ہے
کہ عیسی علیہ السلام امیر المومنین کی اقتدا کرینگے۔ اس توجیہ پر اتنی بات باقی رہہ جائیگی
کہ اس حدیث سے یہہ معلوم نہوگا کہ اوس وقت امامت کون کرینگے مگر یہہ کوی قابل اعتراض
بات نہین۔ اہل علم پر پوشیدہ نہین کہ قرآن شریف مین کس قدر محذوفات ہین مثلاً
واذا الارض مدت والقت ما فیہا وتخلت واذنت لربہا وحقت یا ایہا الانسان الآیۃ مین
جزا محذوف ہے جسکی نظیرین بکثرت موجود ہین اسیطرح قصص مین کہین پورا قصہ
ذکر کیا گیا اور کہین اختصار کیا گیا جسکی نظیرین بکثرت موجود ہین۔ اسیطرح قولہ تعالی
یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقناکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من
علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لنبین لکم ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی ثم
نخرجکم طفلا اور دوسری جگہہ ارشاد ہے قولہ تعالی ہو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ
ثم من علقۃ ثم یخرجکم طفلا دیکھئے آیۃ سابقہ مین ارشاد ہے کہ نطفہ سے علقہ اور علقہ سے
مضغہ اور مضغہ سے طفل بنایا جاتا ہے اور دوسری آیت مین ہے کہ علقہ سے
طفل بنایا جاتا ہے یعنے اس آیت مین مضغہ مخلقہ وغیر مخلقہ ترک کردیا گیا اسیطرح
احادیث مین بھی کہین پورا واقعہ مذکور ہوتا ہے اور کہین بالاختصار اور عقل وتجربہ
بھی اس پر گواہ ہے کہ جب آدمی متعدد مجلسون مین کسی واقعہ کو ذکر کرتا ہے تو اس کا
التزام نہین کرتا کہ من اولہ الی آخرہ پورا واقعہ بیان کردے بلکہ بحسب ضرورت
مقام اور اقتضائے حال کمی وزیادتی ہوجاتی ہے۔ اسی طور پر اس حدیث شریف مین

نماز کی امامت کا ذکر ترک کر دیا جو بارہا مختلف حدیثون مین بیان فرما دیا ہے اس موقع مین مقصود اسیقدر تہا کہ عیسی علیہ السلام اوس لشکر کے آگے رہینگے جنکو دیکہکر دجال مضمحل ہو گا مرزا صاحب اس حدیث کو اپنے پر چسپان کرنا چاہتے ہین معلوم نہین وہ کیونکر ہوسکیگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہین اے مسلمانو اوس روز تمہاری کیا حالت ہوگی جب عیسی ابن مریم آسمان سے اترینگے اور تمہارا امام تمہی مین سے ہوگا۔ اس قسم کی بات ایسے موقع مین کہی جائے تو زیبا ہے کہ کوی بڑی بات کا وقوع ہو مثلاً عیسی علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی جنکی جگہہ جگہہ قرآن شریف مین تعریف و توصیف ہے آسمان سے اترین اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کہلائین اور خود امامت بہی نکرین بلکہ ایک امتی کی اقتدا کرین۔ البتہ یہہ کمال افتخار اور خوشی کی بات ہوگی اور یہہ اس وجہ سے کہ آدمی کا مقتضائے طبع ہے کہ جب کوی جلیل القدر شخص اپنے کسی بزرگ مثلاً باپ یا مرشد کا تابع ہوکر اپنے حلقہ مین شریک ہوتا ہے تو ایسی خوشی ہوتی ہے کہ جس کا بیان نہین ہوسکتا اسی بنا پر حضرت فرماتے ہین کہ اوس روز کیا حالت ہوگی جب تمہارے ساتہہ آن جلالت شان عیسی علیہ السلام شریک حال ہونگے۔ فی الواقع جنکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال درجہ کی محبت ہے اونکی اوسوقت عجیب حالت ہوگی اسیوجہ سے ارشاد ہے کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم واما مکم منکم۔

اگر اس حدیث کا یہہ مطلب سمجہا جائے کہ اوسوقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب ایک پنجابی تم مین اتریگا اور تمہاری امامت کریگا۔ اسمین تو کوئی خوشی کی بات معلوم نہین ہوتی۔ اسمین شک نہین کہ یہہ بات اس قابل ہے کہ

عرب اوسکو بہت برا سمجھین مگر اس لحاظ سے کہ وہ ایک مہمان ہوگا جو (اذا نزل) سے سمجھا گیا ہے چندان ملال کے قابل بھی نہین۔ بہرحال ایک پنجابی شخص کا کسی نماز مین امامت کرنا نہ کوئی خوشی کی بات ہے نہ غمی کی۔ پھر کیف انتم سے اوس واقعہ کی عظمت بیان کرنا کسقدر شان بلاغت و فصاحت سے دور ہے۔ در باطن یہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک حملہ ہے کہ ایسے خفیف خفیف امور کو حضرت عظیم الشان سمجھتے تھے۔ اور اگر یہہ خیال کیا جائے کہ اوس شخص مین عیسی علیہ السلام کے کمالات ہونگے جب بھی بقول مرزا صاحب وہ کمال بھی گیا دارومدار اونکے معجزون کا مسمریزم تھا جس کو خود مرزا صاحب قابل نفرت سمجھتے ہین ایسے قابل نفرت شخص کی امامت کوئی وقعت کی بات نہین ہوسکتی اب رہا یہہ کہ احیائے اموات وغیرہ سے ہدایت مراد لی جائے تو وہ بھی کوئی نئی بات نہین علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرما کر حضرت نے ہر ایک عالم ہندی کو انبیائے بنی اسرائیل کا مثیل قرار دیا جن مین موسی اور عیسی وغیرہ انبیاء علیہم السلام داخل ہین۔

(۳۳) امام مہدی جو عیسی علیہ السلام کے زمانہ مین ہونگے وہ خاندان اہل بیت کرام سے ہونگے جن کا حلیہ بھی بتلا دیا گیا جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔

(۳۴) اٹھارہ سال کی عمر مین امام مہدی رض دمشق مین جا کر خطبہ پڑہینگے جیسا کہ معلوم ہوا

(۳۵) امام مہدی رض قسطنطنیہ فتح کرینگے اور ساتھہ ہی دجال نکلے گا کما مر۔

(۳۶) امیر المومنین رض عیسی علیہ السلام کو امامت کیلئے کہینگے مگر وہ اوس پر راضی نہو نگے

(۳۷) عیسی علیہ السلام نماز کے بعد مسجد کا دروازہ کہلوا دینگے اور اوسوقت دجال وہان موجود ہوگا

(۳۸) دجال کے ساتھہ ستر ہزار یہود ہونگے اور سب بھاگینگے کما مر۔

(۳۹) پتھر جہاڑ وغیرہ یہودیون کی نشاندہی کرینگے تاکہ اہل اسلام اونکو قتل کر ڈالین کما مر

(۴۰) امام مہدی کی تائید کے لئے حارث کا خراسان کی طرف سے نکلنا جیسا کہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النہر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او یمکن لآل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کما مکنت قریش لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجب علی کل مومن نصرہ او قال اجابتہ رواہ ابو داود یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ماوراء النہر سے ایک شخص نکلیگا جس کا نام حارث ہوگا جس کے مقدمۃ الجیش پر ایک شخص منصور نام ہوگا آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ ایسی مدد دیگا جیسے قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد دی تھی ہر مسلمان پر اوسکی مدد واجب ہے اور ایک روایت یہہ ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رائیتم الرایات السود جاءت من قبل خراسان فاتوہا فان فیہا خلیفۃ اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلایل النبوۃ از شرح رسالہ قیامت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی مولفہ مولانا کرامت علی صاحب محدث دہلوی یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم دیکھو کہ سیاہ نشان خراسان کی طرف سے آرہے ہین تو اون لوگون کے ساتھہ ہوجاؤ اسلئے کہ اون مین مہدی خلیفۃ اللہ ہونگے۔

ان روایات سے ثابت ہے کہ حارث امام مہدی کی مدد کے لئے خراسان کی طرف سے فوج لیکر نکلیگا اور امام مہدی بھی اوسکے ساتھہ ہونگے ان روایتون مین کئی امور قابل غور ہین

(۱) حارث کا خروج۔

(۲) اوسکا مقام خروج ماوراء النہر ہوگا۔

(۳) اوس کی فوج کے مقدمۃ الجیش پر ایک شخص ہوگا جس کا نام منصور ہوگا۔

(۴) غرض اوس کی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید ہوگی۔

(۵) امام مہدی بھی اوس فوج مین موجود ہونگے۔

(۶) ہر شخص پر واجب ہوگا کہ اون کی مدد کرے۔

امر اول کی نسبت مرزا صاحب کہتے ہین کہ وہ حارث مین ہون چنانچہ لذالۃ الاوہام صفحہ ۳۲ مین لکھتے ہین انگریزی سلطنت مین تین گانون تعلقداری اور ملکیت قادیان کا حصہ جدی والد مرحوم کو ملے جو ابتک ہین اور حارث کے لفظ کے مصداق کیلئے کافی ہین ؎ مرزا صاحب اپنی زمینداری سے یہان یہہ کام لینا چاہتے ہین کہ اس حدیث کے مصداق بنین اور اوس کی دلیل یہہ پیش کرتے ہین کہ اس حدیث مین لفظ حارث مذکور ہے اور حارث زمیندار کو کہتے ہین اور مین زمیندار ہون حارث کے معنی جو زمیندار تبلارہے ہین اوس سے مسلمانون کو دہوکا دینا ہین مقصود ہے۔ کیونکہ کتب لغت مین مصرح ہے کہ حارث کسان کو کہتے ہین۔ اور اگر بالفرض وہ کسان بھی قرار دیئے جائین جب بھی اس حدیث کے مصداق نہین ہوسکتے اسلئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ نہین فرمایا کہ یخرج رجل حارث بلکہ یہہ فرمایا رجل یقال لہ الحارث جس سے ظاہر ہے کہ اوس شخص کا نام حارث ہوگا کیونکہ یقال لہ اعلام کے مقام مین کہا جاتا ہے جیسا کہ یہہ حدیث اس پر شہادت دے رہی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یذہب اللیل والنہار حتی یملک رجل من الموالی یقال لہ الجہجاہ رواہ الترمذی غیاث اللغات مین لکھا ہے حارث اسد و شیر درندہ و بمعنی زراعت کنندہ و مزارع و نام ابن ہشام کہ از صنادید عرب بود" ظاہر ہے کہ یہہ تینون معنے مرزا صاحب پر صادق نہین۔ اگر حارث زمیندار کو کہنا صحیح ہو تو ہر بادشاہ پر بطریق اولی یہہ لفظ صادق آئیگا حالانکہ کسی کتاب مین وہ اسکی تصریح نہین بتا سکتے بہرحال لفظ حارث کے مصداق

وہ کسطرح بن نہین سکتے ۔

مرزا صاحب نے اس حدیث مین ایک اور تصرف کیا ہے کہ (یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل) کا مطلب یہہ بتایا کہ ایک شخص حارث نام یعنے حراث ماوراء النہر سے نکلیگا جیساکہ ازالۃ الاوہام صٓ ۷۹ مین فرماتے ہین کہ اب وہ حدیث جو ابو داود نے اپنی صحیح مین لکھی ہے ناظرین کے سامنے پیش کرکے مین اوسکے مصداق کی طرف توجہ دلاتا ہون سو واضح ہو کہ یہہ پیشگوی جو ابو داود کی صحیح مین ہے کہ ایک شخص حارث نام یعنے حراث ماوراء النہر سے یعنے سمرقند کی طرف سے نکلیگا اور آل رسول کو تقویت دیگا جس کی امداد و نصرت ہر ایک مومن پر واجب ہوگی ۔ الہامی طور پر مجھپر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہہ پیشگوی اور مسیح کی پیشگوی جو مسلمانون کا امام اور مسلمانون مین سے ہوگا دراصل یہہ دونون پیشگوئیان متحد المضمون ہین اور دونون کا مصداق یہی عاجز ہے اب دیکھئے کہ اونکا یہہ قول کہ ایک شخص حارث نام یعنے حراث ماوراء النہر سے نکلیگا) کس طرح صحیح ہوگا ۔ اگر تفسیر کے لحاظ سے دیکھا جائے تو حارث مفرد ہے اور حراث جمع ہے مفرد کی تفسیر جمع کے ساتھہ صحیح نہین ۔ اور اگر جمع کا لحاظ کیا جائے تو من تبعیضیہ کی ضرورت ہے مگر مضاف الیہ حراث کا جو ماوراء النہر کو بتارہے ہین وہ خود مضاف سے بھی کئی درجہ اوپر ہے مضاف الیہ کے تحت مین کیونکر آسکے ۔ البتہ اس لحاظ سے کہ مرزا صاحب کے کئی درجہ اوپر کے جد بزرگوار ماوراء النہر سے نکلے اور حارث مرزا صاحب بن رہے ہین یہہ توجیہ بن سکتی ہے مگر کلام یہان عبارت حدیث مین ہے کہ آیا نحو کی ترکیب بھی اُسکو اجازت دیتی ہے یا نہین سو ادنی درجہ کا طالب علم بھی سمجھتا ہے کہ وہ درست نہین کیونکہ (یخرج رجل من وراء النہر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل) کے معنے یخرج رجل یقال لہ الحارث ای من حراث ماوراء النہر سمجھنا کسی نحوی کا کام نہین مرزا صاحب

کی امت تو خوش ہوتی ہوگی کہ مرزا صاحب نے حدیثون کے ساتھ نحو کو بھی باطل کر دیا مگر اہل علم
اس کا صدمہ ہوتا ہے کہ اس دورہ مین علوم کی تباہی ہو رہی ہے ۔
اسکی ضرورت اونکو اس وجہ سے ہوی کہ حدیث شریف مین حارث کی مدد کرنے کا
حکم ہے انہون نے دیکھا کہ کسی طرح حارث بن جائین تو ہر طرف سے مال آنے لگ جائیگا
جو لوگ علم سے ناواقف تھے اونکو ترکیب نحوی سے کیا غرض انہون نے مرزا صاحب کے
اعتبار پر ایک حارث ھی کیا مہدی مسیح موعود نبی رسول اور خدا کی اولاد کے برابر بھی
مان لیا اور مرزا صاحب نے فوراً چندون کی فہرست پیش کردی چنانچہ اسی تقریر کے
ضمن مین ص۱۱ لکھتے ہین - یہہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک عظیم الشان سلسلہ
اوس حارث کے سپرد کیا جائیگا جس مین قوم کی امداد کی ضرورت ہوگی جیسا کہ ہم
فتح اسلام مین اوس سلسلہ کی پانچون شاخون کا مفصل ذکر کر آئے ہین - اور نیز
اس جگہہ بھی یہی اشارۃً سمجھا گیا ہے کہ وہ حارث بادشاہون یا امیرون مین سے
نہین ہوگا تا اپنے مصارف کا اپنی ذات سے متحمل ہو سکے - اور اس تاکید شدید کرنے سے
اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اوس حارث کے ظہور کے وقت جو مثیل مسیح ہونیکا
دعوی کریگا لوگ امتحان مین پڑ جائینگے اور بہتیرے اون مین سے مخالفت پر کھڑے ہو
اور مدد دینے سے رکین گے کہ اوسکی جماعت متفرق ہو جائے اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پہلے سے تاکید کرتے ہین کہ اے مومنو تم پر اوس حارث کی مدد واجب ہے ایسا نہو تم
کسی کے بہکانے سے اوس سعادت سے محروم رہ جاؤ اہل وجدان سلیم سمجھ سکتے ہین
کہ اس حدیث سے یہہ سب اشارات مرزا صاحب کے مفید مدعا کس صفائی سے نکالے
جا رہے ہین - مرزا صاحب کا خیال ایک اعتبار سے درست بھی ہے اسلئے کہ جب تک

ایسی تدابیر نہ کی جائیں کوی روپیہ دینا ہی تو نہین اور ایسا کون آدمی ہے جس کو روپیہ کی ضرورت نہو خصوصاً زمینداری بلکہ موروثی شاہی خیال والون کو تو بہت سی ضرورتیں لاحق رہتی ہین اب اوس حدیث پر اور بھی غور کیجئے۔ ابوداود کے نسخون مین یہہ عبارت (الحارث حراث) دو طور پر ہے بعض نسخون مین حارث ابن حراث ہے جس کا مطلب ظاہر ہے کہ حارث کے باپ کا نام حراث ہوگا اور بعض نسخون مین حارث حراث علی مقدمتہ رجل ہے یعنے حارث ایسی حالت مین نکلیگا کہ اوسکے مقدمۃ الجیش پر ایک شخص ہوگا جس کا نام منصور ہوگا اس نسخہ کی شرح مین محدثین لکھتے ہین حراث لعلام اسے امیر و عامل للحارث یعنے حراث کے معنی کارگزار اور کاسب کے ہین چنانچہ لسان العرب مین لکھا ہے وفی الحدیث اصدق الاسماء الحارث لان الحارث الکاسب واحترث المال ای کسبہ والانسان لایخلو من الکسب طبعاً واختیاراً۔

امر دوم یعنے حارث کا مقام خروج ماوراء النہر ہونا جو حدیث شریف مین ہے اوسکی نسبت مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۲۱ مین فرماتے ہین کہ بابر بادشاہ کے وقت مین اجداد اس نیازمند کے خاص سمرقند سے ایک جماعت کثیر کے ساتہہ کسی سبب سے ہجرت اختیار کر کے دہلی مین پہنچے انہین شاہی خاندان سے ایسا تعلق خاص تہا جس کی وجہ سے وہ اوس گورنمنٹ کی نظر مین معزز تھے چنانچہ بادشاہ وقت سے پنجاب مین بہت سے دیہات جاگیر کے انہین ملے اور ایک بڑی زمینداری کے وہ تعلقدار ٹہیرائے گئے۔"

بابر بادشاہ کے زمانہ کو چار سو برس گذرتے ہین اس عرصہ مین تخمیناً دس پندرہ پشت مرزا صاحب کے گذر گئے ہونگے اور جد اعلیٰ جو دہلی تشریف لائے تھے مقصود اوس سے سمرقند سے ہجرت کر کے اس غرض سے نکلنا تہا کہ بادشاہ سے کوی دنیوی نفع حاصل

کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جاگیرات وغیرہ ملین۔ اب مرزا صاحب فرماتے ہین کہ سمرقند سے یعنے ماورالنہر سے کوی بھی نکلے مگر حارث تو مین ہی ہون کیونکہ الہام سے ایسا ہی معلوم ہوا ہے۔

مرزا صاحب نے اس موقع مین حسن ظن سے بہت کام لیا ورنہ ملہم سے پوچھ لیتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صاف فرما دیا ہے کہ حارث وراءالنہر سے نکلیگا اور مین تو وراءالنہر کہان پنجاب سے بھی باہر نہین نکلا پھر حارث ہونے کا کیونکر دعوی کرون اور اگر اس حدیث کے معنی خلاف واقع بیان کردون تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہوگا جسکے بارے مین سخت وعید وارد ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار متفق علیہ یعنے جو بات حضرت نے نہین کہی وہ حضرت کی طرف منسوب کرنا دوزخ مین ٹھکانا بنا لینا ہے۔ اس سوال کے بعد جب ملہم کوی تشفی بخش جواب نہ دیتا اور یقیناً نہ دے سکتا تو اوسپر لاحول پڑہکر سمجھہ جاتے کہ یہہ شیطانی الہام ہے جو مخالف حدیث ہے۔ بات یہہ ہے کہ مرزا صاحب کو چند دون کی ضرورت ہے اور صبح و شام اوسیکا خیال لگا رہتا ہے اسلئے جس طرح مرزا صاحب نے اپنی ذاتی تحقیق سے قاعدہ قرار دیا ہے شیطان نے موقع پاکر الہام کردیا اور مرزا صاحب کو ضرورت کے لحاظ سے اوسکے رد کرنے کا موقع نہ ملا۔

تیسرا امر یعنے حارث کے مقدمۃ الجیش پر منصور نام سردار ہونا جو حدیث مین مذکور ہے اوسکی نسبت ازالۃ الاوہام ص ۹۶ مین تحریر فرماتے ہین کہ پھر اوسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکے لشکر یعنے اوسکی جماعت کا سردار و سرگروہ

ایک توفیق یافتہ شخص ہوگا جسکو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جائیگا کیونکہ اوسکے
خادمانہ ارادون کا جو اوسکے دل مین ہونگے آپ ناصر ہوگا اس جگہ اگرچہ اوس منصور
کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا ہے مگر اس مقام مین درحقیقت کوئی ظاہری
جنگ جدل مراد نہین بلکہ ایک روحانی فوج ہوگی کہ اوس حارث کو دی جائیگی
جیساکہ کشفی حالت مین اس عاجز نے دیکھا ہے

حدیث شریف مین (علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور) مذکور ہے - اور لغت مین
مقدمہ فوج کے اس حصہ کو کہتے ہین جو تمام لشکر کے آگے رہتا ہے جس سے
ظاہر ہے کہ حارث معمولی آدمی نہوگا بلکہ لشکر جرار لیکر امام مہدی کی مدد کو نکلیگا
اور ایک نامی سردار اوسکے مقدمتہ الجیش پر ہوگا - اور دوسری روایت
مین جو اسکی تائید مین ہے صراحتًہ یہہ بھی مذکور ہے کہ اوس فوج کے نشان
سیاہ ہونگے جس کا حال ابھی معلوم ہوا مرزا صاحب سب کی نفی کرکے فرماتے
ہین کہ وہ ایک معمولی پنجابی آدمی ہوگا جسکے ساتھہ نہ فوج ہے نہ حشم البتہ
اوسکے مریدون مین ایک شخص ہوگا جسکو آسمان پر منصور پکارا جائیگا -
مرزا صاحب کی تحریر سے ابھی معلوم ہوا کہ اس حدیث سے اشارۃً سمجھا گیا
کہ وہ حارث بادشاہ یا امیرون مین سے نہین ہوگا تا ایسے مصارف کا
اپنی ذات سے متحمل ہوسکے غالبًا اشارہ اسی سے نکالا ہوگا کہ حارث کی
نصرت کا حکم ہے - انہون نے نصرت کو چندہ مین منحصر کردیا حالانکہ چندہ
دینے کا نام نصرت نہین حق تعالی فرماتا ہے و لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ
کیا مرزا صاحب اس آیت کی تفسیر مین بھی یہہ فرماوینگے کہ خدا تعالی نے چندہ دیا تھا

مرزا صاحب لفظ وجب نصرہ سے اشارۃً یہہ نکالتے ہین کہ وہ بادشاہ اور
امیر نہوگا اور جو صراحۃً لشکر درایات وغیرہ مذکور ہے اوس سے انکار ہے۔
تو مرشد کے زمانہ کے مسلمانون کو آفرین کہنا چاہئے کہ باوجودیکہ انہی
حدیثون پر استدلال کر کے اپنی مہدویت کے ثبوت پر ایک لشکر جرار پیش
کرتا ہوگا۔ مگر جو خالص ایماندار تھے وہ نور ایمان سے اوسکی کارروائیون
پر نظر کر کے اوسکے دام مین نہ آے برخلاف اسکے ہمارے زمانہ کے مسلمان
دیکہہ رہے ہین کہ ایک علامت بھی پائی نہین جاتی مگر مرزا صاحب کے
تصنیفات و تاویلات پر ایمان لاکر انہی کا کلمہ پڑھ رہے ہین اور جو لوگ
اونکو مکائد پر اونکے مطلع کرتے ہین انہی کو دشمن سمجھتے ہین۔
یہان یہہ امر بھی غور طلب ہے کہ مرزا صاحب کا لشکر تو روحانی ہے نہ جسمانی
فوج ہے نہ جنگ و جدل پھر چندہ ون کی کیا ضرورت ایسے لطیف لشکر کی نصرت
کثیف چیز سے طلب کرنا اور مال جسکا فتنہ ہونا مسلم ہے اوسکے لئے ہاتھہ
پہیلانا کس قدر نامناسب اور بدنما ہے ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۵۶ مین خود فرماتے
ہین کہ مسیح دنیا مین اگر مال کو اس قدر تقسیم کریگا کہ لوگ لیتے لیتے تہک جاینگے
یہہ نہین کہ مسیح درہم و دینار کو جو مصداق آیت انما اموالکم و اولادکم فتنۃ ہے
جمع کریگا اور ردانستہ ہر ایک کو مال کثیر دیکر فتنہ مین ڈالیگا۔
مرزا صاحب کا حزم و احتیاط بھی قابل دید ہے کہ مال مین دو جہتین ہین
محمود و مذموم جب دینے کی کوئی روایت آجاتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
بہت مال دینگے تو مال نہایت مذموم اور فتنہ ہوجاتا ہے کہ اگر دیا جاے تو

لوگ فتنہ مین پڑینگے ۔ اور لینے کا موقع آتا ہے تو نہایت محمود اور اس قابل ہوجاتا ہے کہ اوسکے لئے دست سوال دراز کیا جاسے ۔ اور اوسکے دینے کی حدیثون مین فرماتے ہین کہ اون سے مراد باتین کرنا ہے ۔ اور لینے کے وقت وہی خاص جسم قرار دیا جاتا ہے جس مین استعارہ اور کنایہ کو دخل نہین امر چہارم یعنے حارث کی غرض آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید ہوگی اوسکی نسبت ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۱ مین لکھتے ہین کہ حارث ایسے وقت مین ظاہر ہوگا کہ جس وقت مین آل محمد یعنے اتقیا مسلمین جو سادات قوم و شرفاے ملت ہین کسی حامی دین اور مبارز میدان کے محتاج ہونگے ۔ آل محمد کے لفظ مین ایک فضل اور طیب چیز کو ذکر کرکے کل افراد جو پاکیزگی اور طہارت مین اوس چیز سے مناسبت رکھتے ہین اوسکے اندر داخل کئے گئے ہین جیسا کہ عام طریقہ متکلمین ہے کہ بعض اوقات ایک چیز کو ذکر کرکے کل اوس سے مراد لیتے ہین ۔

ابھی معلوم ہوا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد امام مہدی ہین جیسا کہ دوسری حدیث سے ظاہر ہے مرزا صاحب نے اوس روایت سے اغماض کرکے صرف آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم والی حدیث کو لے لیا اور اوس مین بھی تصرف کیا کہ اوس سے مراد تمام مسلمان ہین جنکی تائید کے لئے وہ خراسان یعنے سمرقند سے نکلے ہین اور تائید بھی کی کہ تمام روے زمین کے مسلمانون کو بلکہ صحابہ سے لیکر آج تک کے مسلمانون کو مشرک بنادیا جس کا حال مذکور ہوا ۔

یہہ بات اہل علم جانتے ہین کہ مجازی معنے وہین لئے جاتے ہین جہان حقیقی معنی نہ بنین ۔ اب یہہ دیکھنا چاہئے کہ اس پیشگوئی کے حقیقی معنی چھوڑنے کی کیا

ضرورت ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہہ فرماتے کہ فلان سنہ مین یہہ واقعہ ہوگا پہر اگر وہ سنہ قریب الختم ہوتا تو اوسوقت اُس حدیث کی تصحیح کے لئے مجازی معنی لے سکتے تھے۔ امام مہدی حارث اور عیسی علیہ السلام اور دجال وغیرہ کا نکلنا تو قیامت کی علامات کبری سے ہین جنکے متصل قیامت ہوگی۔ اور یہہ علم کسیکو نہین دیا گیا کہ قیامت کس سنہ مین ہوگی یہانتک کہ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر پوچھا کرتے تھے کہ قیامت کب ہوگی حق تعالی نے فرمادیا کہ اون سے صاف کہدو کہ اوسکا علم خدا ہی کو ہے جب چاہیگا قایم کردیگا چنانچہ ارشاد ہے یسئلونک عن الساعة ایان مرسٰہا قل انما علمہا عند ربی لا یجلیہا لوقتہا الا ہو۔ اور اِسی معلوم ہوا کہ عیسی علیہ السلام نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شب معراج کہا تھا کہ قیامت کب ہوگی یہہ تو سوائے خدا تعالی کے کسیکو معلوم نہین البتہ دجال کا قتل میرے ذمہ ہے جو وقت پر عمل مین آجائیگا۔ جب قیامت کا علم کسی کو نہین جس سے یہہ معلوم ہو کہ اس زمانہ مین اگر اون احادیث کے معنے مجازی نہ لئے جائین تو وقت منقضی ہو جائیگا اور وہ حدیثین نعوذ باللہ جہوٹی ثابت ہونگی تو پہر کیا ضرورت ہے کہ حقیقی معنی چہوڑ کے مجازی معنی لئے جائین اگر مجازی معنی ہر موقع مین لینے کی اجازت شرعاً اور لغتہً ہو جائے تو ہر شخص قرآن و حدیث مین خود غرضی سے مجازی معنی لیکر اپنا مطلب نکالیگا اور جتنے مفتری اور کذاب ہین اپنا اپنا دین علحدہ بنا لینگے جس طرح مرزا صاحب بنا رہے ہین کہ عیسی مجازی دجال مجازی قتل مجازی مہدی مجازی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجازی حارث مجازی منصور مجازی جنگ وغیرہ سب مجازی جس کا مطلب ظاہر ہے

کہ یہہ کل کارخانہ جو جایا گیا ہے محض بے اصل و بے حقیقت ہے۔
امر پنجم و ششم یعنے امام مہدی کا اوس لشکر مین ہونا اور اونکی مدد کی ضرورت اِس مقام این اونکو صرف حارث بننا منظور تھا ان حدیثون سے اگر اپنی مہدویت ثابت کرتے تو کوئی دوسرا شخص حارث بنکر چند دن کا مستحق ہوتا۔ چونکہ اس حدیث سے چند دن کی کارروائی کو تائید پہنچتی ہے اسلیئے اِس حدیث مین بڑا ھی زور لگایا اور چار صفحہ تک اسمین خامہ فرسائی کی مگر یہہ ثابت نہ کرسکے کہ حارث کا دیان سے نکلیگا۔ اگر مرزا صاحب چاہتے تو چند روز مین اپنے خاص خاص مریدون کے ساتھہ ماورا النہر تک جاکر چلے آتے جس سے ماورا النہر یا خراسان سے نکلنا صادق آجاتا اور کسیکو یہہ کہنے کی گنجایش نہ ملتی کہ مرزا صاحب ماوراء النہر سے نہین نکلے مگر وہ اون سے ہنوسکا اور کیونکر ہوسکتا وہ تو مخبر صادق کا کلام ہے جو سوائے اپنے مصداق کے کسی دوسرے پر صادق آھی نہین سکتا باطن مین فی الحقیقت یہی وجہ تھی مگر ظاہرا افغانستان کا خوف سدراہ ہوا ہوگا۔ جب یہود سے کہا گیا کہ اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ مگر خدا جانے اون پر کس قسم کا خوف طاری ہوگیا تھا کہ اونکے منہ سے کوئی تمنا کا کلمہ نکل ھی نہ سکا آخر اونکا جھوٹا ہونا خود اونکی طرز عمل سے مسلم ہوگیا۔
یہہ چند علامتین عیسی علیہ السلام کے زمانہ کی ہین اگرچہ اور بہت سی علامات احادیث سے ثابت ہین مگر طالبین حق کے لیئے یہہ چالیس علامتین بھی کم نہین ہین اگر در دہ کس است یک حرف بس است۔ آپنے دیکھہ لیا کہ ان علامتون سکے

ایک بھی مرزا صاحب پر صادق نہین آتی اب وہ اس فکر مین ہوئے کہ کسیطرح ان علامات کو
اپنے پر چسپان کر لین ورنہ عیسویت سے دست بردار ہونا پڑتا ہے اسلئے اقسام کی تدبیرین
کین - مثلاً ناموں مین تحریف کر دی اپنا نام عیسیٰ مہدی حارث وغیرہ رکھہ لیا اور قادیان
کو دمشق - اور بار دریون اور ابن صیاد کو دجال اور نصاری کو یاجوج و ماجوج قرار دیا
اور کہین معنون مین تحریف کی مثلاً قتل دجال اور کسر صلیب سے مراد رد مذہب اور معمولی
سوال جواب - اور بے حساب مال تقسیم کرنے سے مراد علمی باتین بیان کرنا - اور
کسی حدیث کی نسبت کہدیا کہ وہ حضرت کا خواب تعبیر طلب تہا اوسکے وہ معنی نہین
جو ظاہر مین سمجھے جاتے ہین - اور کہین عقل سے حدیث کو رد کر دیا جیسا کہ لکھا ہے
کیا عیسی مہدی اور ہدایت یافتہ نہین پہر مہدی کی کیا ضرورت - اور جہان
کچھہ نہ بنا تو کہدیا کہ وہ بھی ایک استعارہ ہے جیسا کہ دجال کے شام و عراق کے
درمیان سے نکلنے کے باب مین لکھا ہے اور سردار لشکر کا نام جو حدیث مین
منصور مذکور ہے کہا کہ خدا کے نزدیک اوسکا نام منصور ہوگا - بلکہ کہین تو صاف
کہدیتے ہین کہ وہ حدیث ہی غلط ہے جیسا کہ نواس رض کی حدیث کی نسبت معلوم ہوا
بلکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف غلطی کی نسبت کر دی - اور کہین اغماض
ہی کر گئے مثلاً حدیث شریف مین مذکور ہے کہ عیسی علیہ السلام کے زمانہ مین کل
اسلام ہی اسلام ہو جائیگا اور درندے اور گزندے کسی کو ضرر نہ پہونچا سکینگے تو
وہان کہہ تو دیا کہ شیر اور بکری کو ایک جگہہ بٹہائیگا مگر اس مین کچھہ گفت و گونہ
کی کہ عیسی مین تو اون پیشگوئیون کا وقوع کیون نہوا غرض کہ اقسام کی بدنما
تدبیرین کین کہ کوئی سمجھدار آدمی اوس کو رضامندی کی نگاہ سے دیکھہ

نہین سکتا - افسوس ہے ایک زمانہ وہ تہا جسمین العاقل یکفیہ الاشارہ کے
مصداق بکثرت موجود تھے اوراب وہ زمانہ آگیا ہے کہ اشارہ تو درکنار سخن
سازیان باوآز بلند کہتی ہین کہ کُل تصنع ھی تصنع ہے مگرکسی کو جنبش نہین
ہوتی کہ مرزا صاحب کیا کررہے ہین - معتقدین اتنا تو خیال کرلیتے کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف مین غلطی ٹہیری تو اسکی تصدیق کیون
کی جائے کہ ایک نقلی عیسیٰ پنجابی شخص ہونا ضروری ہے آخروہ بھی کشفی بات ہے
اذا جاءالاحتمال بطل الاستدلال - اورکشف جب تعبیر طلب ہو تو کسی شخص کے
مثیل مسیح ہونے کی کیا ضرورت ممکن ہے کہ اوسکی تعبیر یہہ ہو کہ ایک زمانہ
ایسا آئیگا جس مین امت مرحومہ من جانب اللہ راہ راست پر آجائیگی کیونکہ
عیسیٰ کلمۃ اللہ ہین اور اللہ تعالیٰ کلمہ کن سے سب کچھہ کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہے
ولو شئنا لاتینا کل نفس ہدیہا اس تعبیر مین جیسے عیسیٰ کی ضرورت نہین ویسا ہی
مثیل عیسیٰ کی بھی ضرورت نہین - اور ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۹۹ مین انہون نے قاعدہ
بیان کیا ہے کہ لکل دجال عیسیٰ تو جس طرح پادریون کی قوم دجال بنائی گئی
اسیطرح اونکی رد کرنے والی قوم عیسیٰ ہوگی اور اگر وہان افراد قوم دجال ہین
تو ادہر بھی افراد قوم عیسیٰ ہونگے اسکا کیا ثبوت کہ ادہر تو دجال قوم ہو
اور ادہر ایک ہی شخص ہو - الحاصل ہسیون قرینے شاہد حال ہین کہ نہ انکو
حدیث سے کام ہے نہ قرآن سے مطلب صرف اپنی عیسویت مقصود بالذات
ہے جس سے بوضاحت ثابت ہے کہ جتنے الہام انہون نے اپنی عیسویت
وغیرہ سے متعلق لکھے ہین وہ سب دل سے بنائے ہوئے ہین کیونکہ جب آیات

واحادیث مین تصرفات کرکے ایسے معنے بیان کرتے ہین جسکا احتمال بھی نہین اور اسکی
کچھہ پروا نہین کرتے کہ دیکھنے والے کیا کہینگے تو الہام بنا لینا کونسی بڑی بات ہے
اوس مین تو دوسرا کوئی مطلع بھی نہین ہوسکتا آخر قرآن وحدیث کے خلاف مراد معنی بیان
کرنا بھی تو افترا ہی ہے۔ جس نے حرمت علیکم المیتۃ کے معنے یہہ لئے تھے کہ میتہ کسی
بزرگ کا نام تھا جس کی تعظیم کی گئی تھی اوس کو مردار سے کوئی تعلق نہین کیا یہہ
افترا علی اللہ نہین۔ مرزا صاحب بھی تو اسی قسم کے تصرفات کررہے ہین پھر اونکے
افترا ہونے مین کیا تامل اور جب یہہ افترا انہون نے جائز رکھا تو الہام بنا لینے مین کون
مانع ہے۔ پھر جو دلائل انہون نے اپنی عیسویت پر پیش کئے اون مین سے ایک بھی
ایسی نہین جو قابل توجہ ہو جسکا حال اوپر معلوم ہوا۔ اس سے یقیناً ثابت ہوا کہ عیسیٰ
علیہ السلام کی وفات پر انہون نے اسیوجہ سے زور دیا ہے کہ اونکی حیات مین خدشے
پیدا کرکے خود مسیح موعود بن جائین کیونکہ جب تک اونکی موت ثابت نہو وہ مسیح موعود نہین ہوسکتے
مشاہدہ سے ثابت ہے کہ کیسی ہی یقینی بات ہو جب آدمی اوس مین خدشے ڈالنے
کے درپے ہوتا ہے تو سخن سازیون سے دل پر کچھہ نہ کچھہ اثر ہو ہی جاتا ہے۔ دیکھئے
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت مین تیرا سو سال سے آج تک کسی کو
اختلاف نہین شیعہ سنی ہندو عیسائی وغیرہ سب کے نزدیک وہ مسلم ہے اور تمام تاریخی
کتابین اوس پر گواہی دے رہے ہین مگر مرزا حیرت صاحب نے اوس مین خدشے
ڈال ہی دیئے چنانچہ جاہلون مین ہر طرف چرچے ہو رہے ہین کہ مرزا حیرت صاحب نے
خوب ہی دلائل قایم کئے آج کل کے مباحثون کا حال بعینہ اس مباحثہ کا سا ہے
کسی مجلس مین ایک مولوی صاحب نے کوئی واقعہ بیان کیا جو ظاہرا غیر مربوط

سا تھا۔ اس پر ایک شاعر صاحب نے ہنسکر یہہ شعر پڑہا۔

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا الا یا ایہا الساقی ادرکاساً و ناولہا

مولویصاحب نے بگڑ کر کہا کیسا غلط پڑہتے ہو اتنا بھی نہین سمجھتے کہ ایک مصرعہ چھوٹا ایک بڑا ہے اس پر شاعری کا دعویٰ۔

شاعر۔ حضرت مجھے تو ایسا ہی یاد ہے صحیح آپ ارشاد فرمائین۔

مولویصاحب۔ خیر ہم ہی صحیح بتائے دیتے ہین

چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا الا یا ایہا الساقی اَدرکا

شاعر۔ ادرکا چہ معنی دارد۔

مولویصاحب۔ عربی پڑہین تو معلوم ہو کہ (ادر) امر کا صیغہ ہے اور کاف خطاب کا جو اشباع کی وجہ سے۔ ادرکا۔ پڑہا جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہہ ہے کہ ای ساقی پیالہ کے دور کرانے مین کیا لگا ہے اپنے کو پہیر اور ادہر متوجہ کر۔

شاعر۔ دیوان حافظ مین تو اس مصرعہ مین یہہ ہے ادرکاساً و ناولہا۔

مولویصاحب سبحان اللہ ترجمہ کا بھی آپکو خوب سلیقہ ہے کیا سعدی کے معنی حافظ اور زلیخا کے معنے دیوان ہین جو دیوان حافظ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ شاعر تو یہہ خبر دے رہا ہے کہ سعدی نے زلیخا مین یہہ مصرعہ لکھا ہے اور آپ کہتے ہین کہ دیوان حافظ مین ایسا نہین ہے۔ ہوا کرے۔

شاعر۔ کیا سعدی نے زلیخا بھی لکھی ہے۔

مولویصاحب۔ کیا سعدی کو زلیخا لکھنا منع تھا۔

شاعر۔ اگر لکھی ہے تو وہ زلیخا کہان ہے۔

مولویصاحب - کیا ساری دنیا کی کتابین آپ کے شہر مین موجود ہین یا آپنے سب کا مطالعہ کرلیا ہے اور صرف وہی ایک باقی رہگئی -

شاعر - حضرت آپ یہہ خیال نہین فرماتے کہ یہہ شعر کس موقع مین پڑہا جاتا ہے - جب کوی بے ربط بات کہی جائے تو مضحکہ کے طور پر پڑہتے ہین جس سے یہہ تبلایا جاتا ہے کہ وہ بات ایسی ہے جیسے اس شعر کا مضمون -

مولویصاحب - یہہ آپ کا خیال ہے مضحکہ سے کیا تعلق جب کوی دلچسپ بات سنتے ہین تو بے اختیار ہنسکر اوسکی داد دیتے ہین کہ اوپر متوجہ ہوکر پہر فرماتے جناب اتنا تو خیال کر لیجے کہ یہہ شعر حد تواتر کو پہنچ گیا ہے ہزارون ذی علم اُسکو پڑہتے ہین اور یہہ خبر دیتے ہین کہ یہہ مصرعہ سعدی نے اپنی زلیخا مین لکھا ہے کیا وہ سب جھوٹے ہین کیا اُن مین سے کسی نے بھی سعدی کی زلیخا کو نہ دیکھا ہوگا آپکی عقل پر افسوس ہے -

الغرض شاعر صاحب سے کچھہ نہ بن پڑی اپنا سا منھہ لیکر رہہ گئے اور آخر یہی کہنا پڑا کہ شاید ایسا ہی ہوگا -

کلام اسمین تھا کہ تیرا سو برس سے جو بات بلا خلاف ہم تک پہنچی اور جس پر ہر ملک و ملت کے لوگ گواہی دے رہے ہین اور کسی کو اوسمین ذرا بھی شک نتہا مرزا حیرت صاحب نے باتین بناکر جاہلون کو جو کہنے تو کر دیا اور بعض متزلزل بھی ہوگئے اور تعجب نہین کہ رفتہ رفتہ ایک جماعت بھی قایم ہوجائے -

اسیطرح مرزا صاحب اور اونکے امتی ہمہ تن متوجہ ہوکر اپنی پوری ذکاوتین مسئلہ وفات مسیح مین صرف کر رہے ہین جس سے جاہلون کے اعتقاد متزلزل

ہوگئے اور یہہ کوی نہین سمجھتا کہ مرزا صاحب حب منصب عیسویت اپنے لئے
تجویز کر رہے ہین اور اوسکا مدار انہی خدشات پر ہے تو اونکی غرض اوس سے متعلق
ہوی اور خود غرضی کارروائی عقلاً قابل التفات ہوسکتی ہے یا نہین پھر جب
اونکا مقصود یعنے اونکی عیسویت کسی دلیل سے ثابت نہوسکی تو عیسیٰ علیہ السلام
کی موت و حیات مین گفت وگو سے کیا فائدہ اونکو ضرور ہے کہ اپنی عیسویت بدلائل
ثابت کردین اور جب وہ بدلائل ثابت ہوجائے تو عیسیٰ علیہ السلام کی موت
خود بالضرور ثابت ہوجائیگی کیونکہ مسیح موعود تو ایک ھی ہے اور یہہ ممکن نہین کہ اونکی
موت ثابت ہونے سے مرزا صاحب کی عیسویت ثابت ہوجائے اسلئے کہ یہہ ضرور
نہین کہ عیسیٰ علیہ السلام مرتے ھی مرزا صاحب ھی عیسیٰ بن جائین آخر مرزا صاحب
بھی اسکے قائل نہین کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سنہ ۱۳ ہجری مین ہوی اور
وہ اوسکے جانشین ہوے - اور یہہ بات بھی کسی دلیل سے ثابت نہین ہوسکتی
کہ ایک عیسیٰ کے مرنے کے بعد دوسرے عیسیٰ کے نکلنے کی اسقدر مدت مقرر ہے
الحاصل مرزا صاحب مدعی عیسویت ہین اپنا دعوی معہ شرایط ولوازم ثابت کرنا
اونکے ذمہ ہے ہمین کوی ضرورت نہین کہ ہمارے دین مین طے شدہ اجماعی
مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو از سر نو ثابت کرین البتہ بحسب قواعد مناظرہ
ہمارا کام ہوگا کہ مدعی کے دلائل مین غور کر کے بحسب موقع و ضرورت جرح کرین
مرزا صاحب کو عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرنے اور آپ مسیح موعود ہونے
مین بڑے بڑے معرکے پیش آئے - پہلے یہہ ثابت کرنا انہون نے ضروری سمجھا
کہ کوئی شخص زندہ آسمان پر جا ہی نہین سکتا اس مین یہہ دقت پیش آئی

کہ قرآن واحادیث صحیحہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج ثابت ہے اگر قرآن وحدیث کی رعایت کرتے ہین تو اپنی بات بگڑتی ہے اور اگر بات کی رعایت کرتے ہین تو اُن آیات واحادیث سے ایمان رخصت ہوتا ہے آخر بحکم حبک للشئی یعمی ویصم طبیعت نے یھی حکم کیا کہ بات بگڑنے نہ پائے چنانچہ معراج جسمانی کا انکار ھی کردیا اور اس بات کے قائل ہوگئے کہ حضرت شب معراج مکہ سے باہر نہین گئے بستر ھی پر بیت المقدس وغیرہ کا کشف ہوگیا۔ اور سبحان الذی اسری بعبدہ وغیرہ آیات کو تاویل کرکے ٹال دیا۔ اسکے بعد یہہ خیال کیا کہ شاید کوئی یہہ کہدے کہ عیسیٰ علیہ السلام مرتو گئے مگر ممکن ہے کہ قیامت کے قریب زندہ ہوکر آجائین اوسکی پیش بندی یون کی کہ کوئی شخص مرنے کے بعد اس عالم مین زندہ ہو ہی نہین سکتا اور قرآن شریف مین جو ہزارہا مردون کا زندہ ہونا مذکور ہے اوسکا عقل سے ایسا مقابلہ کیا کہ اُنہی کا کام تہا کسی واقعہ مین کہا کہ مسمریزم سے صرف حرکت ہوگئی تھی اور کہی معنی بدل دئے مثلاً اماتہ اللہ مائتہ عام مین کہا کہ اوس سے موت مراد نہین بلکہ نیند ہے کہ سو برس تک سوئے رہے اسکے بعد یہہ سوچا کہ ایسی تدبیر کی جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت مین بھی زمین پر نہ آنے پائین اسلئے حشر اجساد ھی کا انکار کردیا اس دلیل سے کہ مرنے کے بعد قبر مین ایک سوراخ ہوجاتا ہے جس کی راہ سے جنتی آدمی جنت مین چلاجاتا ہے اور پہر وہان سے نکل ھی نہین سکتا۔ اب صدہا آیات واحادیث جو حشر اجساد اور قبر سے مردے نکلنے کے باب مین وارد ہین وہ سب اپنی اپنی جگہہ رکھی ہین اور سب پر ایمان بھی ہے مگر اونکے معنی سے کوئی تعلق نہین

اور اونکا وہ بھی قول صحیح ہو گیا کہ قرآن کے ایک نقطہ کی کمی و زیادتی نہین ہو سکتی کیونکہ مسلمانون کو تبلانے کیلئے الفاظ پر پورا پورا ایمان ہے جو کچھہ تصرف اور حکومت ہے سو معنی پر ہے - الغرض ان مقامات مین اور انکے سوا جو جو آیات و احادیث اونکو مقصود کے مخالف نظر آئین سب کے معنی مین تحریف کر ڈالی اور جن آیات و احادیث کو دیکھا کہ تغیر معنی سے اپنا مطلب نکل سکتا ہے اُن مین نئے معنی پیدا کر کے استدلال مین پیش کر دیا -

یون تو مرزا صاحب کی طبیعت خود جدت پسند اور موجد مضامین تازہ ہے مگر ظاہرا تقدم کی وجہ سے سر سید احمد خان صاحب کو مقتدا ہونیکا فخر حاصل ہے کیونکہ انہون نے ایسے طریقہ تبلا دئے کہ کہنے کو قرآن پر ایمان بھی مسلم رہے اور اپنی مطلب براری مین قرآن خلل انداز بھی نہ ہو مثلاً انہون نے دیکھا کہ جبتک گورنمنٹ کے ہم خیال نہون مقصود حاصل نہین ہو سکتا اسلئے قرآن کو حکمت جدیدہ کے تابع کر دیا اور جتنی آیتون سے آسمانون کا وجود ثابت ہوتا ہے سب مین تاویلین کر کے آسمانون کی جگہہ موہوم دوائر قایم کر دئے اور جنت و دوزخ کے باب مین جتنی آیات وارد ہین سب کو عالم خیال مین پہنچا دیا قرآن مین فرشتون کا ذکر بہت جگہہ ہے اوسکی تصدیق یون کی کہ آدمی وغیرہ مین جو قوتین ہین وہی ملائکہ ہین مگر یہہ ممکن نہین کہ آسمان پر بھی کوی فرشتہ ہو بہر حال خان صاحب اور مرزا صاحب الفاظ قرآن کی جہان تک حد ہے اوس مین مسلمانون کے ساتھہ ہین اور جہان معنی کا موقع آیا علحدہ ہو جاتے ہین اور اوسوقت سوائے اپنی خواہش کے مسلمان تو کیا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بھی فرماوین تو نہین سنتے تھی وجہ ہے کہ ان دونون صاحبون کے نزدیک احادیث ساقط الاعتبار ہین البتہ وہ حدیثین نواسندلال مین پیش کرتے ہین جن کو اپنے مفید مدعا سمجھتے ہین - مگر یہہ بات یاد رہے کہ ان حضرات نے جو ایمان کا طریقہ نکالا ہے وہ شرعاً ایمان نہین ہوسکتا اسلئے کہ قرآن جو نازل ہوا ہے اوس سے یہہ مقصود نہین کہ فقط الفاظھی پر ایمان لایا جائے دیکھہ لیجے اگر کوی شخص عمر بہر لا الہ الا اللہ پڑہا کرے اور اوسکے معنی یعنے توحید کا قائل نہو تو وہ شرعاً ہرگز مسلمان نہین سمجھا جاسکتا اگر معنی مین تعمیم کردی جائے کہ حسب مرضی جو جی چاہے سمجھہ لینا کافی ہے تو اس قسم کی تاویلون مین تعجب نہین کہ کفار کے اعتقاد بھی داخل ہوجائین جو منصور نے حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر مین تاویل کرکے مردار خنزیر وغیرہ حلال کردیا تھا حالانکہ اس آیت کو وہ کلام الہی کہتا تھا کیا اس قسم کے ایمان سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اوسکو اس آیت پر ایمان تھا -

اب ہم خیرخواہانہ اہل اسلام سے عرض کرتے ہین کہ ایمان بڑی نعمت عظمی ہے آخرت کی نجات اور راحت ابدی کا مدار اسی پر ہے اوسکی حفاظت اور احتیاط کی بڑی ضرورت ہے ہرکس وناکس کو اپنے ایمان پر تصرف دینا نہایت خلاف عقل ہے مولانا روم رح فرماتے ہین -

اے بسا ابلیس آدم روی ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

معراج کا مسئلہ اسلام مین ایک عظیم الشان ہے جس سے امتیون کو کمال درجہ کا افتخار حاصل ہے کہ سوائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی کو یہہ فضیلت

حاصل نہین ہوی مگر مرزا صاحب خود غرضی سے اوس مین کلام کرتے ہین کہ اگر معراج
جسمانی ثابت ہوجائے تو عیسی علیہ السلام کا آسمان پر زندہ جانا ثابت ہوجاتا ہے
اگرچہ ظاہر مین وہ اسکی تصریح نہین کرتے مگر قراین و دلائل واضحہ اسکی خبر دے رہے
ہین بہرحال ازالہ الادہام صـ۴۷ـ مین لکھتے ہین کہ یہہ معراج اس جسم کثیف کے ساتھہ
نہین تھا بلکہ وہ اعلی درجہ کا کشف تھا اس کثیف بیداری سے یہہ حالت زیادہ
اصفی واجلی ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفون مین مولف خود صاحب تجربہ ہین
مرزا صاحب کے کشف و تجربہ کا کیا کہنا اسی کتاب مین آپ کے کشفون کا
حال بخوبی معلوم ہوگیا ہے اگر ناظرین اونکا تذکر فرمالین تو مرزا صاحب کی اس
تقریر کا لطف دوبالا ہوجائیگا۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دعوی اونکا غالباً
پیشتر کا ہوگا ورنہ انہون نے تو اپنے باب مین قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ خود بدولت
مردود ہین ملعون ہین بے دین ہین خائن ہین اور اوس فیصلہ کو خدا تعالی نے
بھی منظور فرمالیا جسکا حال معلوم ہوا اسکے بعد اب وہ کسی عامی مسلمان کی بھی مساوات
کا دعوی نہین کرسکتے چہ جائیکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری۔
اگرچہ مسئلہ معراج نہایت وسیع اور طویل الذیل ہے جسکی گنجائش اس مختصر مین دشوار
ہے مگر مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے لحاظ سے تہوڑی سی بحث اوس مین بھی کی
جاتی ہے انشاء اللہ تعالی بشرط انصاف اہل ایمان پر منکشف ہوجائیگا کہ اہل سنت
کا مذہب اس مسئلہ مین کیسا قوی ہے۔
اس مین شک نہین کہ کئی امور اس مسئلہ مین ایسے ہین کہ معمولی عقول پر اونکا
تسلیم کرنا شاق ہوتا ہے مثلاً سینۂ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج

شق کیا جانا اور حکمت و ایمان سے اوسکو بہرنا پہر بسواری براق بیت المقدس اور وہان سے آسمانون پر جانا اور یہہ سب معاملات ایک ہی شب مین طی ہوجانا وغیرہ ایسے ہین کہ اونکی نظیر مل نہین سکتی اور خلاف عادت ہونیکی وجہ سے عقل کے خلاف ہین غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس عالم مین بہت سے بلکہ تقریباً کل کام ایسے ہین کہ اونکا ادراک عقل سے ممکن نہین مگر عادت کی وجہ سے نہ اون مین غور و تدبیر کی نوبت آتی ہے نہ خلاف عقل معلوم ہوتے ہین اس کا بیان ہم نے کتاب العقل مین بشرح وبسط۔ لکہا ہے اوسکے ملاحظہ سے منکشف ہوسکتا ہے کہ جو معمولی امور ہین اونکے بہی ادراک مین حکما کی عقلین حیران ہین اور جن چیزون کو ہم بدیہی سمجہتے ہین اونکی حقیقتین ایسی نظری ہین کہ اونکا ادراک اب تک نہوسکا۔ پہر جیسے وہ عادت کی وجہ سے مطابق عقل معلوم ہوتے ہین اسیطرح اگر بالفرض آسمانون پر آنا جانا بہی عادی ہوتا تو اون مین بہی عقل کو استبعاد کا موقع نہ ملتا۔ یہان بطور مثال ایک نور ہی کو دیکہہ لیجئے کہ وہ کس قدر ظاہر بلکہ مظہر ہے اور ہمیشہ دیکہنے کی وجہ سے ہر شخص اوسکو بدیہی سمجہتا ہے مگر اوسکی حقیقت ایسی نظری ہے کہ تمام علما اوسکے ادراک مین حیران ہین یہی وجہ ہے کہ کوئی اوسکو جوہر بلکہ جسم کہتا ہے اور کوئی عرض۔ حالانکہ جوہر و عرض مین جس قدر فرق اور تباین ہے ظاہر ہے ایسی روشن چیز مین جب یہہ اندہیر ہو تو اور چیزون کا کیا حال ہوگا اگر ایسے شخص سے جس نے نور کبہی نہ دیکہا ہو یعنے مادرزاد نابینا ہے اوسکا حال بیان کیا جائے تو یہی کہیگا کہ ایسی چیز کا وجود محال ہے اہل حکمت جدیدہ نے نور کو جوہر بلکہ جسم مان لیا ہے اور کمال تحقیق سے تصریح کرتے ہین کہ وہ ایک منٹ مین

ایک کروڑ بیس لاکھہ میل کی مسافت طے کرتا ہے جیسا کہ ریورنڈ رنٹ چالیس صاحب نے
اپنی کتاب مین لکھا ہے۔ اور پیسہ اخبار مورخہ ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۰ھ ہجری مین تحقیق
جدید کو بیان کیا ہے کہ بجلی ایک منٹ مین پانچسو مرتبہ زمین کے گرد گھوم سکتی ہے
اور ستہ شمسیہ مین جو چالیس صاحب مذکور کی کتاب کا ترجمہ ہے لکھا ہے کہ بعض دمدار
ستارے اتنے بڑے ہین کہ فقط اونکی دم تین کروڑ تیس لاکھہ میل کی ہے اور اونکی
رفتار ایک ساعت مین آٹھہ لاکھہ اسی ہزار میل تک ثابت ہوی ہے۔ اور محققین
ہیئت قدیمہ نے تصریح کی ہے کہ فلک تاسع کے مقعر کا ہر نقطہ ایک ساعت مین دس کروڑ
اکہتر لاکھہ میل حرکت کرتا ہے۔ اور لکھا ہے کہ آدمی جس عرصہ مین ایک لفظ کا تلفظ
کرے مثلاً (ا) یا (ب) کہے وہ پانچ ہزار ایک سو چہانوے میل طے کرتا ہے اب دیکھئے
کہ کیسے بڑے بڑے اجسام کی حرکت ایک ساعت مین لاکھون بلکہ کروڑون میل
تسلیم کرلی جاتی ہے اس وجہ سے کہ وہ حکما کا قول ہے۔ اور معراج کی خبر خود خدا تعالےٰ
دیتا ہے اوس مین انسام کے احتمالات پیدا کرکے تاویلین کی جاتی ہین کہ جسم کثیف
اس مدت قلیل مین اتنی مسافت کیونکر طے کرسکتا ہے اسلیئے براے نام اوس پر
ایمان لانے کی یہہ تدبیر نکالی گئی کہ وہ ایک کشفی واقعہ ہے۔ اب اگر کوئی ایماندار
جس کو خدا کی قدرت پر پورا ایمان ہوا اور یقین سمجھتا ہو کہ حق تعالیٰ صرف کن سے
جو چاہتا ہے کرسکتا ہے یہہ اعتقاد رکہے کہ وہ قادر مطلق جو بعض اجسام کثیفہ کو
ایک منٹ مین ایک کروڑ بیس لاکھہ میل چلاتا ہے۔ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
جن کا جسم مبارک ہماری جان سے بھی زیادہ تر لطیف تھا اونکو تھوڑے عرصہ مین
آسمانون کی سیر کرالائے تو کونسی بڑی بات ہوگئی کیا ان مسلمانون کے نزدیک

خدا کی اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی اتنی بہی وقعت نہونی چاہئے جو
اہل یورپ کی بات کی آج کل ہورہی ہے۔ مقتضائے ایمان تو یہہ تہا کہ اگر کوئی ضعیف
حدیث بھی اس باب مین وارد ہوتی تو اس خیال سے مان لی جاتی کہ آخر حدیث تو ہے
کسی کی بنائی ہوی بات نہین چہ جائیکہ قرآن کی آیتون اور صحیح صحیح حدیثون سے
ثابت ہے۔ مگر ہر کسی کو یہہ گران بہا دولت ایمانی کہان نصیب ہو سکتی ہے۔
ہزارہا معجزات دیکہنے پر بھی تو اشقیا اس دولت سے محروم ہی رہے۔ دراصل
خود حق تعالی کو منظور نہین کہ یہہ دولت عام اور بے قدر ہو جائے اسیوجہ سے خود
کتاب ہدایت یعنے قرآن شریف کی خاصیت یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا رکہی گئی۔
اور معراج شریف کی نسبت بھی اسی قسم کا ارشاد ہے قولہ تعالی وما جعلنا الرویا
التی اریناک الا فتنۃ للناس یعنے جو تم کو شب معراج ہم نے دکہلایا اوس سے لوگون کی
ازمایش مقصود ہے احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ یہہ آیت معراج ہی کے باب مین
نازل ہوئی۔ یہہ بات ظاہر ہے کہ ہر کسی کا کام نہین کہ خدا تعالی کے امتحان مین
پورا اترے۔ اس موقع مین تو ایمانداروں کا ایمان ہی سلامت رہجائے تو غنیمت ہے
کافرون کے ایمان کی کیا توقع چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ باوجودیکہ حضرت نے بیت المقدس
کی پوری پوری نشانیان بتلادین اور کفار اوسکا انکار بھی نہ کر سکے مگر ایمان کسی نے نہ لایا
اور صحابہ جو ہمیشہ معجزات دیکہتے تہے باوجود اوس فیضان معنوی کے وہ بھی متزلزل
ہوگئے اور بعض تو نعوذ باللہ مرتد ہی ہوگئے۔ اور اسی واقعہ کی عمدہ طور پر تصدیق
کرنے کی بدولت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کہلائے ان مضامین کی تصدیق
روایات ذیل سے ہوتی ہے اخرج ابن جریر عن قتادہ رح وما جعلنا الرویا التی اریناک

الا فتنۃ للناس یقول اراہ من الآیات والعبر فی مسیرہ الی بیت المقدس وذکر لنا ان ناسا
ارتدوا بعد اسلامہم حین حدثہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمسیرہ انکروا ذلک وکذبوا بہ
وعجبوا منہ وقالوا اتحدثنا انک سرت مسیرۃ شہرین فی لیلۃ واحدۃ کذا فی الدر المنثور
یعنے قتادہ کہتے ہین کہ آیۃ شریفہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس سے
وہ نشانیان مراد ہین جو بیت المقدس کے جانے مین حضرت کو دکہلائے گئین
جب حضرت نے وہ حالات بیان کئے تو بہت سے لوگون نے تکذیب کرکے
براہ انکار کہا کہ اب ایسی باتین کرنے لگے کہ ایک رات مین دو مہینے کی راہ طے کی
غرض باوجودیکہ وہ لوگ اسلام لاچکے تھے مگر واقعہ معراج سنکر مرتد ہوگئے۔ واخرج
احمد وابو یعلی وابن مردویہ وابو نعیم عن ابن عباس رض قال اسری بالنبی صلی اللہ
علیہ وسلم الی بیت المقدس فی لیلۃ ثم جاء من لیلتہ فحدثہم بمسیرہ وبعلامۃ بیت المقدس وبعیرہم
فقال ناس لا نصدق محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم) بما یقول فارتدوا کفارا فضرب اللہ
اعناقہم مع ابی جہل۔ کذا فی الدر المنثور یعنے ابن عباس رض فرماتے ہین کہ جب
حضرت بیت المقدس جاکر اوسی شب واپس تشریف لائے اور واقعہ
جانے کا اور علامت بیت المقدس کی اور کفار کے قافلہ کا حال بیان فرمایا تو
بہت سے لوگون نے کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق ان امور مین نہین
کرسکتے چنانچہ وہ مرتد ہوگئے اور آخر ابو جہل کے ساتھہ اونکی گردنین ماری گئین انتہی
ان روایات سے ظاہر ہے کہ یہہ واقعہ ظاہرا خلاف عقل ہونیکی وجہ سے
وہ لوگ اوسکی تصدیق نکرسکے جس سے اونکا ایمان سلب کرلیا گیا۔ یہان غور
کیا جائے کہ کیا خواب مین بیت المقدس کو جانا اسقدر خلاف عقل تہا کہ اوسکے

سننے سے مسلمانون کا ایمان جاتے رہے عقل سلیم اسکو ہرگز قبول نہین کرسکتی یہہ
واقعہ خلاف عقل اوسیوقت ہوسکتا ہے کہ عالم بیداری مین ہوا ہو جسکی تصدیق
ابوبکر رض نے کرکے مستحق لقب صدیق ہوے جیساکہ اس روایت سے ظاہر ہے
واخرج ابویعلی وابن عساکر عن ام ہانی رضی اللہ عنہا قالت دخل علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الی ان قالت قال مطعم کل امرک قبل الیوم کان امما غیر قولک الیوم انا
اشہد انک کاذب نحن نضرب اکباد الابل الی بیت المقدس مصعد اشہرا ومنحدرا
شہرا انزعم انک اتیتہ فی لیلۃ واللات والعزی لا اصدقک فقال ابوبکر یا مطعم بئس
ما قلت لابن اخیک جبہتہ وکذبتہ انا اشہد انہ صادق فقالوا یا محمد صف لنا بیت المقدس
قال دخلتہ لیلا وخرجت منہ لیلا فاتاہ جبرئیل علیہ السلام فصورہ فی جناحہ فجعل
یقول باب منہ کذا فی موضع کذا وباب منہ کذا فی موضع کذا وابوبکر رض یقول صدقت
صدقت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ یا ابا بکر ان اللہ قد سماک الصدیق
الحدیث کذا فی الدر المنثور یعنے ام ہانی رض نے معراج کا واقعہ بیان کرکے کہا کہ جب
یہہ واقعہ حضرت نے کنارسے بیان کیا تو مطعم نے کہا کہ اب تک آپکا معاملہ ٹہیک
تھا سواے اس بات کے جو اب کہہ رہے ہو مین گواہی دیتا ہون کہ تم جہوٹے
ہو ہم تو اونٹون کو مار مار کے دو مہینے مین بیت المقدس کو جاکر آتے ہین اور تم
کہتے ہو کہ ایک ہی رات مین جاکر آگئے لات وعزی کی قسم ہے کہ یہہ تو مین ہرگز
نہ مانونگا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے مطعم تو نے بُری بات کہی اپنے بہتیجے کو
شرمندہ کیا اور اونکی تکذیب کی مین گواہی دیتا ہون کہ وہ سچے ہین پہر کفار نے
حضرت سے کہا کہ بیت المقدس کا حال تو بیان کیجیے آپ نے فرمایا مین رات کے

وقت اوس مین داخل ہوا تھا اور رات ھی مین اوس سے نکلا یہہ فرماہی رہے تھے
کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور اپنے بازو مین بیت المقدس کا نقشہ پیش نظر کر دیا
جس کو دیکھہ دیکھہ کر آپ علامتین فرماتے کہ فلان دروازہ فلان مقام مین ہے
اور فلان دروازہ فلان مقام مین اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اوسکی تصدیق کرتے
جاتے تھے۔ اوس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضہ سے فرمایا کہ اے
ابوبکر اللہ نے تمہارا نام صدیق رکھا انتھی۔
اس سے ظاہر ہے کہ معراج جسمانی کی تصدیق کی وجہ سے حق تعالی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو
لقب صدیق عطا فرمایا اگر یہہ واقعہ خواب کا ہوتا تو کفار کو بھی اوس مین کلام نہ تھا
کیونکہ خواب مین اکثر دور دور کے شہرون کی سیر کیا ہی کرتے ہین۔
الحاصل اسلام مین معراج کا واقعہ گویا محک امتحان ہے جس نے اوسکا انکار کیا اوسکی شقاوت ازلی
کا حال کھل گیا اس سے بڑہکر اور کیا شقاوت ہوگی کہ سب جانتے تھے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بیت المقدس کو نہین دیکھا تھا باوجود اسکے جو جو نشان
پوچھے گئے سب تبلادین اور رستہ کے قافلہ کا حال پوچھا وہ بھی بیان کر دیا جس کی
تصدیق بھی ہوگئی پھر بھی تصدیق نکی اور مثل دوسرے معجزات کے اسکو بھی
سحر ھی قرار دیا جیسا کہ ان روایات سے ظاہر ہے واخرج مسلم والنسائی وابن
مردویہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رایتنی
فی الحجر وقریش تسالنی عن مسرای فسالونی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتھا
فکربت کربا ما کربت مثلہ قط فرفعہ اللہ لی انظر الیہ ما سالونی عن شئے الا انباتہم
بہ کذا فی الدر المنثور یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قریش مجھہ سے

بیت المقدس کے جانے کا حال دریافت کرنے لگے مین حطیم مین تھا بہت سی خبرین
بیت المقدس کی انہون نے ایسی پوچھین جو مجھے بخوبی یاد نتھین او سوقت مجھکو
ایسی فکر ہوی کہ کبھی ہوی نتھی تب حق تعالی نے اوسکو میرے پیش نظر کردیا پھر تو
وہ جو سوال کرتے مین دیکھہ کر فوراً جواب دیدیتا واخرج ابویعلی وابن عساکر عن ام
ہانی رض ثم انتہیت الی عیر بنی فلان فی التنعیم یقدمہا جمل اورق وہاہی ذہ تطلع علیکم
من الثنیۃ فقال الولید ابن المغیرہ ساحر فانطلقوا فوجدوا کما قال فرموہ بالسحر وقالوا
صدق الولید فانزل اللہ وما جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس کذا فی الدر المنثور
یعنے سفر بیت المقدس کے واقعہ کے اخیر مین حضرت نے یہہ بھی فرمایا کہ واپسی کے
وقت تنعیم مین مجھے ایک قافلہ ملا جس کے آگے آگے ایک اونٹ ہے جسکا رنگ
خاکستری ہے اور وہ یہین قریب مین ہے ابھی ثنیہ پر تمہین نظر آئیگا یہہ سنکر
ولید نے کہا کہ یہہ ساحر مین اور لوگ قافلہ کی خبر لانے کو گئے چنانچہ جس طور پر
حضرت نے فرمایا تھا سب باتون کی تصدیق ہوگئی اوسپر سب نے کہا ولید نے
جو حضرت کو ساحر کہا تھا وہ سچ ہے تب یہہ آیت نازل ہوئی وما جعلنا الرویا
التی اریناک الا فتنۃ للناس ۔

اب یہان یہہ امر قابل غور ہے کہ جو لوگ کہتے ہین کہ یہہ واقعہ نیند کی حالت مین
ہوا تھا یا وہ اعلی درجہ کا کشف تھا جس کے مرزا صاحب قائل ہین اونکو کتنے
واقعات کا انکار کرنا پڑتا ہے ۔ یہہ بات تو ظاہر ہے کہ خواب کیسا ہی عجیب و
غریب ہو اوسکے بیان کرنے مین کوی تامل نہین ہوتا اور نہ سننے والا اوسکا
انکار کرتا ہے حالانکہ احادیث سے ثابت ہے کہ اس واقعہ کا بیان کرنا بخوف

تکذیب قرین مصلحت نہین سمجھا گیا تھا جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے

واخرج الطبرانی وابن مردویہ عن ام ہانی رض قالت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ارید
اخرج الی قریش فاخبرہم مارایت فاخذت بثوبہ فقلت انی اذکرک اللہ انک تاتی قوما
یکذبونک وینکرون مقالتک فاخاف ان یسطوبک قالت فضرب ثوبہ من یدی
ثم خرج الیہم واتاہم وہم جلوس فاخبرہم الحدیث کذا فی الدر المنثور والحدیث مذکور فیہ
بطولہ یہہ حدیث بہت طویل ہے یہان مقصود اسی حصہ سے متعلق ہے جو لکھا گیا
ماحصل اسکا یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے سفر
بیت المقدس کا واقعہ بیان کرکے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ جو کچھہ مینے رات دیکھا
سب قریش سے بیان کردون مینے حضرت کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ خدا کے لیے
آپ یہہ کیا کرتے ہو وہ لوگ تو پہلے ہی سے آپکی تکذیب اور آپکی باتون کا انکار کرتے
مجھے خوف ہے کہ یہہ واقعہ سنکر کہین حملہ نہ کر بیٹھین حضرت نے جھٹکا مارکر دامن
چھڑا لیا اور اونکے مجمع مین جاکر سب واقعہ بیان فرمایا انتہی ظاہر ہے کہ اگر یہہ
واقعہ خواب کا ہوتا تو اوسکی تکذیب کی کوی وجہ نتھی پھر ام ہانی رض کو اوسکے بیان
کرنے پر اسقدر اصرار کیون تھا اور احادیث سے ثابت ہے کہ جب کفار نے یہہ واقعہ
سنا تو بہت کچھہ خوشیان منائین اور یہہ سمجھہ لیا کہ اب حضرت کی کسی بات کو
فروغ نہوگا چنانچہ اس روایت سے ظاہر ہے واخرج ابن ابی شیبہ واحمد والنسای
والبزار والطبرانی وابن مردویہ وابونعیم فی الدلایل والضیاء فی المختارہ وابن عساکر
بسند صحیح عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان لیلۃ
اسری بی فاصبحت فی مکۃ فظعت وعرفت ان الناس مکذبی فقعدت معتزلا حزینا

فمر بی عدو الله ابو جهل فجاء حتی جلس الیه فقال له کالمستهزی ہل کان من شیٔ قال
نعم قال وما ہو قال انی اسری بی اللیلۃ قال الی این قال الی بیت المقدس قال ثم
اصبحت بین ظہرانینا قال نعم فلم یر ان یکذبہ مخافۃ ان یجحد الحدیث ان دعا
قومہ الیہ قال ارایت ان دعوت قومک اتحدثہم بما حدثتنی قال نعم قال ہیا
معشر بنی کعب بن لوی فانتفضت الیہ المجالس وجاؤا حتی جلسوا الیہما قال حدث
قومک بما حدثتنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اسری بی اللیلۃ قالوا الی
این قال الی بیت المقدس قالوا ایلیا قال نعم قالوا ثم اصبحت بین ظہرانینا قال
نعم قال فمن بین مصفق ومن واضع یدہ علی راسہ متعجبا قالوا وتستطیع ان تنعت المسجد
وفی القوم من سافر الیہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذہبت انعت فما زلت
انعت حتی التبس علی بعض النعت فجیٔ بالمسجد وانا انظر الیہ حتی وضع دون دار عقیل
او عقال وانا انظر الیہ فقال القوم اما النعت فواللہ لقد اصاب کذا فی الدر المنثور
یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات میں بیت المقدس جاکر
صبح مکہ مین آگیا مجھے یقین ہوا کہ اس واقعہ مین لوگ میری تکذیب ضرور کرینگے
اسی خیال مین مین ایک طرف غمگین بیٹھا تھا کہ دشمن خدا ابوجہل آکر میرے پاس
بیٹھ گیا اور بطور استہزا پوچھا کیون کیا کوئی نئی بات ہے فرمایا ہان کہا کیا ہے فرمایا آج
رات مجھے یہان سے لے گئے تھے کہا کہان فرمایا بیت المقدس کہا پھر صبح ہم لوگون
مین موجود ہوگئے فرمایا ہان جب یہہ سنا تو اس خیال سے کہ کہین لوگون کے روبرو
انکار نہ کرجائین تکذیب نہین کی اور کہا کیا یہہ بات آپ لوگون کے روبرو بیان کردیگے
فرمایا ہان۔ یہہ سنتے ہی باواز بلند پکارا ای گروہ بنی کعب بن لوی اور فوراً جوق جوق

لوگ وہان ٹوٹ پڑے پہر حضرت سے کہا جو آپنے مجہہ سے کہا تہا وہ ان لوگون سے
بہی کہئیے فرمایا آج رات مجہے یہان سے لے گئے تہے لوگون نے پوچہا کہان فرمایا
بیت المقدس کہا کیا ایلیا فرمایا ہان کہا پہر صبح آپ ہم لوگون مین موجود ہوگئے فرمایا
ہان یہہ سنتے ہی لوگون کی یہہ کیفیت ہوی کہ کوی تو تالیان بجانے لگا کوی تعجب سے
سر پر ہاتہہ رکہہ لیا۔ پہر انہون نے کہا کیا آپ مسجد کا حال بیان کر سکتے ہین اور
ان مین وہ لوگ بہی تہے جو بیت المقدس کا سفر کر چکے تہے حضرت فرماتے ہین
کہ مین مسجد کا حال بیان کرنے لگا یہان تک کہ بعض علامتون مین کچہہ اشتباہ سا
ہوگیا ساتہہ ہی مسجد میرے سامنے دار عقیل کے درے رکہی گئی جسکو مین دیکہہ
دیکہہ کر بیان کرنے لگا اون لوگون نے جب پوری علامتین سن لین تعجب سے ساختہ
کہہ اٹہے کہ واللہ سب علامتین برابر تبلائین انتہی۔

یہان چند امور قابل یاد رکہنے کے ہین۔

(۱) یہہ حدیث صحاح اور مسند امام احمد اور مختارہ مین ہے اور بحسب تصحیح محدثین
ثابت ہے کہ ان کتابون کی صحت مین کوی کلام نہین۔

(۲) حضرت کا یقین کرنا کہ لوگ اس واقعہ کی تکذیب کرینگے دلیل ہے اس بات کی
کہ یہہ واقعہ خواب کا نہین کیونکہ خواب مین اکثر عجیب و غریب خلاف عقل واقعات
دیکہے جاتے ہین مگر کسیکو یہہ فکر نہین ہوتی کہ لوگ سنکر اسکی تکذیب کرینگے۔

(۳) حضرت بجاے اسکے کہ اس واقعہ معراج شریف سے شادان و فرحان
رہتے بیان کرنے کے پہلے نہایت غمگین رہے اس وجہ سے کہ کفار اس خلاف عقل
واقعہ کی ضرور تکذیب کرینگے یہان یہہ سوال پیدا ہوتا ہے جب یہی خیال تہا تو

بیان کرنے کی ضرورت ھی کیا تھی اور اگر ضرور بھی تھا تو صرف راسخ الاعتقاد چند مسلمانون سے بطور راز کہا جاتا بخلاف اسکے ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کفار کے روبرو بیان کرنے سے بہت روکا اور خود حضرت کو بھی کمال درجہ کی فکر دامنگیر تھی بیان حزین و غمگین بہت دیر بیٹھے رہے مگر آخر بیان کرنا پڑا ان امور مین غور کرنے سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت اس واقعہ کے بیان کرنے پر من جانب اللہ مامور اور مکلف تھے۔ اگرچہ اصل مقصود عجائب قدرت حضرت کو دکہلانا تھا مگر اسکے بعد اس مسئلہ کی حیثیت ہی کچہہ دوسری ہوگئی اور ایک دینی مسئلہ ٹہیر گیا۔ پہلے حضرت مامور ہوے کہ کفار اور مسلمانون مین اوسکا اعلان کردین پہر قرآن شریف مین اوس کا ذکر فرما کر قیامت تک کے آنے والون کو اوسکی اطلاع دی گئی اور منجملہ اون مسائل کے ٹہیرایا گیا جن پر ایمان لانا ضروری ہے گو خلاف عقل ہون جیسے مسائل بعث و نشر و مقدورات الہی وغیرہ چنانچہ ارشاد ہے قولہ تعالی سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا الا بہ یعنے وہ خدا پاک ہے جو اپنے بندے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو راتون رات مسجد حرام یعنے خانہ کعبہ سے مسجد اقصی یعنے بیت المقدس لے گیا جس کے گرداگرد ہمنے برکتین دین اور اس لے جانے سے مقصود یہہ تھا کہ ہم اونکو اپنی قدرت کے چند نمونہ معائنہ کرائین انتہی۔

اور اس واقعہ کے بعض اغراض اس طرح بیان کئے قولہ تعالی وما جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس یعنے یہہ جو تم کو دکہایا گیا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطے تھا کہ لوگون کی آزمایش ہو جائے۔ چنانچہ آزمایش اور فتنہ کا حال بھی

ابھی معلوم ہوگیا کہ بعض مسلمان کافر و مرتد ہوگئے اور کافروں کا کفر و انکار اور بڑھ گیا

(۴) کفار نے جب پوچھا کہ کیا آپ رات بیت المقدس کو جاکر صبح ہم مین موجود ہوگئے تو آپ نے اسکی تصدیق کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم کے ساتھہ حالت بیداری مین تشریف لے گئے تھے ورنہ جواب مین فرماتے کہ یہہ واقعہ تو خواب کا تھا مین جسم کے ساتھہ یہان سے گیا ھی کب تھا جو پوچھا جاتا ہے کہ تم اصبحت بین ظہرانینا یعنے صبح یہان موجود ہوگئے۔

(۵) ایسے موقع مین تالیان بجانا اپنی کامیابی اور خصم کی ذلت کی علامت ہے اور کامیابی اپنی وہ اسی مین سمجھتے تھے کہ جھوٹ ثابت کرین اور ظاہر ہے کہ خلاف عقل خواب سننے سے یہہ جوش طبایع مین ہرگز نہین پیدا ہوتا اوس مین تو توہین مقصود ہو تو زیادہ سے زیادہ یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ اضغاث احلام یعنے پریشان خواب ہین جو قابل اعتبار نہین ہو سکتے حالانکہ کسی روایت سے یہہ ثابت نہ کیا جائیگا کہ کسی مخالف نے اس واقعہ کو سنکر پریشان خواب کہا ہو۔

(۶) مقامی علامتین بطور امتحان دریافت کرنا خواب کے واقعہ مین نہین ہوا کرتا اسلئے کہ خواب کے بیان کرنے والے کو یہہ دعوی ھی نہین ہوتا کہ جو دیکھا ہے وہ واقع کے مطابق ہے اسوجہ سے اوس مین تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے اگر یہہ ذہن نشین کرایا جاتا کہ یہہ واقعہ خواب مین دیکھا گیا ہے تو نہ انکو علامات پوچھنے کا موقع ملتا نہ حضرت کو جواب دینے کی ضرورت ہوتی اور نہ فکر و کرب طبع غیور کو لاحق ہوتی۔

(۷) امتحان کے وقت نقشہ مسجد کا پیش نظر ہونے سے ظاہر ہے کہ کشف

اس موقع مین ہوا تھا جسکی تصریح فرمادی اگر پورا واقعہ کشفی ہوتا تو اوسیطرح صراحتہ
فرمادیتے کہ رات بیت المقدس وغیرہ میرے پیش نظر ہوگئے تھے ۔

الحاصل حدیث موصوف مین غور کرنے سے یہہ بات یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے
کہ یہہ واقعہ حالت بیداری مین ہوا ہے ۔

کفار نے جب حضرت سے یہہ واقعہ سنا تو اونکو یقین ہوگیا کہ یہہ خبر ایسی کہلی جہوٹ
ہے کہ جو سنیگا عقل مین نہ آنیکی وجہ سے اوسکی تکذیب کردیگا اسلئے انہون نے
پہلے یہہ خیال کیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فتنہ مین ڈالین جب
نعوذ باللہ وہ حضرت سے پہر جاوینگے تو پہر کوئی حضرت کی رفاقت نہ دیگا اسلئے
فوراً وہ صدیق اکبر رضؓ کے مکان پر پہونچے اور کہا کہ لیجئے آپکے رفیق اب یہہ
دعوی کرتے ہین کہ آج رات بیت المقدس جاکر آگئے کیا اسکی بہی تصدیق کی
جائیگی مگر وہان شان صدیقی جلوہ گر تہی ایسے بادہوائی شبہات سے کب جنبش ہوسکتی تہی
آپنے فرمایا اسکی بہی تصدیق مین کوئی تامل نہین بشرطیکہ حضرت نے فرمایا ہو جیسا
اس حدیث شریف سے ظاہر ہے واخرج الحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل
عن عائشہ رضؓ قالت لما اسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی اصبح یحدث
الناس بذلک فارتد ناس ممن کانوا آمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر رضؓ
فقالوا ہل لک فی صاحبک یزعم انہ اسری بہ اللیلۃ الی بیت المقدس قال او قال ذلک
قالوا نعم قال لئن قال ذلک لقد صدق قالوا اتصدقہ انہ ذہب اللیلۃ الی بیت المقدس
وجاء قبل الصبح قال نعم انی لاصدقہ بما ہو ابعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ
او روحۃ فلذلک سمی ابابکر الصدیق کذا فی الدر المنثور یعنے عائشہ رضی اللہ عنہا

فرماتی ہین کہ جس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس جاکر واپس تشریف لائے
اوسکی صبح وہ واقعہ لوگون سے بیان فرمایا جس سے بہت لوگ جو حضرت پر ایمان
لاکر ہر طرح کی تصدیق کر چکے تھے مرتد ہوگئے پہر کفار ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس
آکر کہنے لگے کیا اب بھی آپ اپنے رفیق یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق
کروگے یلیجئے وہ تو یہہ کہہ رہے ہین کہ آج رات وہ بیت المقدس جاکر آگئے کہا کیا
حضرت نے یہہ فرمایا ہے کہا ہان کہا اگر فرمایا ہے تو یقیناً سچ ہے کہا کیا تم اسکی
تصدیق کرتے ہو کہ وہ رات بیت المقدس تک گئے اور صبح سے پہلے واپس آگئے
فرمایا ہان مین تو بیت المقدس سے دور کی باتون کی تصدیق کرتا ہون یعنے جو
صبح شام آسمان کی خبرین بیان فرماتے ہین اونکو صحیح جانتا ہون۔ عایشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہین اسیوجہ سے اونکا نام صدیق رکہا گیا انتہی۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ کفار کے ذہن نشین یہی کرایا گیا تھا کہ حضرت حالت
بیداری مین بیت المقدس جاکر تشریف لائے اور اسکی تصدیق پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
ملقب بلقب صدیق ہوئے اگر کفار نے سمجہا نتہا یا بہتان کیا تھا تو عایشہ رض
اوسکی تصریح فرمادیتین کہ یہہ کفار نے بہتان کیا تھا در حقیقت وہ خواب تھا۔

اب اس روایت کی قوت کو دیکہئے کہ باوجودیکہ حاکم رح کا میلان تشیع کیطرف تھا
جیساکہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رح بستان المحدثین مین لکہے ہین۔ اور اس
حدیث سے صدیق اکبر رض کی فضیلت صدیقیت ثابت ہوتی ہے مگر قوت اسناد کے
لحاظ سے مستدرک مین اوسکو لکہکر تصریح کردی کہ یہہ حدیث صحیح ہے۔ اور اوس سے
یہہ بہی معلوم ہوا کہ عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی معراج جسمانی کے قائل ہین

پھر یہ جو کہا جاتا ہے کہ وہ معراج جسمانی کے قائل نہیں ہیں کیونکر صحیح ہوگا۔
اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بہت سے مسلمانوں نے مرتد ہونے اور دین اسلام کو
چھوڑ دینے کو گوارا کیا اگر معراج جسمانی کو نہ مان سکے جیسا کہ دوسری احادیث سے ابھی
معلوم ہوا واضح رہے کہ ایسے لوگوں کو مسلمان کہنا مجازی طور پر ہے حقیقت میں تو وہ
کفار ازلی تھے اور تعجب نہیں کہ برائے نام مسلمان کہلاتے ہوں کیونکہ مسلمانوں کے
ایسے بودے اعتقاد نہیں ہوا کرتے۔

واخرج البزار وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل وصححہ عن شداد
بن اوس قال قلنا یا رسول اللہ کیف اسری بک فقال قد صلیت لاصحابی العتمۃ
فاتانی جبرئیل بدابۃ بیضاء الی ان قال ثم انصرف بی فمررنا بعیر قریش بمکان کذا وکذا
وقد ضلوا بعیر الہم قد جمعہ فلان فسلمت علیہم فقال بعضہم ہذا صوت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
ثم اتیت اصحابی قبل الصبح بمکۃ فاتانی ابو بکر فقال یا رسول اللہ این کنت اللیلۃ
قد التمستک فی مکانک فقلت اعلمت انی اتیت بیت المقدس اللیلۃ فقال
یا رسول اللہ انہ مسیرۃ شہر فصفہ لی قال ففتح لی صراط کانی انظر الیہ لا تسالونی عن
شیء الا انباتکم عنہ فقال ابو بکر اشہد انک رسول اللہ وقال المشرکون انظروا
الی ابن ابی کبشۃ زعم انہ اتی بیت المقدس اللیلۃ فقال ان من آیۃ ما اقول لکم انی
مررت بعیر لکم بمکان کذا وکذا وقد اضلوا بعیر الہم فجمعہ فلان وان مسیرہم ینزلون
بکذا ثم کذا ویاتونکم یوم کذا وکذا یقدمہم جمل آدم علیہ مسح اسود وغرارتان سوداوان
فلما کان ذلک الیوم اشرف القوم ینظرون حتی کان قریبا من نصف النہار
قدمت العیر یقدمہم ذالک الجمل الذی وصفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرہ

الامام السیوطی بطولہ فی الدر المنثور یعنی شداد بن اوس کہتے ہین ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو بیت المقدس کس طرح لے گئے فرمایا مین جب صحابہ کے ساتھ عشا پڑہ چکا تو جبرئیل میرے لئے سواری لائے پہر تمام واقعہ بیان کرکے فرمایا کہ جب ہم بیت المقدس سے لوٹے تو فلان مقام مین ایک قافلہ پر ہمارا گذر ہوا جو مکہ کو جارہا تھا اون کا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا جس کو فلان شخص نے گہیر لایا اوس حالت مین مین اون پر سلام کیا بعضون نے کہا یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز ہے غرض کہ صبح سے پہلے مین مکہ کو اپنے صحابہ مین پہونچ گیا پہر ابوبکرؓ میرے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ رات کہان تھے مین آپ کو آپ کے مقامون تلاش کیا مین نے کہا تم جانتے ہو مین رات بیت المقدس گیا تھا انہون نے کہا یا رسول اللہ وہ تو ایک مہینے کی راہ ہے اوس کا کچھ حال بیان کیجئے فرمایا وہ دور تو ہے لیکن خدائے تعالی نے ایک رستہ میرے لئے ایسا نزدیک کا کہولدیا کہ وہ میرے پیش نظر ہوگیا وہان کی جو بات تم پوچھو مین بتادونگا۔ ابوبکرؓ نے کہا مین گواہی دیتا ہون کہ آپ اللہ کے رسول ہو اور مشرکون نے کہا دیکھو ابن ابی کبشہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین کہ آج رات بیت المقدس کو جاکر آگئے حضرت نے فرمایا مین ایک نشانی اسکی تمہین بتلاتا ہون کہ میرا گذر فلان مقام مین تمہارے قافلہ پر ایسے وقت ہوا کہ اون کا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا جس کو فلان شخص نے گہیر لایا اور اون کی رفتار ایسی تھی کہ فلان مقام مین اترین گے اوس کے بعد فلان مقام مین اترینگے اور فلان روز وہ یہان پہونچ جائینگے قافلہ کے آگے ایک سفید اونٹ ہی جسکی پیٹ پر دو کالے گون اور اوس پر ایک بورہا

سیاہ رنگ سوار ہے ۔ جب وہ دن آیا تو لوگ اوس قافلہ کو دیکھنے نکلے چنانچہ دوپہر کے قریب وہ قافلہ آپہونچا اور جس طرح حضرت نے فرمایا تھا وہی اونٹ اوس کے آگے تہا انتہی ۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت نے طے مکان کو اشارۃً بیان فرمایا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسالت کی شہادت دیکر اوسکی تصدیق کر لی کیونکہ جب رسالت مان لیجائے تو اوس کے سب لوازم مان لئے جاتے ہین دیکھئے لفظ انصرفت اور ثم اتیت قبل الصبح بمکۃ سے ظاہر ہے کہ اوس رات حضرت مکہ مین تشریف نہین رکھتے تھے اور اوسپر قوی دلیل یہ ہے کہ صدیق اکبرؓ نے حضرت کو اوس رات تلاش کیا اور نہ پایا اگر حضرت وہان ہوتے تو فرما دیتے کہ مین تو وہین تھا یا فلان مقام مین تھا بجائے اسکے صدیق اکبرؓ کے اس سوال کے جواب مین کہ آپ رات کہان تھے یہ فرمانا کہ مین بیت المقدس گیا تھا باواز بلند کہہ رہا ہے کہ حضرت مع جسم تشریف لے گئے تھے ۔ پہر ظاہر ہے کہ اوس قافلہ والون پر ایسی جلدی کی حالت مین کہ سرعت سیر برق سے کم نہ تھی سلام کرنا اسی غرض سے تھا کہ خبر معراج سنکر اون کے دل اوسکی صحت پر گواہی دین کیونکہ اپنے کانون سے انہون نے حضرت کی آواز سن لی تھی ۔

اور نیز جب کافرون نے کہا کہ حضرت بیت المقدس کے جانے کا دعوی کرتے ہین تو اون کے جواب مین یہ ارشاد کہ جانے کی نشانی مین تمہین بتلاتا ہون علانیہ ثابت کر رہا ہے کہ اونکے قول کی تسلیم کی گئی کہ بیشک ہم گئے تھے اور اوس کی نشانیان سن لو اگر خواب وغیرہ مین گئے ہوتے تو

فرمادیتے کہ یہ میرا دعوی ہی نہیں - اور جس طرح اس حدیث سے ثابت ہے کہ معراج
حالت بیداری میں جسم کے ساتھ ہوئی ان احادیث سے بھی ثابت ہو اخرج ابن جریر
وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل وابن عساکر عن ابی
سعید الخدری قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ عن لیلۃ اسری بہ من مکۃ
الی المسجد الاقصی قال بینا انا نائم بالمسجد اذ اتانی ات فایقظنی فاستیقظت کذا
فی الدر المنثور یعنے ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ
میں ہم لوگوں سے واقعہ معراج کا جو بیان فرمایا اوسمیں یہ بھی ارشاد فرمایا تھا
کہ اوس رات میں مسجد میں سوتا تھا کہ اکایک کوئی شخص آکر مجھے بیدار کیا - اسکے
بعد پورا واقعہ اوس حدیث میں مذکور ہے - اور ایک روایت یہ بھی ہے - عن
ابی اسحق وابن جریر وابن المنذر عن الحسن بن الحسین قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم فی الحجر جاءنی جبرئیل فھمزنی برجلہ فجلست فلم ار شیا
فعدت لمضجعی فجاءنی الثانیۃ فھمزنی بقدمہ فجلست فلم ار شیا فعدت لمضجعی فجاءنی
فھمزنی بقدمہ فجلست فاخذ بعضدی فقمت معہ الحدیث ذکرہ فی الدر المنثور یعنے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں حطیم میں سو رہا تھا جو مسجد الحرام میں ہے
کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے جگایا مگر کوئی نظر نہ آیا اسلئے پھر سو رہا پھر جگایا پھر بھی
کوئی نظر نہ آیا اور پھر سو رہا تیسرے بار کے جگانے میں میں اٹھ بیٹھا اور انھوں نے
میرا ہاتھ پکڑا اور میں اونکے ساتھ چلا اسکے بعد براق وغیرہ کا قصہ مذکور ہے -
اب اہل انصاف غور فرماویں کہ حق تعالی فرماتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ
لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

میں بیت المقدس اوس رات میں جاکر آیا اور قرآن وحدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے خواب پر دلالت ہو اور مرزا صاحب بھی ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۴ میں لکھتے ہیں یہ مسلم ہے کہ النصوص یحمل علی ظواہرہا اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تصریح فرما رہے ہیں کہ یہ واقعہ حالت بیداری میں ہوا اور اوسپر اتنے قرائن موجود ہیں جو مذکور ہوے پہر کسی ایماندار کو اوسکے ماننے میں کیونکر تامل ہوسکتا ہے اسیوجہ سے صحابہ کو اس مسئلہ میں ذرا بھی شبہ نتھا چنانچہ اس حدیث سے ظاہر ہے جو تفسیر درمنثور میں ہے اخرج عبدالرزاق وسعید بن منصور واحمد والبخاری والترمذی والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی والحاکم وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ وماجعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس قال ہی رویا عین اُریہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بہ الی بیت المقدس ولیست برویا منام یعنے آیہ شریفہ وماجعلنا الرویا التی اریناک الافتنۃ للناس کی تفسیر میں ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رویا سے مراد یہاں رویت چشم ہے خواب میں دیکھنا مراد نہیں یعنے شب معراج جو نشانیاں حضرت کو بیت المقدس وغیرہ میں دکھلائی گئی تھیں وہ خواب نہ تھا۔

اب دیکھئے کہ باوجودیکہ رویا خواب کے معنی میں کثیر الاستعمال ہے مگر چونکہ ابن عباسؓ کو خواہ تواتر کی وجہ سے یا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لیا تھا معراج جسمانی کا یقین تھا اس لئے رویا کی تفسیر رویت چشم کے ساتھ کی جو لازمہ معراج جسمانی ہے اگر اونکو اس بات میں ذرا بھی تامل ہوتا تو قرآن کی تفسیر اس جزم کے ساتھ ہرگز نہ کرتے اور نہ اوس کو جایز رکھتے کیونکہ تفسیر

بالرائے کو یہ حضرات کفر سمجھتے تھے۔

ابن عباسؓ سے انی متوفیک کے معنی ممیتک جو مروی ہین اوسکو مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین باربار ذکر کرتے ہین اور ابن عباسؓ کے فضائل بیان کر کرکے لکھتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے علم قرآن اون کے حق مین قبول ہوئی جسکا مطلب یہ ہوا کہ ابن عباسؓ جس آیت کی تفسیر کرتے ہین وہ صحیح اور قابل وثوق ہے اسصورت مین ضرور تہا کہ مرزا صاحب ابن عباسؓ کی اس تفسیر پر اعتماد کرکے معراج جسمانی کے قائل ہوتے مگر افسوس ہے کہ اوسکو قابل اعتبار نہ سمجھا اور اوس پر توجہ تک نہ کی جس سے معلوم ہوا کہ اون احادیث فضیلت پر ایمان زبانی تھا۔

ابن عباسؓ نے روایت مذکورہ مین رویت کو دو قسمون مین منحصر کیا رویت عینی اور رویت منامی اگر رویت کشفی جو مرزا صاحب کہتے ہین کوئی علحدہ چیز ہوتی تو اوسکو بھی بیان کر دیتے اس سے معلوم ہوا کہ رویت کشفی کو انہون نے انہین دو مین سے کسی ایک مین داخل کر دیا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اگرچہ منام مین دیکھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ مین آنکھ سے دیکھ رہا ہون مگر فی الواقع وہ چشم سر سے نہین دیکھتا۔ یہی حال کشفی رویت کا بھی ہے اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کشف سے قیامت تک کے حالات کو بیان فرمایا ہے حالانکہ اون چیزون کا وجود ہی اوس زمانہ مین نتہا پہر کیونکر کہا جائے کہ حضرت نے انکہون سے اون چیزون کو دیکھا تھا حالانکہ ابصار کی شرط جو تقابل رائی ومرئی ہے فوت ہے اس سے ثابت ہے کہ رویت کشفی رویت عینی نہین ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ نے رویت کشفی کو رویت منامی مین داخل کرکے اوسکی بھی نفی کر دی اور رویت عینی کو ثابت کیا۔

اس موقع مین تعجب نہین کہ مرزا صاحب اسکو بھی قبول کر لینگے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے وہین بیٹھے ہوے آنکھون سے سب کچھ دیکھ لیا جیسا کہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۶
مین ہے کیونکہ مرزا صاحب کو انکار یا تاویل یا رد و قدح کی ضرورت صرف وہان ہوتی ہے
جہان اونکی عیسویت وغیرہ پر کوئی اثر پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے مثلاً اگر معراج جسمانی ثابت
ہو جائے تو عیسی علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا ثابت ہو جاتا ہے پھر جب وہ
زندہ آسمان پر موجود ہون تو احادیث کی روسے لوگ انہین کے انتظار مین لگجائینگے
اور مرزا صاحب کو کون پوچھیگا اس وجہ سے معراج کا انکار ہی کر دیا۔ اور شق القمر
کے معجزہ کا کوئی اثر اون کے مباحث پر نہ تھا اسلئے اوسکو مان لیا۔ چنانچہ ازالۃ الاوہام
صفحہ ۳ مین لکھتے ہین کہ معجزات دو قسم کے ہوتے ہین ایک وہ جو محض سماوی امور
ہوتے ہین جن مین انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہین ہوتا جیسے شق القمر جو
ہمارے سید و مولے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور خدا ے تعالی کی غیر محدود
قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے
اوسکو دکھایا تھا انتہی ۔

اور اسکے بہت سی نظائر اونکی کتابون مین موجود ہین۔ یہان کلام اسمین تہا کہ
تعجب نہین مرزا صاحب رویت عینی کو بھی مان لین کیونکہ اوس سے کوئی انکا ہرج نہین
البتہ حرکت جسمانی کو وہ اس خیال سے محال سمجھتے ہین کہ کہین معراج کے ضمن مین عیسی
بھی آسمان پر نہ چڑھ جائین مگر رویت عینی کو اگر مان لین تو کہا جائیگا کہ علم مناظر و مرایا
مین ثابت کیا گیا ہی کہ مرئی رائی سے اسقدر دور ہو کہ اوسکی نسبت اوس بعد کی طرف
ایسی ہو جیسے ایک کی نسبت پانچ ہزار تین سو کی طرف ہے تو وہ شی نظر نہ آئیگی اسصورت مین مرزا صاحب

اس قول پر بھی حکما ہنسیں گے جس کا اونکو بہت خوف ہے چنانچہ ازالۃ الاوہام ص ۱۴۶
میں لکھتے ہیں کہ مسیح کے بارہ میں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ کیا طبعی اور فلسفی لوگ اس
خیال پر نہیں ہنسیں گے کہ جبکہ تیس یا چالیس ہزار فٹ تک زمین سے اوپر کی طرف
جانا موت کا موجب ہے تو حضرت مسیح اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان تک کیونکر
پہنچ گئے انتہی۔

میری رائے میں اس فکر کی ضرورت نہیں اگر طبعی اور فلسفی لوگ یہ سن لینگے کہ
مہینوں کی راہ سے چھوٹی چھوٹی چیزوں کا آنکھوں سے دیکھ لینا اور انگشت کے
اشارہ سے آسمان پر چاند کے دو ٹکڑے کر دینا وقوع میں آگیا ہے تو ایسی حیرت اور
پریشانی میں پڑ جائیں گے کہ عیسی علیہ السلام کے عروج پر ہنسنے کی نوبت ہی نہ آئے گی
غرض عجائب قدرت کو شب معراج اپنے مقام میں بیٹھے ہوے دیکھنا نہ عقلاً ثابت ہو سکتا
ہے نہ نقلاً اور اگر معجزہ کے طور پر تسلیم بھی کر لیا جائے تو قرآن کے خلاف ہوتا ہے
کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ اس سے تو صراحۃً حضرت کو
لیجانا ثابت ہے پھر اگر لیجانا روحانی اور رویت جسمانی ہو تو اسکا مطلب یہ ہوگا
کہ حضرت کی روح مبارک بیت المقدس بلکہ آسمانوں پر گئی اور جسمانی آنکھیں
بغیر روح کے مکہ میں پڑی دیکھ رہی تھیں اور نیز اس تقدیر پر لفظ اسرا بے معنی
ہوے جاتا ہے وہاں تو توفی کے معنی پورے صادق آجاتے ہیں کیونکہ حق تعالے
فرماتا ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی
علیہا الموت ویرسل الاخری جس کا مطلب یہ کہ نیند بھی ایک قسم کی وفات ہے
جسمیں روح قبض کیجاتی ہے اور پھر چھوڑ دی جاتی ہے۔ پھر یہ بھی ثابت

کرنیکی ضرورت ہوگی کہ بغیر روح کے بھی آنکھون کو ادراک ہو سکتا ہے جو اس معراج مین
مقصود بالذات تھا کما قال تعالی لنریہ من آیاتنا۔
شاید یہان یہہ کہا جائیگا کہ آیہ شریفہ وما جعلنا الرؤیا کی تفسیر مین اختلاف ہے اسکا جواب
یہہ ہے کہ محققین مفسرین ومحدثین نے تصریح کی ہے کہ ابن عباس رض کا ترجمان القرآن
ہونا مسلم ہے اسلئے بہ نسبت اور تفسیرون کے اونکی تفسیر زیادہ تر قابل قبول ہے اور
مرزا صاحب کی تقریر سابق سے بھی یہی امر مستفاد ہے پھر وہ روایت بھی کوئی ضعیف
نہین بلکہ بخاری وغیرہ کتب صحاح مین موجود ہے اور مرزا صاحب بھی بخاری اور مسلم
کی صحت اور قابل استدلال ہونے کے قائل ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۸۸۴ مین لکھتے
ہین کہ اگر مین بخاری اور مسلم کی صحت کا قائل نہوتا تو مین اپنی تائید دعوی مین کیون
بار بار اونکو پیش کرتا انتہی۔
غرض کہ ابن عباس رض کی تفسیر اور بخاری شریف کی روایت دونون مرزا صاحب
کے مسلمات سے ہین اور اونسے معراج جسمانی ثابت ہوگئی وہو المقصود۔
کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسقدر اعتراض کیا تھا کہ اگر آپ بیت المقدس مین
جاکر آئے ہین تو وہان کی نشانیان بتلائیے پھر جب نشانیان بتلائی گئین تو اور
کوئی اعتراض اونکو نہ سوجھا سوای اسکے کہ عناد کی راہ سے ساحر کہدیا مگر مرزا صاحب
چونکہ پڑہے ہوئے اور فہم وذکا مین اونسے بھی بڑھے ہوئے ہین اسلئے انہون نے
اس مسئلہ مین ضرورت سے زیادہ موشگافیان کرکے ایسے اعتراضات قائم کئے
کہ اتنک کسی کو سوجھے نہتے چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۳۲ مین لکھتے ہین کہ معراج کی حدیثون
مین سخت تعارض ہے کسی حدیث مین ہے کہ چھت کو کھولکر جبرئیل آئے اور میرے

سینہ کو کہولا پہر ایک سونے کا طشت لایا گیا جس مین حکمت اور ایمان بہرا ہوا تہا سو
وہ میرے سینہ مین ڈالا گیا۔ پہر میرا ہاتہہ پکڑکر آسمان کی طرف لے گیا مگر اوسمین یہہ
نہین لکہا کہ وہ طشت طلای جو عین بیداری مین ملا تہا کیا ہوا اور کسکے حوالہ کیا گیا
اور کسی حدیث مین ہین بیت اللہ کے پاس خواب اور بیداری کے درمیان مین تہا
اور تین فرشتے آئے اور ایک جانور بہی لایا گیا۔ اور کسی مین براق کا کوی ذکر نہین
اور کسی مین ہے کہ مین حطیم مین تہا یا حجرہ مین لیٹا ہوا تہا۔ اور کسی مین ہے بعثت کے
پہلے یہہ واقعہ ہوا اور بغیر براق کے آسمان پر گئے اور آخر مین آنکہہ کہل گئی۔ اور
ان پانچون واقعون مین لکہا ہے کہ معراج کے وقت پہلے پچاس نمازین مقرر ہوئین
اور بعد تخفیف پانچ منظور کرائین اور ترتیب رویت انبیا مین بڑا اختلاف ہے انتہی ملخصا
یہہ جتنی باتین مرزا صاحب نے لکہی ہین بے شک بخاری کی احادیث مین موجود ہین
باوجود اسکے کسی مسلمان کا ذہن اوسکے ابطال کی طرف منتقل نہوا اور صحابہ کے زمانہ سے
آج تک باوجود ان روایات متعارضہ کے وجود معراج پر اجماع ہی رہا اسلئے کہ جب
یقینی طور پر کوی چیز ثابت ہوجاتی ہے تو اوسکے عوارض مین اختلاف ہونے سے
اوس یقین پر کوی اثر پڑ نہین سکتا مگر چونکہ مرزا صاحب کو اپنی عیسویت ثابت
کرنے کی غرض سے اوسکے ابطال کی ضرورت ہے اسلئے جن امور مین اغماض ہو رہا تہا
اونکو ظاہر کردیا تاکہ ضعیف الایمان لوگون کو اصل معراج ہی مین شک پڑجائے
بہت خیر گذری کہ مرزا صاحب احادیث ہی مین تعارض پیدا کرنے کے درپے ہوئے
اگر قرآن کی طرف توجہ کرتے تو اس قسم کے بہت سارے اعتراض اوسمین بہی
پیدا کردیتے ایک موسی علیہ السلام ہی کا قصہ دیکہہ لیجئے کہ حق تعالی کہین فرماتاہے

کہ موسی کو فرعون اور اوسکے درباریون کی طرف بہیجا کما قال تعالی ثم بعثنا من بعدہم موسی بآیاتنا الی فرعون وملئہ اور کہین فرماتا ہے کہ صرف قوم فرعون کی طرف بہیجا کما قال واذ نادی ربک موسی ان ائت القوم الظالمین قوم فرعون اور کہین فرماتا ہے کہ انہین کی قوم کی ہدایت کو بہیجا کما قال تعالی ولقد ارسلنا موسی بآیاتنا ان اخرج قومک من الظلمات الی النور۔ کہین فرماتا ہے کہ موسی اور ہارون کو بہیجا کما قال تعالی فاتیا فرعون وقولا انا رسول رب العالمین۔

اور کہین فرماتا ہے صرف موسی کو بہیجا کما قال واذ نادی ربک موسی ان ائت القوم کہین فرماتا ہے کہ موسی نے ساحرون سے ابتداءً فرمایا کہ جو تم کو ڈالنا منظور ہو ڈالدو کما قال تعالی وقال لہم موسی القوا ما انتم ملقون اور کہین فرماتا ہے کہ پہلے ساحرون نے اس بات مین تحریک کی کما قال تعالی قالوا یا موسی اما ان تلقی واما ان نکون نحن الملقین۔ کہین فرماتا ہے کہ فرعون کی قوم کو ڈبو دیا کما قال تعالی ثم اغرقنا الاخرین اور کہین فرماتا ہے کہ فرعون اور اوسکے لشکر کو پکڑکر دریا مین پہینک دیا کما قال فاخذناہ وجنودہ فنبذناہم فی الیم اور اوسکے نظایر قرآن مین بکثرت مین ہر چند یہہ ظاہر مین اختلاف معلوم ہوتا ہے مگر کیا کوئی مسلمان یہہ کہہ سکتا ہے کہ موسی علیہ السلام کا واقعہ تعارض کی وجہ سے قابل اعتبار نہین نعوذ باللہ من ذلک ممکن نہین کہ اہل ایمان کے دل مین اس تعارض کا ذرا بھی اثر ہو یا اوسکو تعارض سمجھین ادنی تامل سے یہہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ شارع کو واقعات بیان کرنے سے کہانی مقصود نہین ہوتی کہ جب بیان کی جائے پوری بیان کی جائے بلکہ وہان ہر بیان مین ایک مقصود خاص

پیش نظر ہوا کرتا ہے پہر تعدد بیانون سے پورا قصہ بھی معلوم ہو جاتا ہے ۔
اب معراج کے قصہ مین غور کیجئے کہ جسکو خدائتعالی کی قدرت پر ایمان ہو
کیا اوسکو اُن امور مین جو اوس مین مذکور ہین کچہہ تامل ہوگا یا جیسے موسی علیہ السلام
کے قصہ مین متفرق امور مربوط و مرتب کئے جاتے ہین یہان ممکن نہین ۔ کیا یہہ
تصدیق ممکن نہین کہ خدائتعالی نے کسی مصلحت سے چہت کہول کر فرشتون کو
حضرت کے مکان مین اتارا ہوا اور پہر چہت کو ملا دیا ہو جس مین ظاہرا ایک مصلحت
یہہ بھی ہے کہ اجسام کا خرق و التیام کا پہلے ہی سے حضرت کو مشاہدہ ہو جائے
اور شق صدر کے وقت کسی قسم کا تردد نہو اور آسمانون کے خرق و التیام کا استبعاد
بھی جاتا رہے ۔ کیا یہہ محال ہے کہ فرشتون نے حضرت کو گہر سے مسجد مین اِس
غرض سے لایا ہو کہ معراج اوس متبرک مقام سے ہو اور تہوڑی دیر آپ آرام فرمانے
کے بعد وقت مقرر پر جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو جگایا ہو ۔ اور کیا جبرئیل علیہ السلام
کو سونے کا طشت ملنا محال تھا یا یہہ محال سمجہا گیا کہ اتنا بوجہ اُٹھا کر وہ یا اونکے
ساتھہ کے فرشتے آسمان پر کیسے چڑہ گئے اور یہہ تو کسی حدیث مین نہین کہ جبرئیل
علیہ السلام نے حضرت کو وہ طشت ہبہ کر دیا تھا پہر مرزا صاحب جو اوس سونے
کے طشت کی تلاش کرتے ہین کہ جو بیداری مین ملا تھا کیا ہوا اور کسکے حوالہ
کیا گیا معلوم نہین کس خیال پر مبنی ہے ۔ جب طشت کا آسمان پر اُٹھایا جانا
مرزا صاحب کی سمجہہ سے باہر ہے تو فی الواقع آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اور
عیسی علیہ السلام کا آسمانون پر جانا ہرگز اونکی سمجہہ مین نہین آسکتا ۔ سچ تو یہہ
ہے کہ ایسی خلاف عادت اور خلاف عقل باتون پر ایمان لانا ہر کسی کا کام نہین

جب تک فضل الہی شامل حال نہو ممکن نہین کہ آدمی خدا اور رسول کے ارشادات پر
ایمان لاسکے چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے بل اللہ یمن علیکم ان ہداکم للایمان ان کنتم
صادقین یعنے بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اوسنے تم کو ایمان کا رستہ دکھایا
بشرطیکہ تم دعوی اسلام مین سچے ہو۔ اگر آدمی کو ایمان لانا منظور ہو تو قدرت
کاملہ اور حکمت بالغہ کو پیش نظر رکھکر اور اپنے قصور فہم کا اعتراف کرکے ایمان
لاسکتا ہے جیسے کروڑہا مسلمان باوجود ان تمام مضامین مذکورہ کے جنکو
مرزا صاحب اپنی کامیابی کا سامان سمجھے ہین ایمان لاتے رہے۔ اور جب
ایمان لانا منظور نہین ہوتا تو مشاہدہ بھی کچھہ فایدہ نہین دیتا چنانچہ کفار نے
باوجودیکہ دیکھہ لیا کہ حضرت نے اون کے تمام شبہات کے جواب دیدیے
مگر جب بھی ایمان نہ لائے۔

تقریر بالا مین اگر غور کیا جائے تو مرزا صاحب کے اکثر شبہات کے جواب
ہوگئے مثلاً بعض احادیث معراج مین براق کا نام چھوٹ گیا اور بعضون مین
ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر مین پہلے آرام فرمانا۔ اور بعضون مین حطیم کا ذکر
اور بعضون مین جبرئیل علیہ السلام کا حضرت کو جگانا ترک ہوگیا اوسکی مثال
ایسی ہے جیسے موسی علیہ السلام کے واقعات کی ہر آیت مین بعض بعض امور
فروگذاشت کئے گئے باوجود اسکے تعارض کا احتمال بھی نہین ہوسکتا۔ البتہ
بعض روایات مین جو وارد ہے کہ معراج قبل بعثت ہوی وہ خلاف واقع ہے
بجائے قبل ہجرت قبل بعثت کہا گیا ہے جیسے متعدد احادیث سے اور
اجماع سے ثابت ہے مگر اوس مین کوی ہرج نہین کیونکہ مرزا صاحب کی بعض

تحقیقات سے مستفاد ہے کہ کبھی موخر چیز مقدم بھی کہی جاتی ہے چنانچہ وہ
تحریر فرماتے ہین کہ ای متوفیک ورافعک مین تقدیم وتاخیر ممکن نہین جس
ترتیب سے حق تعالی نے بیان فرمایا ہے وہی واقعی ہے اور جو لوگ کہتے
ہین کہ پہلے رفع ہوا اور وفات بعد ہوگی وہ اپنے لئے خدا کی استادی کا منصب
تجویز کرتے ہین نعوذ باللہ من ذلک اسکا مطلب ظاہر ہے کہ جو ترتیب لفظی
واو کے ساتھ ہوتی ہے مرزا صاحب کے نزدیک وہ واقع کے مطابق ہوتی
ہے یعنے واو بھی ترتیب کے لئے ہے اس قاعدہ کی بنا پر ثابت ہوتا ہے
کہ عیسی علیہ السلام پہلے تھے اور اونکے بعد ایوب یونس ہارون اور سلیمان
علیہم السلام وجود مین آئے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے واوحینا الی ابراہیم و
اسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط وعیسی وایوب ویونس وہرون وسلیمان
جب بحسب تحقیق مرزا صاحب اس آیۂ شریفہ مین اشارۃ النص سے یہہ ثابت
ہوا کہ گویا حق تعالی فرماتا ہے کہ عیسی پہلے تھے اور ایوب وغیرہ بعد حالانکہ
توراۃ وانجیل واحادیث وغیرہ سے عیسی علیہ السلام کی بعدیت یقیناً ثابت ہے
اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہین کہ راوی نے اسیطرح معراج کو بعثت پر مقدم بیان کیا
جیسے عیسی السلام ایوب ویونس وہرون علیہم السلام پر مقدم بیان کئے گئے
جس سے نہ کذب لازم آتا ہے نہ خلاف واقع خبر دینے کا الزام - دوسرا جواب
یہہ ہے کہ اسلام مین معراج ایک ایسا مشہور واقعہ ہے کہ ابتدا سے آج تک
ہر کسی کے زبان زد ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ جس واقعہ کی کیفیت طولانی
ہو اور اوسکے بیان کرنے والے بکثرت ہون تو بعض امور مین ضرور اختلاف

پیدا ہو جاتا ہے مگر اس اختلاف جزئی سے اصل واقعہ کے ثبوت مین کوئی
فرق نہین آتا بلکہ ہر فریق اوس واقعہ کے وجود پر گواہ سمجھا جائیگا دیکھئے جو
لوگ قائل ہین کہ معراج قبل بعثت ہوا وہ بھی معراج کے ایسے ہی مثبت ہین جیسے
بعد بعثت کے قائلین - ہان یہہ کہا جائیگا کہ کسی نے تاریخ مین غلطی کی ہے جو
اصل واقعہ سے خارج ہے پہر وہ غلطی بھی دوسرے قرائن سے نکل سکتی ہے
جیساکہ خفاجی رح نے شرح شفای قاضی عیاض رح مین لکھا ہے کہ بہت سی
روایتون اور اتفاق جمہور اور اجماع سے ثابت ہے کہ معراج بعد بعثت اور
قبل ہجرت ہوا ہے اسلئے قبل بعثت کی روایت قابل تاویل ہے -
اصل منشا اس قسم کے اختلافون کا یہہ ہے کہ اوائل اسلام مین ہر امر مین مقصود
بالذات پیش نظر رہا کرتا اور اوسیکا پورا پورا اہتمام ہوا کرتا تھا اور جن امور
کو مقصود مین چندان دخل نہین اونکے یاد رکہنے مین بھی چندان اہتمام نہوتا اسبات
کا ثبوت اس سے ہو سکتا ہے کہ فی زماننا ادنی ادنی شیوخ ومشایخین کی تواریخ
وفات وغیرہ مین کسقدر اہتمام ہوتا ہے کہ روز تو کیا وقت تک محفوظ رکہا
جاتا ہے بخلاف اوسکے وہان خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف
مین اختلاف پڑا ہوا ہے کسی روایت مین دوسری ربیع الاول کی ہے اور کسی
مین تیرہوین اور کسی مین چودہوین - اسیطرح بعثت کے وقت مین بھی بڑا
اختلاف ہے کسی روایت مین ہے کہ اوس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی عمر شریف برابر چالیس سال کی تھی کسی مین ہے کہ ایک روز زیادہ ہوا تھا
اور کسی مین زیادتی دس روز کی اور کسی مین دو مہینے کی کسی مین تین برس کی

اور کسی مین پانچ سال کی لکھی ہے اور سال ہجرت مین بھی بڑا اختلاف ہے بخاری
مین ہے کہ نبوت سے تیرہ برس کے بعد ہجرت ہوی اور مسلم مین پندرہ برس
کے بعد اور مسند امام احمد اور غیر بخاری مین دس برس کے بعد جیسا کہ مواہب اللدنیہ
اور زرقانی مین لکھا ہے۔
الحاصل واقعات کی تاریخ اوس زمانہ مین چندان ضروری نہین سمجھی جاتی تھی
اسیوجہ سے صحابہ اور تابعین نے تاریخ معراج کی تحقیق مین کوشش نکی اور یہہ
سمجھ لیا کہ مقصود بالذات معراج ہے خواہ قبل بعثت ہو یا بعد بعثت اوسکا وقوع
ضرور ہوا۔ مرزا صاحب کے جرحی سوالون کے لحاظ سے ایک معراج ہی کیا نہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگی نہ ہجرت وغیرہ سیرۃ حلبیہ مین امام عبدالوہاب
شعرانی کا قول نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چونتیس ۳۴ بار معراج
ہوی ایک حالت بیداری مین جسم کے ساتھہ اور باقی روحانی۔ اور تفسیر
روح البیان مین لکھا ہے قال الشیخ الاکبر الاظہر ان معراجہ علیہ السلام اربع
وثلثون مرۃ واحدۃ بجسدہ والباقی بروحہ رویا راہا یعنے شیخ محی الدین عربی رح
کا بھی یہی قول ہے کہ معراج چونتیس ۳۴ بار ہوی ایک بار بیداری مین باقی روحانی
اس صورت مین جو معراج قبل بعثت ہوی تھی اور جن معراجون کا خواب مین
ہونا معلوم ہوتا ہے وہ سب روحانی معراجون مین داخل ہین اور اوسپر
یہہ قرینہ بھی ہے کہ قبل بعثت معراج ہونے کی حدیث جو بخاری کے صفحہ ۱۱۲
مین ہے اوس مین یہہ الفاظ موجود ہین انہ جاءہ ثلثۃ نفر قبل ان یوحی الیہ و
ہو نائم فی المسجد۔ اور راوی کے آخر مین فاستیقظ وہو فی المسجد الحرام

موجود ہے جسکا مطلب یہہ ہوا کہ حضرت مسجد مین آرام فرماتے تھے اسوقت تین فرشتے
خواب مین آئے اور سب واقعہ دیکھنے کے بعد حضرت بیدار ہوگئے اور یہہ واقعہ قبل نزول وحی ہوا انتہی
اس حدیث کے سوا اون پانچون حدیثون مین جنکو مرزا صاحب نے ذکر کیا ہے اس
صراحت سے کسی مین خواب مذکور نہین البتہ صفحہ ۴۵۵ کی حدیث مین بین النوم
والیقظ مذکور ہے مگر اوسکے آخر مین فاستیقظ یا اوسکا مرادف کوی لفظ نہین جس سے
معلوم ہو کہ وہ حالت آخر تک مستمر رہی کیونکہ اوسمین تو صرف ابتدائے حالت کا ذکر
ہے کہ غنودگی تھی اور ظاہر ہے کہ بیدار معمولی حرکت سے چونک پڑتے ہین۔
یہان مرزا صاحب یہہ اعتراض ضرور کرینگے کہ خواب کی حدیث مین بھی وہی
مضمون ہے جو بیداری مین معراج ہونے کی حدیثون مین ہے اور اوس مین بھی
پچاس وقت کی نمازین ابتدائً فرض ہونا اور بعد کمی کے پانچ مقرر ہونا موجود ہے
جس سے یہہ لازم آتا ہے کہ نمازین دو وقت فرض ہوین۔ مگر اوسکا جواب ادنی
تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جب قبل بعثت نبوت ملی ہی نتھی تو اوسکے لوازم
اور کسی چیز کا فرض ہونا کیسا۔ وہ خواب تو صرف تمہیداً دکھایا گیا تھا کہ آیندہ
ایسی خصوصیات اور وہ وہ فضائل حاصل ہونے والے ہین جو کسی کو نصیب
نہ ہوئے جسکے دیکھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص توقع اور
اشتیاق پیدا ہوگیا۔ اور یہہ تو کتب تاریخ سے بھی واضح ہے کہ سلاطین وغیرہم
جن کو غیر معمولی مدارج حاصل ہونے والے ہوتے ہین اونکو عالم رویا مین اکثر
اطلاع ہوجاتی ہے چنانچہ اس قسم کے خواب رسالہ (عجیب وغریب خواب)
مین بہت سے مذکور ہین اور اس خواب سے بہت بڑا نفع یہہ بھی ہوا کہ جب بیداری

مین حضرت تشریف لے گئے تو کسی مقام اجنبیت اور ناآشنائی نرہے جو باعث توحش ہو
پہر خواب فقط معراج ہی کے پہلے نہین بلکہ ہجرت وغیرہ کے پہلے بھی ہوا تھا جیسا کہ اس
حدیث سے ظاہر ہے عن ابی موسیٰ رضی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت فی المنام
انی اہاجر من مکۃ الی ارض بہا نخل فذہب وہلی الی انہا الیمامۃ او ہجر فاذا ہی المدینۃ
یثرب متفق علیہ یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین نے خواب دیکہا تھا
کہ مکہ سے ہجرت کرکے اوس طرف جارہا ہون جہان نخلستان ہے اوسوقت میرا
خیال یمامہ اور ہجر کی طرف گیا پہر یکایک جو دیکہا تو وہ مدینہ یثرب تھا مقصود
یہہ کہ ہجرت کا واقعہ قبل ہجرت معلوم کرایا گیا اور مقام ہجرت بھی دکہلایا گیا
مگر چونکہ حضرت نے پیشتر مدینہ طیبہ کو غالباً دیکہا نہا اور یمامہ اور ہجر کا نخلستان
مشہور تھا اس سبب سے خیال اون شہرون کی طرف منتقل ہوا مگر ساتھہ ہی
معلوم ہوگیا کہ وہ مدینہ ہے ۔

الحاصل جس طرح ہجرت سے پہلے ہجرت خواب مین ہوی اسیطرح معراج سے پہلے
معراج خواب مین ہوی اب اہل اسلام اس بات پر بھی غور کرلین کہ کیا اس حدیث
ہجرت مین کوی ایسی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطی پکڑی جائے
مگر چونکہ مرزا صاحب اسی فکر اور تلاش مین رہتے ہین کہ حضرت کی غلطیان پکڑین
اونکو یہان اتنا موقع مل گیا کہ حضرت نے (ذہب وہلی) فرمایا جس کے معنے
وہم وخلاف واقع مین پہر گیا سمجہا تھا جہٹ سے غلطی ثابت ہی کردی چنانچہ
ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۸۹ مین لکہتے ہین وہ حدیث جس کے یہہ الفاظ ہین فذہب وہلی
الی انہ الیمامۃ او ہجر فاذا ہی المدینۃ یثرب صاف صاف ظاہر کررہی ہے کہ

جو کچھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے پیشگوی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا انتہی —

غور کیجئے کہ حضرت نے کب پیشگوی کا دعوی کیا تھا کہ مین مکہ چھوڑکر یمامہ یا ہجر جاونگا۔ بلکہ وہ تو بر سبیل حکایت فرمایا کہ خواب مین نخلستان دیکھکر ہجر کا خیال تو ہوا تھا مگر اوسیوقت وہ مدینہ ثابت ہوا جو فاذا ھی المدینۃ سے ظاہر ہے اس سے تو کمال درجہ کا صدق ثابت ہو رہا ہے کہ خداتعالی نے اوس خیال کو جو خواب مین پیدا ہوا تھا خواب ھی مین فوراً بدل دیا تاکہ وہ خواب اگر پیشگوی کے لباس مین سمجھا جائے تو بھی اوس غلطی کا احتمال باقی نرہے۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا صاحب کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلطی پکڑنیکی خوشی مین اپنی غلط فہمی پر نظر نہ پڑی اور مصرعہ عیب نماید ہنرش در نظر؛ کا مضمون صادق کر دیا یا یہہ ضمنی بحث تھی کلام اوس مین تھا کہ قبل وقوع واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین اطلاع ہوجاتی تھی اوس پر یہہ حدیث بھی دلیل ہے عن عائشہ رض قالت اول مابدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ فی النوم وکان لایری رویا الاجاءت مثل فلق الصبح رواہ البخاری یعنے عائشہ رض فرماتی ہین کہ ابتداء وحی کی رویائے صالحہ سے ہوی جو کچھہ حضرت خواب مین دیکھتے اوسکا ظہور روشن طور پر ہوتا جس مین کوی اشتباہ نہ رہتا چنانچہ معراج کے واقعہ مین بھی ایسا ھی ہوا کہ جو واقعات خواب مین دیکھے تھے بلا کم وکاست بیداری مین بھی ملاحظہ فرمائے مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ مقامات انبیا مین بڑا ھی اختلاف ہے اسکا جواب تقریر بالا سے واضح ہے کہ قصہ معراج مین ان امور کو کوی دخل نہین بلکہ یہہ

کل روایات مثبت معراج مین البتہ اس اختلاف کا اثر نفس مقامات پر پڑیگا جس سے یقینی طور پر
یہہ ثابت نہوگا کہ کس نبی کا کونسا مقام ہے اور وہ کوئی ضروری بات بھی نہین اسوجہ سے
راویون نے اوسکے یاد رکھنے مین اہتمام نہ کیا۔

دوسرا جواب یہہ ہے کہ مقامات انبیا کا مسئلہ منجملہ اسرار اور ایک لا یدرک بہید ہے
اسیوجہ سے بعض متکلمین نے اسمین کلام کرنے کو مناسب نہین سمجہا جیساکہ شہاب
خفاجی رح نے شرح شفا مین لکہا ہے۔ امام شعرانی رح نے کتاب الیواقیت والجواہر
مین لکہا ہے کہ معراج کے کئی فواید ہین ایک یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک جسم کو آن واحد مین دو مکانون مین دیکہہ لیا چنانچہ حضرت جب پہلے آسمان پر
گئے آدم علیہ السلام کو دیکہا کہ اونکے داہنے طرف اونکی نیک بخت جنتی اولاد ہے
اور بائین طرف بدبخت دوزخی ہین حضرت نے اپنی صورت نیک بخت جماعت مین
دیکہکر شکر کیا۔ اور نیز موسی علیہ السلام کو دیکہا کہ اپنی قبر مین نماز پڑہ رہے ہین
پہر انہین کو دیکہا کہ آسمان پر بھی موجود ہین اور یہہ نہین فرمایا کہ اونکی روح کو دیکہا انتہی ملخصاً
اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اختلاف انبیا علیہم السلام کے مقامات مین
وارد ہے وہ راویون کی غلطی نہ تہی بلکہ فی الواقع متعدد مقامات مین دیکہے
گئے تہے۔ اور یہہ کوئی مستبعد بات نہین امام سیوطی رح نے ایک مستقل رسالہ
جس کا نام المنجلی فی تطور الولی ہے صرف اس مسئلہ مین لکہا ہے کہ اولیاء اللہ
کو یہہ قدرت حاصل ہے کہ آن واحد مین متعدد مقامات مین ظاہر ہوسکتے ہین
اور سبب تالیف یہہ لکہا ہے کہ شیخ عبد القادر طحطوطی رح ایک شب کسی
شخص کے مکان مین رہے اوسنے ایک مجلس مین شیخ کی شب باشی کا ذکر کیا

مجلس سے ایک شخص اٹھہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ وہ تو تمام رات میرے گھر مین تھے
اون دونون مین رد وقدح کی نوبت یہانتک پہونچی کہ ہر ایک نے قسم کہای
کہ اگر وہ بزرگ میرے گھر مین رات بہر نرہے ہون تو میری زوجہ پر طلاق ہے
جب شیخ سے پوچھا گیا تو انہون نے دونون کی تصدیق کی اور کہا کہ اگر دو شخص کہین
مین اونکے ساتھہ مختلف مقامات مین وقت واحد مین رہا جب بھی تصدیق کرلو
امام سیوطی رح کے پاس جب یہہ مسئلہ پیش ہوا تو انہون نے یہہ فتوی دیا کہ
کسیکی زوجہ پر طلاق نہین پڑی اور کئی وقایع اور متقدمین علما کے فتوی اسکی تائید
مین پیش کئے جن سے ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کو یہہ قدرت دی جاتی ہے کہ جب
چاہین وقت واحد مین متعدد مقامات مین ظاہر ہوسکین اور یہہ بھی لکھا ہے
کہ مسند امام احمد اور نسائی وغیرہ مین یہہ روایت ہے کہ جب کفار نے بطور
امتحان مسجد کی نشانیان حضرت سے پوچھین تو مسجد وہان موجود ہوگئی
جسکو دیکھہ دیکھکر حضرت اونکے جواب دیتے گئے کما ذکروا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فذہبت انعت حتی التبس علی بعض النعت فجئی بالمسجد وانا انظر حتی وضع دون

دار عقیل او عقال - یہہ حدیث پوری اوپر مذکور ہے امام سیوطی اس حدیث کو
نقل کرکے لکھتے ہین کہ یہہ بھی اسی قسم کی بات ہے کیونکہ اصل مسجد اپنی
جگہہ سے ہٹی نہتی اور یہان بھی موجود تھی جسکو حضرت ان الفاظ سے تعبیر
فرماتے ہین فجئی بالمسجد حتی وضع دون دار عقیل اور تفسیر روح البیان
مین امام شعرانی رح کا قول نقل کیا ہے کہ شیخ محمد خضری رح نے ایک ہی روز
پچاس شہرون مین جمعہ کا خطبہ پڑہا اور امامت کی روض الریاحین اور اکثر طبقات

اولیاء اللہ سے ظاہر ہے کہ اس مسئلہ پر اولیاء اللہ کا اجماع ہے ۔
غور کیا جاسے کہ جب اولیاء اللہ کو اس عالم کثیف مین یہہ قدرت حاصل ہو کہ
وقت واحد مین متعدد جگہہ موجود ہو سکتے ہین اور مسجد دو جگہہ آن واحد مین
موجود ہو گئی تو انبیا علیہم السلام کو اوس عالم لطیف مین وہ قدرت حاصل ہونا
کونسی بڑی بات ہے ۔ غرض کہ انبیا علیہم السلام کا مختلف مقامات مین
حضرت سے ملنا گو بظاہر تعارض کی شکل مین نمایان ہے لیکن واقع مین وہ تعارض
نہین البتہ متوسط عقول اوسکے سمجھنے مین قاصر ہین مگر غنیمت یہہ ہے کہ مرزا صاحب
اس قسم کے اسرار کے قائل ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۴ مین لکھتے ہین کہ
درحقیقت تمام ارواح کلمات اللہ ہی ہین جو ایک لا یدرک بھید کے طور
پر ہے جسکے تہ تک انسان کی عقل نہین پہونچ سکتی روحین بن گئی ہین
کلمات اللہ ہی بحکم ربی لباس ارواح کا پہن لیتے ہین اور اون مین وہ تمام
طاقتین اور قوتین اور خاصیتین پیدا ہو جاتی ہین جو روحون مین پائی جاتی ہین
پہر وہ روح کی حالت سے باہر آکر کلمۃ اللہ ہی بن جاتی ہین ۔ اور ہمارے
ظاہر بین علما اپنے محدود خیالات کی وجہ سے کلمات طیبہ سے مراد محض
عقاید یا اذکار و اشغال لیتے ہین انتہی ۔
کلمات کا ارواح بن جانا نہ کہین قرآن مین ہے نہ حدیث مین باوجود اوسکے
جب وہ لا یدرک بھید قابل تصدیق ہے تو ارواح کا متعدد مقامات مین ہونا
جو صراحۃً احادیث سے ثابت ہے لا یدرک بھید قابل تصدیق کیون نہو
اور جب کسی جسم کا متعدد مقامات مین آن واحد مین ہونا احادیث صحیحہ اوس

اجماع اولیاء اللہ سے مستبعد نہو تو ارواح مقدسہ کا متعدد مقامات مین
پایا جانا کیون مستبعد ہو۔ الحاصل بعض انبیا کی ارواح متعدد آسمانون مین پایا جانا
جو احادیث مین وارد ہے ایسی بات نہین ہے کہ اوسکے سمجھہ مین نہ آنیکی
وجہ سے بخاری شریف بے اعتبار کردی جاے یا معراج ہی کا انکار کردیا جاے
اگر قصور فہم کی وجہ سے یہہ طریقہ اختیار کیا جاے تو قرآن شریف کا ایک
معتدبہ حصہ نعوذباللہ بیکار اور بے اعتبار ہوسے جاتا ہے - ایک تخت بلقیس
ہی کا واقعہ دیکھہ لیا جاے کہ کسقدر حیرت انگیز ہے ایک بڑا شاندار تخت شاہی
صدہا کوس کے فاصلہ سے ایک لمحہ مین صحیح سالم سلیمان علیہ السلام کے پاس
پہونچ جانا کیا معمولی عقلون مین آسکتا ہے ہرگز نہین - شہاب خفاجی رحمہ نے
شرح شفاے قاضی عیاض مین لکھا ہے کہ جس قدر مسافت مکہ معظمہ سے
بیت المقدس کی ہے اوس سے زیادہ مسافت کو اوس تخت نے طرفۃ العین
مین طے کیا - حق تعالی فرماتا ہے قال الذی عندہ علم الکتاب انا اتیک بہ قبل
ان یرتد الیک طرفک فلما راہ مستقرا عندہ قال ہذا من فضل ربی ترجمہ ایک
شخص جسکو کتابی علم تھا بولا کہ آپ کی آنکھہ جھپکنے سے پہلے پہلے مین تخت کو آپکے
حضور مین لا حاضر کرتا ہون انتہی -
کیا ممکن ہے کہ کوئی مسلمان اس تخت کی غیر معمولی سرعت سیر مین کلام کرسکے پہر
حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سرعت سیر وغیرہ مین کلام کرنا کیسی
بات ہے - ایماندار سے تو یہہ ہرگز ممکن نہین -
مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۸۹ مین لکھتے ہین کہ باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے رفع جسمی کے بارے مین یعنے اِس بارہ بین کہ وہ جسم کے سمیت شب معراج مین
آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد تھا۔ لیکن پھر بھی
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اِس بات کو تسلیم نہین کرتین اور کہتے ہین کہ رویا صالحہ تھی
اِس تقریر سے دو باتین معلوم ہوین ایک یہہ کہ تقریباً کل صحابہ معراج جسمانی کے قائل
تھے دوسری یہہ کہ عائشہ رض اوسکے منکر تھین۔ کتب رجال وغیرہ سے ثابت ہے
کہ صحابہ ایک لاکھہ سے زیادہ تھے۔ لفظ تقریباً کے لحاظ سے اگر زیادتی حذف
کی جاے تو بھی بقول مرزا صاحب ثابت ہے کہ لاکھہ صحابہ معراج جسمانی کا اعتقاد
رکھتے تھے۔ یہہ امر پوشیدہ نہین کہ جس بات پر لاکھہ صحابہ کا اعتقاد ہو اسلام
مین وہ کس قدر قابل وقعت ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ فرقہ ناجیہ
وہی ہے کہ اونکا اعتقاد صحابہ کے اعتقاد کے موافق ہو جیسا کہ اِس حدیث شریف
سے ظاہر ہے عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و تفترق امتی علی
ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ
واصحابی متفق علیہ اور یہہ بھی ارشاد ہے کہ جو جماعت سے ایک بالشت علیحدہ
ہو جاے وہ اسلام سے خارج ہے کما فی کنز العمال عن ابی داود قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ حم دک
جب عموماً جماعت سے مخالفت کرنے والے کا یہہ حال ہو تو لاکھہ صحابہ کی جماعت
کے مخالف کرنے والے کا کیا حال ہوا در آیہ شریفہ ویتبع غیر سبیل المومنین
نولہ ما تولی الایہ سے اسکی وعید ثابت ہے۔
اب رہا یہہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا معراج جسمانی کے منکر ہین سو وہ بالکل غلط ہے

اسلیے کہ ابھی بروایت صحیحہ ثابت ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج بیت المقدس جاکر تشریف لائے اور وہ واقعہ بیان
فرمایا تو بہت سے مسلمان مرتد ہوگئے اور کفار نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جاکر
کہا کیا اسکی بھی تصدیق کروگے اور انہون نے تصدیق کی اسی روز سے آپکا
نام صدیق قرار پایا۔
ادنی تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اگر عائشہ رض کے نزدیک یہہ واقعہ
خواب کا ہوتا تو ضرور فرماتین کہ اون بے وقوفون نے جو مرتد ہوگئے اتنا ہی
نہ سمجھا کہ یہہ واقعہ خواب کا ہے جو عادةً ایسے خلاف عقل خواب ہر شخص کو
ہوا کرتے ہین اور ابو بکر رض کو کفار کا عار دلانا کس قدر بیہودگی اور حماقت تھی
پھر صرف خواب کی تصدیق پر لقب صدیق حق تعالی کی طرف سے اونکو ملنا
کیسا بدنما تھا نعوذ باللہ من ذلک عائشہ رض کا اس واقعہ کو بغیر تصریح خواب کے
بیان کرنا صاف کہہ رہا ہے کہ وہ عالم بیداری مین تھا جسپر یہہ آثار مرتب ہوئے

پھر جو اونسے یہہ روایت ہے واخرج ابن اسحق وابن جریر عن عائشہ رض
قالت ما فقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن اللہ اسری بروحہ یعنی
عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ معراج حضرت کی روح کو ہوی اور جسم مبارک
میرے پاس سے غائب نہوا۔ کیونکر صحیح ہوگی۔ اول تو یہہ روایت
صحاح مین نہین پھر اوس مین یہہ اختلاف ہے کہ بعض ما فقدت کہتے ہین
اور بعض ما فقد جیسا کہ شہاب خفاجی رح نے شرح شفا مین لکھا ہے۔
اور شفائے قاضی عیاض رح مین ہے کہ یہہ حدیث محدثین کے نزدیک

ثابت نہین اسلئے کہ اسکی سند مین محمد ابن اسحق ہین جنکو امام مالک رح نے
ضعیف کہا ہے اور علامہ زرقانی رح نے شرح مواہب مین لکھا ہے کہ
اس حدیث کی سند مین انقطاع ہے اور راوی مجہول ہے اور ابن دحیہ نے
تنویر مین لکھا ہے کہ یہہ حدیث موضوع ہے کسی نے صحیح حدیث کو رد کرنیکی
غرض سے بنالیا ہے انتہی —
قطع نظر اسکے ما تقدت کی روایت توکسیطرح صحیح ہوہی نہین سکتی اسلئے
کہ اوس زمانہ مین عائشہ رض کا نکاح بھی ہوا نتھا پہر اونکا یہہ کہنا کہ حضرت
میرے پاس سے مفقود نہوے کیونکر صحیح ہو سکتا اور نہ وہ زمانہ اونکے
سن شعور کا تھا اسلئے کہ معراج کے سال مین اختلاف ہے مواہب اللدنیہ
مین لکھا ہے کہ بعضون کا قول ہے کہ بعثت سے ڈیڑھہ سال بعد ہوا
اور بعض پانچ سال کے بعد اور بعض ہجرت سے ایک سال پیشتر کہتے ہین
اگر اخیر کا قول بھی لیا جائے تو اوس وقت اونکی عمر سات سال کی ہوگی
کیونکہ بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ ہجرت کے وقت اونکی عمر آٹھہ سال کی تھی
اور ظاہر ہے کہ اس عمر مین تحقیق مسائل کی طرف توجہ نہین ہوا کرتی - اور
دوسرے قول پر معراج کا زمانہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سال ولادت ہے
اسلئے کہ بروایت بخاری جسکو مواہب مین ذکر کیا ہے ہجرت بعثت سے
تیرہ سال کے بعد ہوی اور جب ہجرت کے وقت اونکی عمر آٹھہ سال کی
تھی تو پانچوان سال جو اس قول پر معراج کا زمانہ ہے اونکی ولادت کا
زمانہ ثابت ہوگا - اور پہلے قول پر تو معراج اونکی ولادت باسعادت سے

تخمیناً تین سال بیشتر ہو چکا تھا اور یہی قول درایۃ و روایۃ قابل وثوق معلوم
ہوتا ہے اسلئے کہ اسلام مین جس قدر نماز کا اہتمام ہے کسی چیز کا نہین اور
جمیع روایات سے ثابت ہے کہ نماز شب معراج فرض ہوی اس لحاظ سے
عقل گواہی دیتی ہے کہ زمانہ بعثت سے نماز کی فرض ہونے کا زمانہ بہت ہی
قریب ہوگا اور اس قول کی پوری تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو در منثور مین
ہے واخرج الطبرانی عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما
اسری بی الی السماء ادخلت الجنۃ فوقعت علی شجرۃ من اشجار الجنۃ لم ار فی الجنۃ
احسن منہا ولا ابیض ورقا ولا اطیب ثمرۃ فتناولت ثمرۃ من ثمرتہا فاکلتہا فصارت
نطفۃ فی صلبی فلما ہبطت الی الارض واقعت خدیجۃ فحملت بفاطمۃ رضی اللہ عنہا
فاذا انا اشتقت الی ریح الجنۃ شممت ریح فاطمۃ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جب مین شب معراج آسمان پر گیا تو مجھے جنت مین لے گئے وہان ایک جھاڑ
دیکھا جس کے پتے نہایت سفید اور پھل نہایت پاکیزہ تھے اوس سے بہتر کوی
جھاڑ نظر نہ آیا مین اوسکا ایک پھل لیکر کھایا جس سے نطفہ میری پشت مین
بنا جب مین زمین پر آیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مصاحبت کا اتفاق
ہوا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حمل قرار پایا اب جب کبھی مجھے جنت کی بو سونگنے کا
شوق ہوتا ہے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بو سونگھ لیتا ہون انتہی۔
دیکھئے معراج کا بعثت سے دوسرے سال ہونا اس روایت سے بوضاحت
معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ مواہب اللدنیہ مین علامہ قسطلانی رح نے لکھا ہے
کہ فاطمۃ الزہرا علیہا وعلی ابیہا الصلوۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے

وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اکتالیس[۴۱] سال کی تھی چونکہ عرب کی
عادت ہے کہ سال پر جو مہینے زیادہ ہوتے ہین اکثر حذف کردیتے ہین اس
اعتبار سے جائز ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال کے آخر مین آپکی ولادت ہوی ہو
اور معراج اُسی سال کے نصف اول مین ہوی ہو جس سے مدت حمل دونون کے مابین
پوری ہو جاتی ہے۔ الحاصل اس روایت کے لحاظ سے تاریخ معراج کے تین قولون مین
بھی قول مناسب تر ثابت ہوتا ہے ورنہ دوسرے اقوال پر یہہ روایت بے صرف
خلاف واقع ٹھہرتی ہے۔ اب دیکھئے کہ تاریخی واقعات کے لحاظ سے بھی یہہ
حدیث روایت مافقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر صحیح ثابت کرتے
اور لطف خاص یہہ ہے کہ روایت تناول میوہ عائشہ رضی اللہ عنہا ھی سے
مروی ہے اور نیز یہہ بات اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا
معراج جسمانی کے قائل نہین اسلئے کہ عقلا اور عادۃً محال ہے کہ کوی چیز خواب مین
کہای جائے اور اس سے نطفہ بنے۔ اگر کہا جائے کہ خدا تعالی کی قدرت
مین وہ محال نہین ہے تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ ہم نے مانا کہ اس حدیث مین
دو احتمال ہین ایک یہہ کہ حضرت نے بیداری مین جنت کا پھل تناول فرمایا
جو نطفہ بن گیا دوسرا خواب مین اوسکا تناول فرمانا مگر احتمال اول صرف
احتمال ھی نہین بلکہ الفاظ و عبارت اوسی پر دال ہین اور قرینہ بھی اوسکا
شاہد ہے اور دوسرا احتمال نہ الفاظ سے پیدا ہوتا ہے نہ کوی اوسپر لفظی
قرینہ ہے بلکہ صرف اس خیال سے پیدا کیا جاتا ہے کہ معراج جسمانی عادۃً جائز
نہین حالانکہ عقلا اوسکا جواز اور قرآن و احادیث و اجماع صحابہ سے اسکا وقوع

ثابت ہے اِس صورت مین وہ معنی جو عبارت النص اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہین چھوڑ کر
ایک ضعیف مردود احتمال پیدا کرنا کیونکر جائز ہوگا - اب رہا یہہ کہ قدرت الٰہی سے
خواب مین کہا یا پہل لطفہ بن جانا سو ہمین بھی اس قدرت مین کلام نہین مگر جیسی
یہہ قدرت ہے ویسا ھی بیداری مین جسمانی معراج کرانا بھی قدرت آلہی مین
داخل ہے پہر ایک قدرت کو ماننا اور دوسری کو نہ ماننا اور قران واحادیث و اجماع
صحابہ وغیرہم کا انکار کرنا کس قسم کی بات ہے الحاصل عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس
روایت مرفوع سے بھی ما فقدت جسدہ والی حدیث موقوف غیر صحیح ثابت ہوتی ہے
اب غور کیا جاے کہ جب عائشہ رض خود یہہ حدیثین روایت کر رہی ہین کہ حضرت
رات بہر مین بیت المقدس جاکر تشریف لاے جسکو سُنکر بہت سے مسلمان مرتد
ہوگئے اور صدیقیت کا لقب اُسکی تصدیق سے ابوبکر رض کو ملا اور اپنی ولادت
سے پیشتر جسمانی معراج ہوی تو کیونکر خیال کیا جاے کہ باوجود اسکے انہون نے
یہہ بھی کہا ہوگا کہ شب معراج حضرت کا جسم مبارک اپنے پاس سے غائب نہوا یا
روحانی معراج تھی غرض ان متعدد قرائن سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ حسب تصریح
علامہ قسطلانی رح حدیث ما فقد جسمہ صلی اللہ علیہ وسلم موضوع ہے -
اصل منشا اس حدیث کے بنانے کا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مسروق رح نے عائشہ رض
سے پوچہا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا انہون نے کہا کہ تمہارے
اِس سوال سے میرے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوگئے اگر یہہ بات کوی تمسے کہے تو
سمجھو کہ وہ جھوٹا ہے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے لاتدرکہ الابصار اسپر کسینے
خیال کیا ہوگا کہ وہ معراج جسمانی کے قائل نہین کیونکہ یہہ بات مشہور تھی کہ رویت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج ہوئی ہے اس قرینہ سے اونکو یہہ حدیث
بنانے کا موقع ہاتھہ آگیا جس سے اونکا مقصود یہہ تھا کہ احادیث مین تعارض
پیدا کردین ان لوگون نے یہہ نہ سمجھا کہ رویت قلبی معراج جسمانی کے منافی نہین جیسا کہ
شفای قاضی عیاض مین لکھا ہے کہ بعض اصحاب اشارات کا قول ہے کہ
معراج تو جسمانی تھا مگر اس لحاظ سے کہ کہین محسوسات اور عجائب کی طرف
دل مائل نہو حضرت نے آنکھین بند کرلی تھین اور اوسی حالت مین دیدار الٰہی ہوا۔

بحث معراج مین غور کرنے سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اوسمین کئی امور
مقصود بالذات تھے ایک اظہار معجزہ جس سے کفار کو الزام دینا مقصود تھا
چنانچہ اوسکا ظہور یون ہوا کہ سب جانتے تھے کہ حضرت بیت المقدس کبھی گئے
نتھے مگر جو جو نشانیان اوسکے وہ پوچھنے گئے حضرت نے پوری پوری بتلادین
جس سے وہ قائل ہو گئے۔

دوسرا مسلمانون کا امتحان کما قال تعالی وما جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس
چنانچہ اس واقعہ سے بہت سے لوگ مرتد ہو گئے۔

تیسرا قدرت کی نشانیان دکھلانا جیسا کہ ارشاد ہے لنریہ من ایاتنا وقولہ تعالی لقد رأی
من آیات ربہ الکبری۔ چوتھا تقرب اور دنوسے بلاکیف سے ایک خاص غیر معمولی
طور پر حضرت کو مشرف کرنا جیسا کہ ارشاد ہے ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین
او ادنی۔ اس واقعہ مین معجزہ کی حیثیت صرف بیت المقدس تک جاکر آنے مین
ختم ہو جاتی ہے کیونکہ آسمانون کے وقائع بیان کرنے سے کفار پر کوئی الزام قائم
نہین ہوتا اسیوجہ سے جن احادیث مین ذکر ہے کہ کفار کے روبرو حضرت نے

اسرا کا حال بیان کیا اون مین صرف بیت المقدس اور اوسکے رستہ ہی کے
وقایع مذکور ہین - اور قرآن شریف مین بھی صراحةً اوسیکا ذکر ہے اگر کفار سے
کہا جاتا کہ آسمانون پر گئے اور انبیا سے ملاقات کی اور جنت و دوزخ وغیرہ
دیکھے تو کوئی حجت قایم نہوتی جیسے بیت المقدس کے نشانیان دیکھی ہوئی
بیان کرنے مین حجت قایم ہو گئی اور اونکو نادم ہونا پڑا - بیت المقدس سے
آسمانون پر جانا گو اعلی درجہ کا معجزہ ہے لیکن اوس مین تحدی اور کسی کو
الزام دینا مقصود نہین بلکہ وہ منجملہ اون فضائل وخصوصیات کے ہے
جو حق تعالی نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص کی ہین
درحقیقت وہ ایک راز کی بات تھی جسکے سننے کے مستحق وہی ہوا خواہ
تھے جو اپنے دلی نعمت کی ترقی مدارج اور فضائل سنکر خوش ہوا کرتے تھے
پھر وہانکی باتین سب ایسی نہتین کہ ہر شخص کی عقل اونکو قبول کر سکے اور
حضرت ہر شخص کی طبیعت اور حالت سے خوب واقف اور حکیم تھے
اسلئے بمقتضائے حکمت ہر ایک کو علی قدر مراتب عقول اون اسرار پر مطلع
فرمایا اسیوجہ سے رویت کے مسئلہ مین بہت اختلاف ہے بعضے رویت عینی
کے قائل ہین اور بہت سے رویت قلبی کے قاضی عیاض رح نے شفا مین
ترمذی سے نقل کیا ہے وروے عبد اللہ بن الحارث قال اجتمع عباس رض
وکعب رض فقال ابن عباس اما نحن بنو ہاشم فنقول ان محمدا رای ربہ فکبر کعب حتی
جاوبتہ الجبال وقال ان اللہ قسم رویتہ وکلامہ بین محمد صلی اللہ علیہ وسلم وموسی
وراہ محمد بقلبہ انتہی —

وقال ابن عباس فیما روی الحاکم والنسائی والطبرانی ان اللہ اختص موسیٰ

بالکلام وابراہیم بالخلۃ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم بالرؤیۃ وعن ابن عباس انہ رآہ بعینہ

ہذا کلہ فی الشفا وشرحہ للخفاجی رح ماحصل اسکا یہہ ہے کہ ابن عباس رض فرماتے

کہ لوگ کچہہ بھی کہین ہم بنی ہاشم تو یہی کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے رب کو اپنی آنکہون سے دیکہا اور یہہ حضرت کی خصوصیت تھی جو

کسی نبی کو حاصل نہوی - اب دیکہئے بنی ہاشم خصوصاً ابن عباس رض کا

یہہ کہنا کہ حضرت نے اپنے رب کو اپنی آنکہون سے دیکہا بظاہر لاتدرکہ

الابصار کے معارض ہے پہر کیا یہہ ممکن ہے کہ وہ حضرت کی قرابت یا محبت

کی وجہ سے اوس نص قطعی کے مخالف یہہ رائے قایم کئے ہونگے ہرگز نہین

ان حضرات نے ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سنا ہوگا اگر یہہ

حسن ظن نہ کیا جائے تو بہت بڑا الزام تفسیر بالرائے کا اونکے ذمہ عاید ہوگا

اور اس حسن ظن پر یہہ قرینہ بھی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اونکو دیکہا کہ علاوہ کامل الایمان ہونے کے بمقتضائے قرابت اور فرط محبت

خصوصیات وفضائل کاملہ اپنے سنکر سب سے زیادہ خوش ہونے والے

یہی لوگ ہین اسلئے اونکو اس قابل سمجہا کہ اس راز پر مطلع کئے جائین اور

حق تعالی نے بھی اپنے کلام پاک مین بطور راز حضرت کی تصدیق فرمادی

تاکہ اون رازدانون کا ایمان اور مستحکم ہوجائے کما قال تعالی والنجم اذا ہوی

ماضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی

ذو مرۃ فاستوی وہو بالافق الاعلی ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی

فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفواد ما رای افتمارونہ علی ما یری ولقد راٰہ نزلۃ اخری الاٰیۃ

ترجمہ قسم ہے تارے کی جب گرے بہکے نہین تمہارے رفیق یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اور بے راہ نہین چلے اور نہین بولتے وہ اپنی خواہش سے یہہ تو حکم ہے جو
پہونچاتے مین سکہایا اونکو سخت قوتون والے زور آور نے پہر سیدہا بیٹہا کنارہ
بلند پر پہر نزدیک ہوا اور اُتر آیا پہر رہ گیا فرق دو کمان کے برابر پہر جو پیغام اپنے
بندے کی طرف بہیجنا تہا بہیجا اونکے دل نے اوس مین کچہہ جہوٹ نہین ملایا اب
کیا تم جہگڑتے ہو اوس پر جو اونہون نے دیکہا انہون نے دیکہا ہے اوسکو ایک دوسرے بار نزدیک سدرۃ المنتہی
دیکہئے اس آیۂ شریفہ مین ضمائر وغیرہ کیسے پہلو دار ہین جن سے موافق مخالف دونون
استدلال کر سکین اسیوجہ سے دنا فتدلی اور ولقد راٰہ کی تفسیر مین بہت
اختلاف ہے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ یہی تفسیر کرتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے رب سے قریب ہوے اور اپنے رب کو دیکہا کما فی الدر المنثور للامام السیوطی رح

واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابن عباس رض فی قولہ ثم دنا فتدلی
قال ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنا فتدلی الی ربہ عز وجل اور نیز درمنثور مین ہے
واخرج الترمذی وحسنہ والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی فی الاسماء والصفات
عن ابن عباس رض فی قول اللہ ولقد راٰہ نزلۃ اخری قال ابن عباس رض قال رای النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ربہ عز وجل غرض کہ اختلاف اثار و احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے امور مین ہر ایک کے فہم اور حوصلہ کے مطابق
کلام کیا کرتے تہے چنانچہ اس روایت سے ظاہر ہے عن ابن عباس رض قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنا معاشر الانبیاء نخاطب الناس علی قدر عقولہم

ذکرہ الامام السخاوی رح فی المقاصد الحسنہ مع نظائرہ۔

اسمین شک نہین کہ تمام صحابہ کامل الایمان تھے مگر پھر بھی اسکو ماننا پڑیگا کہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصیت تھی وہ عموماً دوسرون کو نہتی اسیطرح جو اہل بیت اور بنی ہاشم کو خصوصیت تھی بنی امیہ کو حاصل نہتی دیکھیے تقریباً تمام صحابہ معراج جسمانی کے قائل تھے مگر معاویہ رضی اللہ عنہ اسی بات پر رہے کہ معراج خواب مین ہوا تھا جیسا کہ شفا مین لکھا ہے اِس سے ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن حضرات سے یہہ بیان ھی نہین کیا تھا ورنہ ممکن نہین کہ حضرت سے سنکر بھی اوسکے خلاف اعتقاد رکھتے غرض وہ راز چندے بنی ہاشم مین رہا پھر انہون نے بحسب صلاحیت اپنے ہم مشربون سے کہا یہانتک کہ شدہ شدہ خاص خاص مجلسون مین اوسکا ذکر ہونے لگا بمصداق

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ۞ وہ راز طشت از بام ہوگیا

اور یہان تک نوبت پہونچی کہ بعض علمانے تصریح کردی کہ وہی مذہب صحیح ہے

چنانچہ تفسیر روح البیان مین لکھا ہے وفی کشف الاسرار قال بعضہم راٰہ بقلبہ

دون عینہ وہذا خلاف السنۃ والمذہب الصحیح انہ علیہ السلام راٰی ربہ بعین راسہ انتہی

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مین بھی وہی کہتا ہون جو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حضرت نے اپنے رب کو اپنی آنکھون سے دیکھا

کما فی الشفا للقاضی عیاض رح وحکی النقاش عن احمد بن حنبل انہ قال اقول بحدیث

ابن عباس بعینہ راٰے ربہ راہ راہ حتی انقطع نفسہ یعنے نفس احمد یعنے امام احمد رح راٰی ربہ کہکر لفظ راہ کو۔ اتنی دیر تک مکرر کرتے رہے جب تک

سائنس نے یاری دی۔ یہہ بات وجدان سے دریافت کرنے کے قابل ہے کہ
لفظ راہ کی تکرار کے وقت اِس امام جلیل القدر پر کیسی حالت وجد طاری
تھی کہ اس بیخودانہ غیر معمولی حرکت صادر ہونے پر مجبور تھے یا یہہ بات تھی
کہ کمال غضب سے دیر تک اِس لفظ کو مکرر کیا تا کہ مخالفون پر ہیبت طاری ہو
اور کوئی دم نہ مار سکے اور اونکے پہلے عکرمہ رح نے بھی ایسا ہی کیا تھا چنانچہ
ابن جریر رح نے تفسیر مین لکھا ہے اخبرنا عباد بن یعنے بن منصور قال سالت عکرمہ
عن قولہ ما کذب الفواد ما رای قال اتریدان اقول لک قد راہ نعم قد راہ ثم قد راہ ثم
قد راہ حتی ینقطع النفس۔ اور تفسیر روح المعانی مین علامۃ الوسی رح نے لکھا ہے
فقد کان (الحسن) علیہ الرحمۃ یحلف باللہ تعالی لقد رای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ربہ
یعنے حسن بصری رح قسم کہا کر کہتے تھے کہ حضرت نے اپنے رب کو دیکھا عائشہ
رضی اللہ عنہا کا مذہب جو روایت کے باب مین بنی ہاشم کے خلاف ہی ممکن ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو کسی مصلحت سے نفرمایا ہو اور یہہ بھی
ممکن ہے کہ فرمایا ہو مگر انہون نے عقول کی رعایت سے بیان نکیا ہو کیونکہ ایسے
امور کے بیان کرنے مین احتیاط کرنے کا حکم ہے جیسا کہ مقاصد حسنہ مین
امام سخاوی رح نے لکھا ہے عن ابن عباس رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لاتحدثوا امتی من احادیثی الا ما یحتملہ عقولہم فیکون فتنۃ علیہم فکان ابن عباس رض
یخفی اشیاء من حدیثہ ویفشیہا الی اہل العلم یعنے ابن عباس رض سے روایت ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری حدیثون مین سے وہی حدیثین
میری امت سے بیان کرو جنکو اونکی عقلین تحمل کر سکین اسیلوجہ سے ابن عباس رض

بہت سی حدیثین عام لوگون سے چھپاتے اور اہل علم پر ظاہر کرتے تھے انتہی
یہی وجہ ہے کہ ابن عباس رض کے اکثر اقوال تفاسیر مین باہم متعارض وارد مین
چنانچہ اسی مسئلہ مین دیکھئے کہ رویت قلبی کی بھی روایت ان سے وارد ہے جیسا کہ
درمنثور مین ہے واخرج مسلم واحمد عن ابن عباس رض فی قولہ ماکذب الفواد
مارای ولقد راہ نزلۃ اخری قال رای محمد ربہ بقلبہ مرتین یہان یہہ شبہ ہوتا ہے
کہ رویت قلبی اور رویت عینی ایک نہین تو ایک قول ضرور واقع کے خلاف
ہوگا - اسکا جواب یہہ ہے کہ رویت الٰہی کی حقیقت عقول سے خارج ہے
اسلئے ممکن نہین کہ وہ رویت ایسی ہو جیسے ہم اجسام کو دیکھتے مین جائز ہے
کہ وہان رویت عینی رویت قلبی کے مقارن ہو اور دونون صادق آجائین
چنانچہ تفسیر روح البیان مین لکھا ہے قال علیہ السلام رایت ربی بعینی وبقلبی
رواہ مسلم فی صحیحہ - اور اسی مین لکھا ہے -

کلام سرمدی بے نقل بشنید ۔۔۔ خداوند جہان را بے جہت دید
دران دیدن کہ حیرت حاصلش بود ۔۔۔ دلش در چشم و چشمش در دلش بود

اور یہہ بھی لکھا ہے شیخ ابو الحسین نوری را قدس سرہ از معنی این آیہ یعنی
افتمارونہ علی مایری پرسیدند جواب داد جائیکہ جبرئیل نگنجید نوری کیست
کہ ازان سخن تواند گفت -

خیمہ برون زدز حدود جہات ۔۔۔ پردہ او شد تتق نور ذات
تیرگی ہستی از و دور گشت ۔۔۔ پردگی پردہ آن نور گشت
کیست کزان پردہ شود پردہ ساز ۔۔۔ زمزمہ گوید ازان پردہ باز

الغرض اخفائے راز کے مقام میں رویت قلبی کہدیا تاکہ عقول متحمل ہو سکیں اور وہ بھی خلاف واقع نہیں رویت کی تقریر ایک مناسبت سے ضمنا لکھی گئی اصل کلام اس میں تھا کہ عائشہ رض معراج جسمانی کے منکر ہیں یا نہیں سو یہہ ثابت ہو گیا کہ انکو اس کا اقرار ہے اور جو انکار انکی طرف منسوب کیا جاتا ہے بے اصل اور موضوع روایت ہے - پھر جو مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ رض اس بات کو تسلیم نہیں کرتیں اور کہتے ہیں کہ رویای صالحہ بھی قابل تسلیم نہیں -

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۷ میں لکھتے ہیں کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھہ نہیں تھا بلکہ وہ اعلی درجہ کا کشف تھا - میں اسکا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنی درجوں میں اوسکو سمجھتا ہوں بلکہ یہہ کشف بزرگترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری بلکہ اس کثیف بیداری سے یہہ حالت زیادہ اصفی و اجلی ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفوں میں مولف خود صاحب تجربہ ہے انتہی -
افسوس ہے مرزا صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی کچھہ قدر نہ کی اور اپنے جیسا کثیف سمجھا حالانکہ وہ جسم لطیف درحقیقت نور محض تھا چنانچہ شفا میں قاضی عیاض رح نے کعب احبار اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ آیۃ شریفہ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ میں نور ثانی سے مراد محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے اور اوسمیں لکھا ہے کہ حق تعالی نے قرآن شریف میں کئی جگہہ حضرت کو نور اور سراج فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے قد جاءکم من اللہ نور و کتاب و قولہ تعالی یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا -

اور اوسکی تصدیق اس سے کہلے طور پر ہوتی ہے کہ حضرت دہوپ یا چاندنی مین نکلتے تو آپکا سایہ زمین پر نہ پڑتا جیسا کہ امام سیوطی رح نے خصایص کبری مین نقل کیا ہے اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع من خصایصہ ان ظلہ کان لا یقع علی الارض وانہ کان نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا ینظر لہ ظل قال بعضھم ویشہد لہ حدیث قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ دہوپ اور چاندنی مین نہین پڑتا تہا اسلیئے کہ آپ نور تھے اور یہہ اثر اوس دعا کا بھی تھا جو حضرت کیا کرتے تھے واجعلنی نورا۔

مرزا صاحب مسئلہ معراج مین بوعلی سینا کے مقلد مین کیونکہ دبستان مذاہب مین اونکا قول نقل کیا ہے کہ حدیث معراج مین جبرئیل کا جو ذکر ہے اوس سے قوت روح قدسی مراد ہے اور براق سے عقل ہیولانی اور حضرت نے جو فرمایا ہے کہ میرے پیچھے ایک شخص چلا آرہا تھا اوسنے آواز دی کہ ٹہیرو اور جبرئیل نے کہا کہ اوس سے بات نکیجئے اور چلے چلئے اوس سے یہہ اشارہ ہے کہ قوت وہم پیچھے آرہی تھی جب حضرت اعضا وجوارح کے مطالعہ سے فارغ ہوئے اور ہنوز حواس مین تامل نکیا تھا کہ قوت وہم نے آواز دی کہ آگے نہ بڑھئے اسکی وجہ یہہ ہے کہ قوت واہمہ منصرف ہے اور غالب ہے ہر وقت عقل کو ترقی سے روکتی رہتی ہے اور جو فرمایا کہ بیت المقدس پہونچے اور موذن نے اذان کہی اور مین آگے بڑہا دیکھا کہ جماعت انبیا و اولیا داہنے بائین کہڑی ہے یہہ اشارہ اس طرف ہے کہ حیوانی اور طبعی قوتون کے مطالعہ سے جب حضرت فارغ ہوئے تو دماغ کے

قریب پهونچے وہان قوت ذاکرہ متوجہ اعلام ہوی اور حضرت تفکر کی طرف بڑھے
اور قوائے دماغی مثلاً تمیز حفظ ذکر اور فکر وغیرہ داہنے بائین موجود تھین اسیطرح
آسمانی معراج کا حال بھی بیان کیا جسکا ماحصل یہہ ہے کہ نہ بیت المقدس گئے نہ آسمانون
جتنی باتین قرآن وحدیث مین مذکور ہین سب کو وہین مکہ مین بیٹھے ہوے نمشا دیا
مرزا صاحب بھی یہی کہتے ہین صرف فرق مراقبہ اور مکاشفہ کا ہے یعنے بو علی
سینا اوسکو مراقبہ کہتے ہین کہ قوائے جسمانی وغیرہ مین اوسوقت حضرت غور
فرمارہے تھے اور مرزا صاحب مکاشفہ کہتے ہین کہ وہین بیٹھے ہوے بیت المقدس
اور آسمانون کو کشف سے دیکھہ رہے تھے۔ اہل راے سمجھہ سکتے ہین کہ اگرچہ
ان دونون کو معراج کا انکار ہے مگر جس طرح بو علی سینا نے تمام واقعات کو عقل کے
مطابق کر دیا مرزا صاحب نکر سکے بھلا کوی پابند عقل اسکو مان سکتا ہے کہ آنکھین
جن پر مدار رویت ہے وہ تو بند ہون اور لاکھون بلکہ کروڑون کوس پر کی چیزین
ایسی دکھای دین جیسے کوی آنکھون سے دیکھتا ہو بلکہ اوس سے بھی اصفی اور اجلی ہرگز نہین
مرزا صاحب جو لکھتے ہین کہ اس قسم کے کشفون مین مولف خود صاحب تجربہ ہے
ایک حد تک درست ہے کیونکہ عام تجربہ ہے کہ جب آدمی آنکھین بند کر لیتا ہے
تو اقسام کے خیالات آنے لگتے ہین اور اپنے اختیار سے بھی ذہن سے کام
لیتا ہے مرزا صاحب کے خیالات چونکہ حد سے بڑھے ہوے ہین عرش کو ایک بڑا
چمکتا ہوا تخت خیال کرتے ہونگے اور اوسپر رب العالمین بیٹھا ہوا اپنے روشن
چہرے سے پردہ اتار کر اپنے سے باتین کرتا ہوا دیکھہ لیتے ہونگے جیسا کہ
ضرورۃ الامام صفحہ ۱۳ مین خود تحریر فرماتے ہین مگر اسکو کشف سمجھنا غلطی ہے

اس قسم کے مشاہدات کو عقلا اختراعات ذہنیہ کہتے ہین جن کو واقع سے
کوی تعلق نہین ہوتا - اگر مرزا صاحب دعوی کرین کہ یہہ خیالات مطابق واقع
ہوتے ہین تو جب تک دلائل عقلیہ سے اوسکو ثابت نکرین ایک خیالی بات سے
اوسکا درجہ بڑھ نہین سکتا - اور اگر اہل کشف کے اقوال پیش کرین تو جس
معرکہ مین خدا و رسول کی بات کو وہ نہین مانتے اہل کشف کا مجرد بیان کون
مانیگا اونکی تصدیق کا درجہ تو خدا و رسول کی تصدیق کے بعد ہے اور اگر کوی
ایسا ہی خوش اعتقاد شخص ہے کہ خلاف عقل بات بھی اہل کشف کی بلا دلیل
مان لیتا ہے تو خدا و رسول کی باتین بلا دلیل مان لینا اوسپر کیا دشوار ہے
اب دیکھئے کہ جس طرح جسم کے ساتھہ آسمانون پر جانا خلاف عقل ہے کشف سے
واقعی حالات معلوم کرنا بھی خلاف عقل ہے پھر جب اہل کشف کی بات پر اسقدر
وثوق ہے کہ اونکے مجرد قول سے کشف مان لیا جاتا ہے تو خدا و رسول کی بات
پر مسلمان کو اوس سے زیادہ وثوق چاہئے یا نہین -

مرزا صاحب کو اعلی درجہ کے کشف کا جو دعوی ہے اوس کا کوی
ثبوت نہین کیونکہ وہ ایک معنوی چیز ہے جو دوسرے کو محسوس نہین ہو سکتی
البتہ آثار سے کسیقدر اوسکا ثبوت ہو سکتا ہے مگر ہم جب یہان آثار پر نظر
ڈالتے ہین تو بجاے ثبوت کے اوسکا ابطال ہوا جاتا ہے اسلئے کہ مرزا صاحب
ہمیشہ پیش گوئیان کیا کرتے ہین اور ہمارے علم مین مرزا صاحب نجومی
یا کاہن یا رمال نہین ہین اس سے ظاہر ہے کہ اون پیشگوئیون کا مدار اونکے کشف پر ہے
یعنی جو کچھہ آیندہ ہونے والا ہے کشف کے ذریعہ سے پیش از پیش دیکھکر

یہہ کہدیتے ہین کہ ایسا ہوگا مثلاً فلان شخص تین برس کی مدت مین مریگا)۔
پیشنگوئیون کا مدار کشف پر اسوجہ سے ہے کہ بغیر کشف کے رجما بالغیب
وہ حکم لگادینا ترجیح بلا مرجح ہے ممکن ہے کہ وہ پچاس برس کے بعد مرے پہر خود
مرزا صاحب کو اعلی درجہ کے کشف کا دعوی بھی ہے اس صورت مین ضرور تھا
کہ ہر پیشین گوی اونکی صحیح نکلتی جس سے کشف کی صحت ثابت ہوتی مگر ایسا نہوا
بلکہ اوسکے خلاف ثابت ہوا دیکھئے کہ مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب نے
رسالۂ الہامات مرزا مین لکہا ہے کہ مرزا صاحب نے جن پیشگوئیون کو معیار اپنی
صداقت اور مدار بطالت قرار دیا ہے وہ کل جہوٹی ثابت ہوین۔ پہر جب
مولوی صاحب اونکا کذب ثابت کرنے کو قادیان گئے تو بجائے اسکے کہ
مرزا صاحب خوش ہوکر اپنے کمالات ظاہر فرماتے اور اون پیشگوئیون کا
وقوع ثابت کرتے الٹے ناراض ہوگئے اور مناظرہ سے گریز کی۔ اوسکے بعد
مولویصاحب موصوف نے وہ رسالہ لکہکر ان پیشین گوئیون کا عدم وقوع اور
بطلان بدلائل ثابت کردیا جسکا جواب نہ مرزا صاحب سے ہوا نہ اونکے خواہون سے
چنانچہ اسی رسالہ کے عنوان پر یہہ عبارت لکہدی کہ اس رسالہ مین مرزا صاحب
قادیانی کے الہامون پر مفصل بحث کرکے اونکو محض غلط ثابت کیا ہے
اوسکے جوابکے لئے طبع اول پر مرزا صاحب کو پانسو روپیہ انعام بہی طبع ثانی
پر ہزار کیا گیا اب طبع ثالث پر پورا مبلغ دو ہزار کیا جاتا ہے اگر وہ ایک سال
تک جواب دین تو انعام مذکور اونکے پیش کیا جائیگا انتہی۔
یہہ بات ہر شخص سمجہہ سکتا ہے کہ اون الہامات اور پیشگوئیون سے

اثبات مین مرزا صاحب ھی کا نفع تھا پھر اوسپر جب انعام بھی ملتا تھا تو چاہیئے
تھا کہ سب کام چھوڑ کے اوس رسالہ کے جواب مین معروف ہو جاتے اور وہ
رسالہ بھی کتنا پورے سات جزو کا بھی نہین پھر جواب مین نہ کسی کتاب کے
دیکھنے کی ضرورت ہے نہ اجتہاد کی حاجت ہر پیشین گوی سے متعلق جواب مین
اتنا کہنا ھی کافی ہے کہ اوسکا وقوع اس طرح ہوا اور اوسکے فلان فلان گواہ
موجود ہین جسکے لئے ایک دو ورق سے زیادہ درکار نہین مگر جواب تو جب
لکھا جائے کہ کسی پیشین گوی کا وقوع بھی ہوا ہو وہان تو سرے سے وجود ھی
ندارد اور جو تقریرون مین ملمع سازیان کی گئی تھین اونکی قلعی مولوی صاحب نے
کھول دی اب اون پیشین گوئیون کا اثبات حیز امکان سے کسی قدر خارج
دکھای دیتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسری کا
جو دعوی کرتے ہین کہ اس قسم کے یعنے معراج جیسے کشفون مین خود صاحب
تجربہ ہین غلط محض ہے۔

یہان یہہ سوال وارد ہوتا ہے کہ الحکم مطبوعہ ۱۷ صفر ۱۳۲۳ھ نمبر ۱۳ مین
مرزا صاحب کی تقریر درج ہے کہ جیسا کہ بت پوجنا شرک ہے ویسے ھی
جھوٹ بولنا بھی شرک ہے بت پوجنے والا اس خیال سے بت پوجتا ہے
کہ یہہ میری مرادین بر لاتا ہے ایسا ھی جھوٹ بولنے والا بھی اسی خیال سے
جھوٹ بولتا ہے کہ جھوٹ سے میرا کام نکلتا ہے۔ مقدمہ جیت لیتا ہون
بیمار ہوتا ہے اور آفات و بلا سے بچ جاتا ہون ان دونون باتون مین
کچھہ فرق ہے۔ انتہی۔

جب مرزا صاحب جھوٹ کو شرک سمجھتے ہین تو وہ اوسکے مرتکب کیونکر ہوے ہونگے اس کا جواب حقیقۃً نہایت دشوار ہے مگر عقلا خود اسکا فیصلہ کر سکتے ہین
مرزا صاحب جو اپنے کشف کی خبر دیتے ہین سو وہ کوئی نئی بات نہین اس قسم کی تعلیون کی اونکو عادت ہے چنانچہ رسالہ عقائد مرزا مین توضیح المرام وغیرہ رسائل مرزا صاحب سے اونکے اقوال نقل کئے ہین کہ مین اللہ کا نبی ہون رسول ہون میرا منکر کافر اور مردود ہے میرے معجزات اور نشانیان انبیا کے معجزات سے بڑھکر ہین میرے پیشگوئیان ہونگی پیشگوئیون سے زیادہ ہین میرے معجزات اور نشانات کے انکار سے سب نبیونکے معجزات سے انکار کرنا پڑیگا۔ میرے منکرون اور متردودن کے پیچھے نماز درست نہین بلکہ اونہیں سلام نکرنا چاہیے۔ اور لکھتے ہین کہ خدا بے پردہ ہوکر اوسنے مجھے دیکھ لیا کرتا ہے وغیر ذلک جب مرزا صاحب کی جبلت مین تعلیان داخل ہین جنکا وجود ممکن نہین تو اونکا یہہ قول کہ معراج کے جیسے کشفون مین مولف صاحب تجربہ ہے کون اعتبار کرے۔ البتہ اہل کشف کی تحقیق قابل تسلیم ہے جنکے کشف کو اہل کشف اور صلحا اور اولیاء اللہ نے تسلیم کرلیا ہے۔ دیکھئے شیخ محی الدین عربی رح فتوحات مکیہ کے تین سو چودہ ۳۱۴ ہوین باب مین لکھتے ہین وقد اعطتہ المعرفۃ انہ لا یصح الانس الا بالمناسب ولا مناسبۃ بین اللہ وعبدہ واذا اضیف المؤانسۃ فانما ذلک الی وجہ خاص یرجع الی الکون فاعطتہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ المعرفۃ الوحشۃ لانفرادہ وہذا مما یدل ان الاسراء کان بجسمہ صلی اللہ علیہ وسلم لان الارواح لا تتصف بالوحشۃ والاستیحاش فلما علم اللہ ذلک منہ وکیف لا یعلمہ وہو الذی خلقہ فی نفسہ وطلب علیہ السلام الدنو منہ لقوۃ المقام الذی ہو فیہ فنودی بصوت یشبہ صوت ابی بکر رض تانیسا لہ

اذ كان انيسه في المعهود فنحن لذلك دانس به فهذا المعراج خطاب خاص يعطيه خاصية
هذا المعراج لا يكون الا للرسل فلو عرج عليه الولي لاعطاه هذا المعراج بخاصية ما عنده وخاصية
ما هو به الرسالة فكان الولي اذا عرج به فيه يكون رسولا وقد اخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان باب الرسالة والنبوة قد اغلق فتبين ان هذا المعراج لا سبيل للولي اليه البتة انتهى۔

ماحصل اس کا یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج آسمانون پر وحشت
ہوی اوسوقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز سنای گئی جس سے حضرت کی
وحشت جاتی رہی اس سے ظاہر ہے کہ معراج جسم کے ساتھہ تھی کیونکہ ارواح وحشت کے
ساتھہ متصف نہین ہوتین۔ پہر اس جسمانی معراج کا خاصہ یہہ ہے کہ اوس مین
ایک خاص قسم کا خطاب ہوا کرتا ہے جو رسولون کے ساتھہ خاص ہے۔ اگر کسی
ولی کو بھی اس قسم کی معراج ہو تو اوس خاصہ کی وجہ سے لازم آیگا کہ وہ ولی بھی
رسول ہو جائے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ رسالت
اور نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اس سے ظاہر ہے کہ اس قسم کی معراج جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوی تھی کسی ولی کو ہرگز نہین ہو سکتی۔ اس سے ظاہر ہے
کہ اولیاء اللہ کے نزدیک مسلم ہے کہ حضرت کی معراج جسمانی تھی اور وہ حضرت کا
خاصہ تہا کسی ولی کو وہ نصیب نہین ہو سکتا اور جو کوی نبوت و رسالت کا دعوی کرے وہ جہوٹا ہے
مسئلہ معراج مین مرزا صاحب کی کارسازیان آپنے دیکہہ لین۔ اب مسئلہ قیامت کو
دیکہئے کہ کیسی کیسی کارستانیان کر رہے ہین۔ ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۵ مین تحریر فرماتے ہین

قیامت کے دن بحضور رب العالمین حاضر ہونا اونکو بہشت سے نہین نکالتا
کیونکہ یہہ تو نہین کہ بہشت سے باہر کوی لکڑی وغیرہ کا تخت بچہایا جائیگا

اور خدا تعالی اوسپر بیٹھے گا اور کسی قدر مسافت طے کرکے اوسکے حضور مین
حاضر ہونا ہوگا تا یہہ اعتراض لازم آوے کہ اگر بہشتی بہشت مین داخل شدہ تجویز
کیے جائین تو طلبی کے وقت اُنہین بہشت سے نکلنا پڑیگا اور اوس لق و دق
جنگل مین جہان تخت رب العالمین بچھایا گیا ہے حاضر ہونا پڑیگا ایسا خیال تو
سراسر جسمانی اور یہودیت کی سرشت سے نکلا ہوا ہے اور حق یہی ہے کہ عدالت
کے دن پر ہم ایمان لاتے ہین اور تخت رب العالمین کے قائل ہین لیکن جسمانی طور
اوسکا خاکہ نہین کھینچتے اور اس بات پر یقین رکہتے ہین کہ جو کچھہ اللہ اور رسول
نے فرمایا ہے وہ سب کچھہ ہوگا لیکن ایسے پاک طور پر کہ خدا تعالی کے تقدس
اور تنزہ مین کوی تنافی نہو۔ حق یہہ ہے کہ اوس دن بہی بہشتی بہشت مین ہونگے
اور دوزخی دوزخ مین لیکن رحم الہی کی تجلی راست بازون اور ایمان دارون پر
ایک جدید طور سے لذات کاملہ کی بارش کرے اور تمام سامان بہشتی زندگی کا حسی اور
جسمانی طور پر اونکو دکہا کر اوس نئے طور پر کے دار السلام مین اونکو داخل کردیگی
حاصل اسکا یہہ ہوا کہ نہ نفخ صور ہوگا نہ مردے زندہ ہونگے نہ حساب و کتاب ہے
نہ صحائف اعمال کی جانچ نہ پل صراط کا معرکہ درپیش ہے نہ کسی قسم کی پریشانی
اوس روز ہوگی نہ کسی کی شفاعت کی ضرورت ہے۔ اور ہزار ہا آیات و احادیث
و آثار مین جن چیزون کا ذکر بڑے اہتمام سے خدا و رسول نے کیا ہے سب نعوذ باللہ غلط ہین
خالص ایمان اسے کہتے ہین کہ فقط ایمان ہی ایمان ہے جو اوس آمیزش
و اختلاط سے بھی منزہ ہے جو مومن بہ کے ساتھہ متعلق ہونے کی وجہ سے
ہوا کرتا ہے۔ اگر مرزا صاحب یہہ فرما دیتے کہ ایسی باتین ہماری سمجھہ مین

نہین آتین اس وجہ سے ہم انپر ایمان نہ لائینگے تو مسلمانون کو بے فکری ہوجاتی اور سمجہہ جاتے کہ فی الحقیقت قیامت کا مسئلہ ایسا ہی ہے کہ ہر شخص کی سمجہہ سے باہر ہے۔ نزول قرآن کے وقت جب عقلا اوسکو تسلیم نکر سکے تو تیراسو برس کے بعد مرزا صاحب کا تسلیم نکرنا چندان بعید نہین مگر افسوس ہے کہ انہون نے ایمان کا جہگڑا لگا رکہا۔ مرزا صاحب تخت رب العالمین پر ایمان تو لاتے ہین مگر لکڑی وغیرہ کے تخت پر نہین لاتے کیونکہ جب جنت کے باہر لق ودق جنگل مین وہ تخت آئیگا تو لکڑی وغیرہ کا ہو جائیگا جو اس قابل نہین کہ اوسپر ایمان لایا جاے البتہ جب وہ جنت مین بہیگا تو ایمان لانے کے قابل ہوگا اسلئے کہ وہ نہ لکڑی کا ہوگا نہ غیرہ کا یعنے کسی چیز کا نہوگا۔ اب یہہ بات غور طلب ہے کہ وہ تخت کیسا ہوگا کہ تو ہوگا مگر کسی چیز کا نہوگا۔ پہر اگر ایسا تخت ہوسکتا ہے تو جنت کے باہر آنے سے اوسکو کون چیز مانع ہے بہر حال مرزا صاحب کو اگر قرآن پر ایمان لانا منظور ہوتا تو جس قسم کا تخت جنت مین تجویز کر رہے ہین جنت کے باہر بھی تجویز کر سکتے مگر اونکو تو قیامت کا انکار ہی منظور ہے اسلئے اوسکی یہہ تمہید کی کہ جب تخت رب العالمین آہی نہین سکتا تو قیامت کے دوسرے واقعات جو اس روز حق تعالی کے روبرو ہونگے کہان اس وجہ سے جتنے آیات واحادیث قیامت کے باب مین وارد ہین نعوذ باللہ سب خلاف واقع ہین۔ یہان مرزا صاحب کی اوس تقریر کو بھی یاد کر لیجئے کہ قرآن کا ایک نقطہ کم نہین ہوسکتا۔

اب ہم محشر کا تہوڑا سا حال بیان کرتے ہین تاکہ اہل ایمان کو اوسکا تذکر ہوجائے اور معلوم ہو کہ حشر کا مسئلہ ہمارے دین مین کس قدر مہتم بالشان ہے۔ امام سیوطی رح

درمنثور مین لکھتے ہین اخرج احمد والترمذی وابن منذر والحاکم وصححہ وابن مردویہ

عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہٗ ان ینظر الی یوم القیمۃ

کانہ رای عین فلیقرأ اذا الشمس کورت واذا السماء انفطرت واذا السماء انشقت

یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کوی چاہے کہ قیامت کا حال برای العین

مشاہدہ کرلے تو سورۂ اذا الشمس کورت اور اذا السماء انفطرت و اذا السماء انشقت

کو پڑہے۔ اِن سورون مین مجملاً قیامت کا بیان ہے کہ اوس روز آسمان پہٹ جائینگے

آفتاب اور تمام تارے تیرہ و تار ہوکر گر جائینگے سمندر خشک ہوجائینگے دوزخ

خوب سلگائی جائیگی مُردے زندہ ہونگے نامۂ اعمال ہر ایک کے اُڑ اُڑ کر اوسکے

ہاتھہ مین آجائینگے۔ چونکہ حشر زمین پر ہوگا اسلئے اوسکی درستی اور صفائی کا یہہ

اہتمام اوس روز ہوگا کہ جتنے سمندر اور دریا ئین ہین سب خشک کرکے اور

پہاڑون اور جہاڑون کو نکال دیکر زمین کی وسعت بڑہادی جائیگی اور ایسی مسطح

بنادی جائیگی کہ کہین نشیب فراز باقی نرہے اور چونکہ تمام فرشتے بھی زمین پر اُتر

آئینگے اسلئے وہ اور بھی کشادہ کی جائیگی جس مین تمام خلایق کی گنجایش ہو ان تمام

امور کا ذکر بالتفصیل قرآن شریف مین موجود ہے چند آیات یہان لکھی جاتی ہین

حق تعالی فرماتا ہے ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفها ربی نسفا فیذرها قاعا صفصفا

لاتری فیها عوجا ولا امتا یومئذ یتبعون الداعی لا عوج لہ وخشعت الاصوات

للرحمن فلا تسمع الا همسا ترجمہ پوچھتے ہین تم سے پہاڑون کا حال سو کہو اونسے بکھیر دیگا

اونکو میرا رب اوڑا کر پہر کر دیگا زمین کو چٹپر میدان نہ دیکھوگے اوس مین موڑ

نہ ٹیلا اوس دن پیچھے دوڑینگے پکارنے والے کے ٹیڑی نہین جسکی بات۔

اور دب گئین آوازین رحمن کے ڈر سے ۔ مگر کہیں کہیں آواز اس آیت مین صراحۃً
مذکور ہے کہ پہاڑ زمین سے نکال دئے جائینگے اور زمین مسطح بنادی جائیگی ۔ اور
ارشاد ہے قولہ تعالی ویوم نسیر الجبال و تری الارض بارزۃ وحشرناہم فلم نغادر
منہم احداً و عرضوا علی ربک صفا لقد جئتمونا کما خلقناکم اول مرۃ بل زعمتم ان لن
نجعل لکم موعداً ترجمہ اور جس دن ہم چلا دینگے پہاڑ اور تم دیکھوگے زمین کھل گئی
اور جمع کرینگے ہم اونکو پھر نہ چھوڑین اون مین سے ایک کو اور سامنے لائے جائینگے
تمہارے رب کے قطار کرکے آپہونچے تم ہمارے پاس جیسا ہمنے بنایا تھا تم کو
پہلے بار بلکہ تم کہا کرتے تھے کہ نہ ٹہرائینگے ہم تمہارا کوئی وعدہ انتہی ۔
اِس آیت مین صاف مذکور ہے کہ اوس مسطح اور ہموار زمین پر سب لوگ اکٹھے کئے
جائینگے اور وہ حق تعالی کے روبرو حاضر ہونگے اور منکرین حشر کو زجر و توبیخ ہوگی
وقولہ تعالی واذا البحار سجرت بخاری شریف مین ہے قال الحسن سجرت ذہب ماؤہا
فلا یبقی قطرۃ یعنے اوس روز سمندر ایسے سوکھہ جائینگے کہ اون مین ایک قطرہ باقی
نرہیگا ۔ امام سیوطی رح نے بدور سافرہ فی احوال الاخرہ مین لکھا ہے عن ابن عباس رض
فی قولہ تعالی یوم تبدل الارض غیر الارض الآیہ قال یزاد فیہا وینقص منہا ویذہب
آکامہا وجبالہا واودیتہا وشجرہا ومافیہا وتمد مدالادیم الحدیث یعنی حق تعالی
جو فرماتا ہے یوم تبدل الارض اوسکی تفسیر مین ابن عباس رض فرماتے ہین کہ زمین مین
کمی و زیادتی ہوجائیگی یعنے پہاڑ وادیان جھاڑ اور جو کچھہ اوس مین ہے یہہ سب
چیزین نکال دی جائینگی تاکہ ایک سطح ہوجائے پھر کھینچ کر مثل ادیم کے کشادہ کیجائیگی
چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے واذا الارض مدت الحاصل زمین جب مسطح اور ایسی

وسیع کردی جائیگی کہ تمام جن و انس و ملائکہ وغیرہم کی اوس مین گنجایش ہو اوس وقت تمام مردون
کو حکم ہوگا کہ سب زندہ ہوکر میدان حشر مین آکھڑے ہون کما قال تعالیٰ ثم نفخ فیہ اخریٰ
فاذا ہم قیام ینظرون یعنے دوسرے بار صور پہونکا جائیگا جس سے سب مُردے فوراً
کھڑے ہوجائینگے اور دیکھنے لگینگے وقال تعالیٰ یقولون ائنا لمردودون فی الحافرۃ
ءاذا کنا عظاما نخرۃ قالوا تلک اذاً کرۃ خاسرۃ فانما ھی زجرۃ واحدۃ فاذا ہم بالساہرۃ
ترجمہ کہتے ہین کفار کیا ہم آوینگے الٹے پاؤن یعنے زمین پر جب ہوچکین بوسیدہ ہڈیان
یہہ تو پھر آنا ٹوٹا ہے۔ پھر وہ تو ایک جھڑکی ہے جس سے یکایک میدان مین آجائینگے
حاصل یہہ کہ کفار قیامت کی نسبت بہت باتین بناتے اور استبعاد ظاہر کیا کرتے
تھے کہ یہہ کیسا اور وہ کیونکر ہوگا ارشاد ہوا یہہ وہ کچھہ نہین ایک جھڑکی کے ساتھہ سب
زمین پر آرہینگے۔ امام سیوطی رح نے بالساہرہ کی تفسیر مین لکھا ہے عن الضحاک کانوا
فی بطن الارض ثم صاروا علیٰ ظہرہا یعنے سب مُردے زمین کے اندر سے نکل کر اوپر آجائینگے
دیکھہ لیجئے ان آیات سے مُردون کا قبرون سے نکلنا اور حق تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونا
کس قدر ظاہر و واضح ہے۔
مرزا صاحب جو ازالۃ الاوہام مین بار بار لکھتے ہین کہ یحمل النصوص علی الظواہر سو ان نصوص
کو ظاہر پر حمل کرنے سے کون چیز مانع ہے۔ اگر فرماوین کہ عقل مانع ہے تو کفار بھی
کھلکر کھلے طور پر ایمان لانے سے منکر ہوگئے تھے۔ پھر ایمان کے دعوی کی کیا ضرورت
یہہ تو منافقون کی عادت تھی کہ دل مین تو ایمان نہین مگر کہتے ضرور تھے کہ ہم مومن
ہین۔ اور جب عقل کو اس قدر غلبہ دیا جاتا ہے کہ خدا کا کلام بھی اوسکے مقابلہ مین ہیچ ہے
تو براہین احمدیہ مین کیون فرمایا تھا کہ عقل مغیبات کے دریافت کا آلہ نہین بن سکتی

اور عقل خدا کی حکمتون کا پیمانہ نہین بن سکتی۔ اس سے تو ظاہر ہے کہ اوس وقت صرف
مسلمانون کو دہوکا دینا منظور تھا۔ یہہ تو زمین کا حال تھا اب آسمانون کا حال سُنئے
کہ اوس روز کیا ہوگا حق تعالی فرماتا ہے اذا السماء انفطرت۔ اذا السماء انشقت
واذا السماء کشطت یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب یعنے آسمان چر جائینگے پہٹ
جائینگے اوسکا پوست کہینچ جائیگا لپیٹ دئے جائینگے جیسے طومارین کاغذ لپیٹا
جاتا ہے اور تارون کی نسبت ارشاد ہے اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت
واذا الکواکب انتثرت یعنے آفتاب اور تارے تیرہ و تار ہوکر جہڑ جائینگے اس سے
ظاہر ہے کہ آسمانی نظم ونسق درہم وبرہم ہوکردہ کارخانہ ہی طے کردیا جائیگا اور
کل ساکنین فلک کا مجمع زمین پر ہوجائیگا کما قال تعالی کلا اذا دکت الارض دکا دکا
وجاء ربک والملک صفا صفا وجئی یومئذ بجہنم یومئذ یتذکر الانسان وانی
له الذکری یقول یالیتنی قدمت لحیوتی فیومئذ لا یعذب عذابه احد ولا یوثق وثاقه
احد یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی
ترجمہ جب پست کرے زمین کو کوٹ کوٹ اور آوے تمہارا رب اور فرشتے آوین
قطار قطار اور لائی جاے اوس دن دوزخ یاد کریگا اوس روز انسان اور کہان ہے
اوس دن سوچنا کہیگا کاش مین کچہہ آگے بہیجتا اپنی زندگی مین اور عذاب نکرے اوس
عذاب کے مانند کوی اور باندہ نرکہے اوسکا سا باندہنا کوی کہا جائیگا مسلمانون
کی روح کو اے نفس مطمئنہ پہر چل اپنی رب کی طرف تو اوس سے راضی اور وہ تجہسے
راضی داخل ہوجا میرے خاص بندون مین اور داخل ہوجا میری جنت مین انتہی۔
حاصل یہہ کہ تمام آسمانون کے فرشتے زمین پر اُتر آئینگے اور ہر ہر آسمان کے فرشتے

ایک ایک جدا صف باندھکر کھڑے ہو جائینگے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اوس وقت مسلمانون کو جنت مین داخل ہونیکا حکم ہوگا - آیۂ موصوفہ مین وجاء ربک سے اگرچہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کا عرش زمین کی جانب نزول فرماویگا مگر چونکہ ہمارے اذہان اس قسم کے الفاظ سے اسی معنی کی طرف منتقل ہوتے ہین جو ہماری بول چال مین جسمانیات سے متعلق ہین اور حقیقت مجیئی جو لائق شان کبریائی ہے سمجھہ مین نہین آسکتی اسلئے اس مقام مین یہہ تاویل کی جاتی ہے کہ حق تعالیٰ اوس روز خاص طور پر کسی قسم کی تجلی فرماویگا - اور ارشاد ہے ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ یعنے تمہارے رب کے عرش کو اوس روز آٹھہ فرشتے اٹھاوینگے امام سیوطی رح نے درمنثور مین لکھا ہے عن ابن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحملہ الیوم اربعۃ ویوم القیمۃ ثمانیۃ یعنے آج عرش کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہین اور قیامت کے روز آٹھہ فرشتے اٹھاوینگے - اور اس وجہ سے کہ آفتاب چاند اور تارے ٹوٹ پھوٹ جائینگے زمین پر سواے خدا تعالیٰ کے نور کے کوئی نور نہوگا کما قال تعالیٰ واشرقت الارض بنور ربہا یعنے روشن ہو جائیگی زمین اپنے رب کے نور سے اور ظاہری قربت کی یہہ حالت ہوگی کہ ہر شخص کو دولت ہمکلامی نصیب ہوگی چنانچہ بخاری شریف مین ہے عن عدی ابن حاتم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا سیکلمہ اللہ یوم القیمۃ لیس بینہ وبینہ ترجمان الحدیث یعنے تم مین سے ہر شخص کے ساتھہ حق تعالیٰ ایسے طور پر کلام کریگا کہ کوئی ترجمان درمیان مین نہوگا - علامہ زمخشری نے کشاف مین لکھا ہے کہ محشر کا روز جو پچاس ہزار سال کا ہوگا اوس مین پچاس موطن و مقامات ہونگے ایک ایک مقام مین ہزار ہزار سال لوگ ٹہرے رہینگے -

ہر مقام کے حالات و لوازم جداگانہ ہین جو آیات و احادیث سے ثابت ہین
اگر وہ تمام ایک جگہہ جمع کئے جائین تو ایک بڑی کتاب ہو جاسے چنانچہ امام سیوطیؒ
نے بدور السافرہ فی احوال الآخرہ مین یہی کام کیا ہے اور اس باب مین اور بھی
کتابین موجود ہین طالبین حق کو ضرور ہے کہ اون کتابون کو جو چھپ گئی ہین
دیکھکر اپنے اسلامی عقاید کو مستحکم کرلین کیونکہ علمانے اپنی عمر عزیز کا ایک بیش بہا
حصہ صرف کرکے مختلف مقامات سے آیات و احادیث کو جمع کرنیکی محنت اور
تحقیق کی مشقت جو گوارا کی ہے اوس سے صرف ہماری خیر خواہی مقصود تھی اگر
ہم اپنا تہوڑا سا وقت وہ بھی اپنے ہی نفع کے لئے صرف کرکے اوسکو دیکہین
بھی نہین تو کمال درجہ کی بے قدری ہے۔ غرض آیات و احادیث تو اس باب مین
بہت ہین مگر تہوڑے سے یہان بقدر ضرورت لکھی جاتی ہین۔ بخاری شریف
مین ہے عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم یقوم الناس لرب العالمین
قال یقوم احدہم فی رشحہ الی انصاف اذنیہ یعنے لوگ جو خدا تعالی کے روبرو کھڑے
ہونگے اون مین بعضون کا یہہ حال ہوگا کہ آدہے آدہے کانون تک پسینہ مین
ڈوبے ہوے ہونگے اور یہہ روایت بھی بخاری شریف مین ہے عن ابی ہریرہؓ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یعرق الناس یوم القیمۃ حتی یذہب عرقہم
الی الارض سبعین ذراعاً و یلجمہم حتی یبلغ اذانہم یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ لوگون کا پسینہ قیامت کے روز اس قدر ہوگا کہ ستر ہاتھ زمین کے
اندر اُتر جائیگا اور پسینہ کی وجہ اس حدیث شریف مین بیان کی گئی ہے جسکو
امام احمد اور طبرانی نے روایت کی ہے عن ابی امامۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تدنو الشمس یوم القیمۃ علی قدر میل ویزداد فی حرہا کذا وکذا یغلی منہ الہوام کما تغلی القدور علی

الاثافی یعرقون منہا علی قدر خطایاہم ومنہم من یبلغ الی کعبیہ ومنہم من یبلغ الی ساقیہ

ومنہم من یبلغ الی وسطہ ومنہم من یلجمہ العرق یعنے قیامت کے روز آفتاب زمین سے

ایک میل کے فاصلہ پر آجائیگا اور اوسکی گرمی اس قدر بڑھ جائیگی کہ حشرات الارض

ایسے جوش کھائینگے جیسے دیگ چولہے پر جوش کھاتی ہے لوگون پر اوسکا اثر بقدر

گناہ ہوگا بعضون کو پسینہ ٹخنون تک پہونچیگا اور بعضون کو کمر اور بعضون کو منہ تک

پہونچیگا۔ جنکو خدا تعالیٰ کی قدرت پر ایمان نہین اس قسم کی باتون پر وہ ایمان نہین لاسکتے

اور وجہ اوسکی سوائے شقاوت کے اور کوئی نہین ورنہ یہہ امر مشاہد ہے کہ

سخت دہوپ مین گرم مزاج لوگ ہلاک ہوجاتے ہین اور جنکی طبیعت پر برودت غالب

ہوتی ہے وہ اوس سے انتفاع اور لذت اٹہاتے ہین اگرچہ ظاہری اسباب ایسکے

حرارت وبرودت مزاج ہین مگر آخری مدار اونکا تخلیق خالق ہی پر ہوگا۔ پھر

اگر خالق اوس روز بحسب اعمال پسینہ کی تخلیق مختلف طور پر کرے تو عقل کو اوس مین کیا کلام

اوس روز کی حالت کو حق تعالیٰ چند مختصر مگر نہایت پر اثر الفاظ مین بیان فرماتا ہے

یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ لکل امرئ منہم یومئذ شان یغنیہ

ترجمہ جس دن بھاگے مرد اپنے بھائی سے اور اپنے ماں باپ سے اور اپنی زوجہ سے

اور اپنے بیٹون سے ہر شخص کو اوس روز ایک فکر لگا ہے جو اوسکو بس ہے

ہر صاحب عقل سلیم اور تخیل صحیح غور کرسکتا ہے کہ اوس روز کیسی حالت ہوگی جسکے

یہہ آثار ہونگے۔ بخاری مسلم ترمذی وغیرہ مین یہہ روایت ہے عن ابی ہریرہ رضہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید الناس یوم القیمۃ وہل تدرون مم ذلک

يجمع الله الاولين والاخرين في صعيد واحد ليسمعهم الداعي وينفذهم البصر وتدنو الشمس منهم
فيبلغ الناس من الغم والكرب مالا يطيقون ولا يحتملون فيقول بعض الناس لبعض الا ترون ما قد بلغكم
الا تنظرون من يشفع لكم الى ربكم فيقول بعض الناس لبعض ابو آدم فياتون آدم فيقولون
يا آدم انت ابونا انت ابو البشر خلقك الله بيده ونفخ فيك من روحه وامر الملئكة فسجدوا لك
اشفع لنا الى ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى الى ما قد بلغنا فيقول لهم آدم ان ربي قد غضب اليوم
غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله وانه نهاني عن الشجرة فعصيته نفسي نفسي
نفسي اذهبوا الى غيري اذهبوا الى نوح فياتون نوحا فيقولون يا نوح انت اول الرسل
الى اهل الارض وسماك الله عبدا شكورا اشفع لنا الى ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى -
ما قد بلغنا فيقول لهم نوح ان ربي قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب
بعده مثله وانه قد كانت لي دعوة دعوت بها على قومي نفسي نفسي نفسي اذهبوا الى غيري اذهبوا
الى ابراهيم فياتون ابراهيم فيقولون يا ابراهيم انت نبي الله وخليل الله من اهل الارض
اشفع لنا الى ربك الا ترى ما نحن فيه الا ترى ما قد بلغنا فيقول لهم ابراهيم ان ربي تعالى
قد غضب اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله واني قد كنت كذبت
ثلث كذبات نفسي نفسي نفسي اذهبوا الى غيري اذهبوا الى موسى فياتون موسى فيقولون
يا موسى انت رسول الله فضلك الله برسالاته وبتكليمه على الناس اشفع لنا الى ربك
الا ترى الى ما نحن فيه الا ترى الى ما قد بلغنا فيقول لهم موسى ان ربي قد غضب اليوم
غضبا لم يغضب قبله مثله ولن يغضب بعده مثله فاني قد قتلت نفسا لم اومر بقتلها
نفسي نفسي اذهبوا الى غيري اذهبوا الى عيسى فياتون عيسى فيقولون يا عيسى
انت رسول الله وكلمة القاها الى مريم وروح منه وكلمت الناس في المهد اشفع لنا الى

ربک الا تری ما نحن فیہ الا تری ما قد بلغنا فیقول لہم عیسیٰ ان ربی قد غضب الیوم
غضبا لم یغضب قبلہ مثلہ ولن یغضب بعدہ مثلہ نفسی نفسی اذہبوا الی غیری
اذہبوا الی محمد فیاتون محمداً فیقولون یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء وغفر اللہ لک
ما تقدم من ذنبک وما تاخر اشفع لنا الی ربک الا تری ما نحن فیہ الا تری الی ما قد بلغنا
فانطلق فآتی تحت العرش فاقع ساجداً لربی ثم یفتح اللہ علیّ ویلہمنی من محامدہ
وحسن الثناء علیہ شیئاً لم یفتح لاحد قبلی ثم یقال یا محمد ارفع راسک سل تعطہ واشفع
تشفّع فارفع راسی فاقول یارب امتی امتی فیقال یا محمد ادخل الجنۃ من امتک من لا حساب
علیہ من الباب الایمن من ابواب الجنۃ وہم شرکاء الناس فیما سوی ذلک من الابواب
والذی نفسی بیدہ ان ما بین المصراعین من مصاریع الجنۃ لکما بین مکۃ وہجر او کما بین
مکۃ وبصری کذا فی کنز العمال یعنے بخاری مسلم وغیرہ مین روایت ہے ابی ہریرہ رضی سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے روز مین تمام آدمیون کا
سردار ہونگا جانتے ہو اوسکی کیا وجہ ہے۔ خدا تعالی تمام اولین و آخرین کو ایک
ایسی زمین مین جمع کریگا کہ پکارنے والے کی آواز سب سن لین اور دیکھنے والا
سب کو دیکھ لے اور آفتاب نہایت نزدیک آجائیگا جس سے لوگون کو اس قدر
غم اور سختی ہوگی کہ برداشت کی طاقت نہ رہیگی اوس وقت لوگ آپس مین ایک
دوسرے سے کہینگے کیا دیکھتے نہین کیسی حالت گذر رہی ہے کسی ایسے شخص کی
تلاش کرنیکی ضرورت ہے کہ خدا تعالی سے ہماری شفاعت کرے اور اس بلا سے
ہمین نجات دے آخر یہہ رائے قرار پائیگی کہ آدم علیہ السلام کے پاس جائین چنانچہ
اونکے پاس جاکر کہینگے حضرت آپ ہمارے اور تمام بشر کے باپ ہو حق تعالی نے

آپ کو اپنے ہاتھہ سے بنایا اور آپ مین اپنی روح پھونکی اور فرشتون کو حکم کیا کہ آپ کو سجدہ کرین۔ اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ نہین دیکھتے کہ کس حالت مین ہم لوگ مبتلا ہین۔ آدم علیہ السلام کہینگے کہ آج خدا تعالی ایسا غضب ناک ہے کہ ویسا نہ کبھی پیشتر ہوا تھا نہ آیندہ کبھی ہوگا مجھکو اس جھاڑ کے پاس جانے سے منع فرمایا تھا مگر مجھہ سے نافرمانی ہوگئی آج مجھے اپنے ھی نفس کی فکر ہے تم لوگ اور کسی کے پاس جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ تو اچھا ہے وہ سب نوح علیہ السلام کے پاس جاینگے اور کہینگے کہ آپ پہلے رسول ہین جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے آپکا نام اللہ تعالی نے عبد شکور رکھا اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ نہین دیکھتے کہ ہم کس حالت مین مبتلا ہین نوح علیہ السلام کہینگے کہ خدا تعالی آج ایسا غضبناک ہے کہ نہ کبھی ہوا تھا نہ کبھی ہوگا میرے لئے ایک دعا مقرر تھی جو رد نہ ہو سو وہ دعا مین اپنی قوم کے ہلاک کے لئے کی آج مجھے اپنے ھی نفس کی فکر ہے تم اور کہین جاؤ اگر ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ تو اچھا ہے وہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہونگے اور عرض کرینگے کہ حضرت آپ نبی اللہ اور خلیل اللہ مین اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ نہین دیکھتے کہ ہم کیسی حالت مین مبتلا ہین وہ بھی فرما دینگے کہ جیسے آج حق تعالی غضب کی حالت مین ہے نہ ویسا کبھی ہوا اور نہ آیندہ ہوگا مین نے تین جھوٹ کہے تھے اسلئے مجھے آج اپنے ھی نفس کی فکر ہے کسی اور کے پاس جاؤ اگر موسی علیہ السلام کے پاس جاؤ تو اچھا ہے وہ سب موسی علیہ السلام کے پاس جاکر کہینگے اے موسی آپ اللہ کے رسول ہو اور اللہ تعالی نے آپکو اپنی رسالتون اور کلام سے سب پر بزرگی دی کیا ہماری حالت آپ نہین دیکھتے

رحم کیجئے اور اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے وہ بھی فرماوینگے کہ خدا تعالی
جیسے آج غضبناک ہے نہ کبھی ہوا نہ ہوگا مین نے ایک شخص کو بغیر حکم کے مار ڈالا تھا
مجھے آج اپنے ہی نفس کی پڑی ہے تم اور کہین جاؤ اگر عیسیٰ کے پاس جاؤ تو اچھا ہے
وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر کہینگے حضرت آپ اللہ کے رسول اور اوسکے
کلمہ ہو جو مریم کی طرف ڈالا تھا اور روح اللہ ہو گہوارہ مین آپ نے لوگون سے
باتین کی تہین ہماری حالت پر رحم کرکے اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے
وہ بھی یہی کہینگے کہ جیسے آج حق تعالی غضب کی حالت مین ہے نہ ویسا کبھی ہوا تھا
نہ ہوگا آج مجھے اپنے ہی نفس کی فکر ہے تم اور کہین جاؤ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس جاؤ تو اچھا ہے وہ سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہونگے اور عرض
کرینگے کہ حضرت آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیا ہین اور خدا تعالی نے اگلے پچھلے
گناہ آپکے سب معاف کردے دیکھئے کہ ہم کس حالت مین مبتلا ہین ہماری شفاعت
اپنے رب سے کیجئے اوس وقت مین عرش کے نیچے جا کر سجدہ مین کرونگا اور محامد
وثنا ے الہی کے وہ الہامی مضامین میرے دل پر منکشف ہونگے جو کسی پر کبھی ہوے
نتھے حکم ہوگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھاؤ جو تم چاہوگے وہ دیا جائیگا اور
شفاعت کروگے تو قبول کی جائیگی اوس وقت مین سر اٹھاؤنگا اور عرض کرونگا
اے رب امتی امتی یعنے میری امت کو نجات دے ارشاد ہوگا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی امت سے اون لوگون کو جن پر حساب وکتاب نہین ہے جنت کے سیدھی
جانب کے دروازے سے جنت مین داخل کردو اور اوسکے سوا دوسرے دروازون
سے بھی وہ جاسکتے ہین قسم ہے خدا تعالی کی جنت کے دروازون کی مسافت ایک

سے دوسرے پٹ تک اتنی ہے جتنی مکہ سے ہجر کی یا مکہ سے بصری کی ہے انتہی۔

یہہ حدیث بخاری و مسلم وغیرہ مین مذکور ہے جسکی صحت مین کوی کلام نہین اوس سے ثابت ہے کہ قیامت کے روز تمام انبیاء اولوالعزم اپنی اپنی لغزشین یاد کرکے خائف و ترسان رہینگے۔ اور مرزا صاحب کہتے ہین کہ خدا نے اونکو اگلے پچھلے گناہ معاف کرکے بے فکر کردیا اور اب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ مین ہین کیا فی الواقع ایسا الہام کرکے خداتعالی اونکو تمام انبیا سے افضل بنادیا ہوگا میری دانست مین کوی مسلمان اسکا قائل نہوگا کہ وہ تمام انبیا سے افضل دربار کبریائی مین سب سے زیادہ مقرب ہین۔ بات یہہ ہے کہ ایسے الہامون مین اکثر شیطان دہوکا دیدیا کرتا ہے اور آدمی کو اپنی فضیلت کی خوشی مین کچہہ نہین سوجتا اور سمجہہ جاتا ہے کہ سچ مچ خداھی کی طرف سے وہ الہام ہے۔ یہہ حکایت مشہور ہے کہ کسی زاہد پر شیطان نے وحی کی (بمصداق یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا) کہ مین جبرئیل ہون اور آپکے لئے براق لے آیا ہون چلئے آج آپکی معراج ہے مگر آنکھون کو پہلے پٹی باندھ لیجئے چنانچہ انہون نے اس خوشی مین کہ آج اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رتبہ ہوتے ہین آنکھون کو پٹی باندھ خدا کا شکر کرتے ہوے براق پر سوار ہوے جو دراصل گدھا تھا شیطان نے رسوائی کی غرض سے تمام شہر مین اونکی تشہیر کرکے کسی ویرانہ مین لیجاکر چھوڑدیا۔ الغرض شیطان آدمی کا سخت دشمن ہے اقسام کی تدبیرین کرکے رسوا بلکہ خسر الدنیا والاخرہ بنادیتا ہے۔

یہہ بحث عارضی تھی اصل کلام روز قیامت کے احوال مین تھا بخاری شریف مین ہے

عن ابن عباس رض قال خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم محشورون الی اللہ عزوجل

عراۃً غرلاً کما بدانا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین ثم اول من یکسیٰ یوم القیمۃ

ابراہیمؑ انہ یجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول اصحابی فیقال لا تدری ما

احدثوا بعدک بخاری صفحہ ۶۹۳ یعنے ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ مین فرمایا کہ تم لوگون کا حشر اللہ تعالیٰ کے روبرو ایسے طور پر ہوگا کہ سب
برہنہ اور بے ختنہ ہونگے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کما بدانا اول خلق الایہ یعنے
جیسے اول خلقت مین ہمنے اونکو پیدا کیا تھا اوسیطرح اونکو دوبارا پیدا کرینگے یہہ
وعدہ ہمارے ذمہ ہے جسکو ہم پورا کرنے والے ہین۔ پہر قیامت کے روز پہلے
ابراہیم علیہ السلام لباس پہنائے جائینگے۔ میری امت سے چند شخصون کو بائین
طرف یعنے دوزخ کی جانب لے جائینگے مین کہونگا کہ یہہ تو میرے اصحاب یعنے امتی
ہین کہا جائیگا کہ آپکو معلوم نہین انہون نے آپکے بعد کیسی کیسی نئی باتین نکالی تہین انتہی

اور بخاری شریف مین ہے عن انسؓ ان رجلا قال یا نبی اللہ یحشر الکافر علی وجہہ یوم القیمۃ

قال الیس الذی امشاہ علی الرجلین فی الدنیا قادراً علی ان یمشیہ علی وجہہ یوم القیمۃ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسینے پوچھا کیا کافر حشر مین منہ کے بل چلیگا فرمایا جس نے
دنیا مین اوسکو پاؤن پر چلایا تھا کیا اس بات پر قادر نہین کہ قیامت مین اوسکو منہ پر چلا دے
ان احادیث اور آیۂ موصوفہ سے ظاہر ہے کہ قیامت مین پورا جسمانی کارخانہ قایم
ہوجائیگا کیونکہ قبرون سے بے ختنہ اور برہنہ اٹھنا اور منہ کے بل چلنا اور پسینہ
جاری ہونا وغیرہ امور اوسپر دلیل قطعی ہین اب اگر مرزا صاحب کو خدا اور رسول
کی بات ماننے مین یہودیت کا خوف ہے تو وہ یہودیت سے بھی بدتر ہے اسلئے کہ
کل کفار کا یہی طریقہ رہا کہ خدا و رسول کی بات پر کوئی نہ کوئی الزام قایم کردیا کرتے تھے

اسکے بعد اعمال نامے ہر طرف سے اُوڑ جاینگے اور ہرایک کے ہاتھہ مین آجاینگے
چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے واذا الصحف نشرت وقوله تعالی یومئذ تعرضون
لاتخفی منکم خافیه فاما من اوتی کتابه بیمینه فیقول هاؤم اقرؤا کتابیه انی ظننت
انی ملاق حسابیه فهو فی عیشة راضیة فی جنة عالیة قطوفها دانیه کلوا واشربوا
هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیة واما من اوتی کتابه بشماله فیقول یالیتنی
لم اوت کتابیه ولم ادر ما حسابیه یالیتها کانت القاضیة ما اغنی عنی مالیه
هلک عنی سلطانیه خذوه فغلوه ثم الجحیم صلوه ثم فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعا
فاسلکوه ترجمہ اوس دن سامنے جاؤگے چہپ نرہیگا چہپنے والا سو جسکو ملا
نامۂ اعمال سیدہے ہاتھہ مین کہیگا لیجیو پڑہو میرا نامہ مجھے اعتقاد تہا کہ مجہکو
ملتا ہے میرا حساب سو وہ پسندیدہ عیش مین رہیگا جنت مین جسکے میوے جہک
رہے ہین کہاؤ خوشگوار جو آگے بہیجا تمنے پہلے دنون مین اور جسکو ملا اعمال نامہ
بائین ہاتھہ مین کہیگا کاش مجہکو نہ ملتا میرا لکہا اور مجہکو خبر نہوتی کہ کیا حساب
ہے میرا اسے کاش موت ہی میرا کام آخر کردیتی۔ کچہہ کام نہ آیا مجہکو میرا مال
زائل ہوگئی مجہسے حکومت کہا جائیگا کہ اسکو پکڑو پہر طوق ڈالو پہر آگ کے
ڈہیر مین اسکو بہٹاو پہر ایک زنجیر مین جسکا ناپ ستر گز ہے اوسکو جکڑ دو انتہی۔
اور حدیث مین ہے جسکو احمد عبد بن حمید اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم
اور ابن مردویہ نے روایت کی ہے عن ابی موسی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
یعرض الناس ثلث عرضات فاما عرضتان فجدال ومعاذیر واما الثالثة فعند
ذلک تطایر الصحف فی الایدی فاخذ بیمینه واخذ بشماله کذا فی الدر المنثور

للامام السیوطی رح یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اعمال تین بار پیش کیے جائینگے
دو بار تو جھگڑے اور عذر خواہیان رہینگی تیسرے بار اعمال نامے اڑ اڑ کر ہاتون مین
آجائینگے کسیکے داہنے ہاتھہ مین اور کسیکے بائین ہاتھہ مین انتہی

اور اعمال کے تلنے کا بھی ایک بڑا معرکہ ہے حق تعالی فرماتا ہے والوزن یومئذ الحق
وقولہ تعالی فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک
الذین خسروا انفسہم فی جہنم خالدون ترجمہ جنکے بھاری ہوئین تولین وہی رستگار ہونگے
اور جنکی ہلکی ہوئین تولین وہی ہین جو ہار بیٹھے ہین جان دوزخ مین رہینگے اور ارشاد
ہے قولہ تعالی ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان
مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین ترجمہ اور رکھینگے ہم ترازوین
انصاف کی قیامت کے دن پہر ظلم نہوگا کسی شخص پر ایک ذرہ اور اگر ہوگا برابر
رائی کے دانہ کے وہ بہی ہم لے آوینگے اور ہم بس ہین حساب کرنے والے انتہی

اور حق تعالی فرماتا ہے حتی اذا ما جاؤہا شہد علیہم سمعہم وابصارہم وجلودہم
بما کانوا یعملون وقولہ تعالی الیوم نختم علی افواہہم وتکلمنا ایدیہم وتشہد ارجلہم
بما کانوا یکسبون یعنے اونکے منہ پر اوس روز مہر کردی جائیگی اور ہاتھہ پاؤن
وغیرہ اعضا سے گواہی طلب کی جائیگی اور ہر عضو جو کچھہ دنیا مین کام کیا تھا پورا
پورا کہدیگا اور ارشاد ہے وان منکم الا واردہا کان علی ربک حتما مقضیا ترجمہ
اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہونچیگا دوزخ پر ہو چکا تمہارے رب پر ضرور ٹہرا انتہی

اور امام سیوطی رح نے درمنثور مین نقل کی ہے عن ابن مسعود رض فی قولہ وان منکم
الا واردہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد الناس کلہم النار ثم یصدرون عنہا

باعمالہم فاولہم کلمح البرق ثم کالریح ثم کحضر الفرس ثم کالراکب فی رحلہ ثم کشد الرجل ثم کمشیہ

یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کل آدمی دوزخ پر آئینگے اور بقدر اعمال اوسپرسے گذرینگے بعض برق کی طرح بعض ہوا کی بعض گہوڑے کی دوڑ کی اور بعض اونٹ کے اور بعض آدمی کے دوڑنے اور چلنے کی طرح انتہی۔

اور بخاری شریف مین یہہ روایت ہے عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ یوم القیمۃ یا آدم یقول لبیک ربنا وسعدیک فینادی بصوت ان اللہ یامرک ان تخرج من ذریتک بعثا الی النار قال یارب وما بعث النار قال من کل الف اراہ قال تسع مائۃ وتسعۃ وتسعین صفحہ ۶۹۳

یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی قیامت کے روز فرماویگا یا آدم وہ جواب مین عرض کرینگے لبیک ربنا وسعدیک پہر ندا ہوگی بلند آواز سے کہ اللہ تعالی تکو حکم فرماتا ہے کہ اپنی اولاد سے دوزخ کا لشکر جدا کر دعرض کرینگے کس قدر ارشاد ہوگا ہر ہزار سے ایک کم ہزار انتہی۔

پہر وہ مصیبت کا روز معمولی بھی نہوگا کہ چار پہر کسی طرح گذر جائین بلکہ ابتداے تخلیق سے قیامت تک جتنی عمر اس عالم دنیوی کی ہے وہ ایک روز درازی مین گویا اوس تمام کے برابر اور ہم پہلو ہوگا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے کہ وہ پچاس ہزار برس کا دن ہوگا کما قال تعالی سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع من اللہ ذی المعارج تعرج الملئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ فاصبر صبرا جمیلا ترجمہ درخواست کرتا ہے درخواست کرنے والا اوس عذاب کی جو واقع ہونے والا ہے کافرون کے واسطے اللہ کی طرف سے جو

مرتبون والا ہے - چڑہینگے اوسکی طرف فرشتے اور روح اوس دن جسکی مقدار پچاس
ہزار برس کی ہے سو صبر کر واچہا صبر انتہی -
یعنے جتنے فرشتے دنیا مین مختلف کامون پر مامور ہین اوس روز تمام آسمانون پر چڑہ جاینگے
غرض کہ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہونا اور اوس مین اقسام کے مصائب کا
پیش آنا قرآن شریف کی بیسیون آیات اور صدہا احادیث سے ثابت ہے جسکو
ذرا بھی ایمان ہوا وس مین ہرگز شک نہین کرسکتا اوس پر بھی جن لوگون کو شک ہو
حق تعالی اونکو عقلی طریقہ سے سمجہاتا ہے کما قال تعالی یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب
من البعث فانا خلقناکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة
وغیر مخلقة لنبین لکم ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم
لتبلغوا اشدکم ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا
وتری الارض ہامدة فاذا انزلنا علیہا الماء اہتزت وربت وانبتت من
کل زوج بہیج ذلک بان اللہ ہو الحق وانہ یحیی الموتی وانہ علی کل شئ قدیر وان
الساعة آتیة لاریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور ومن الناس من یجادل
فی اللہ بغیر علم ولا ہدی ولا کتاب منیر ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ لہ فی الدنیا
خزی ونذیقہ یوم القیمة عذاب الحریق ترجمہ اے لوگو اگر تمکو شک ہے جی
اوٹہنے مین تو (دیکہو) کہ ہمنے تمکو بنایا مٹی سے پہر نطفہ سے پہر خون بستہ سے پہر
مضغہ گوشت سے صورت بنی ہوی اور نہ بنی ہوی یہہ اسواسطے کہ تمکو ظاہر طور پر
معلوم کرا دین - اور ٹہیرا رکہتے ہین ہم رحم مین جو کچہہ چاہتے ہین ایک میعاد مقرر
تک پہر تمکو نکالتے ہین لڑکا پہر جب تک پہونچو اپنی جوانی کے زور کو - اور بعضے

تم مین سے مرجاتے ہین اور بعضے پہیرے جاتے ہین ارذل عمر تک تاسمجھہ کے
پیچھے کچھہ نہ سمجھنے لگین - اور تم دیکھتے ہو زمین خشک پر جہان ہمنے اوتارا
اوسپہ پانی تازی ہوی اور ابہری اور اگائین ہر قسم کی رونق کی چیزین یہہ
اسواسطے کہ اللہ ھی ہے حق اور روہ جلاتا ہے مردے اور وہ ہر چیز پر قادر
ہے اور یہہ کہ قیامت آنے والی ہے اوس مین کچھہ شک نہین - اور یہہ کہ اللہ
اٹہادیگا قبر مین پڑے ہودن کو - اور بعض لوگ ہین جو جھگڑتے ہین اللہ کے
بات مین بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کتاب روشن کے اپنی گردن
موڑکر کہ گمراہ کرین اللہ کی راہ سے اونکو دنیا مین رسوائی ہے اور چکہاوینگے
ہم اونکو قیامت کے دن جلن کی عذاب انتہی -
اس آیۂ شریفہ مین حق تعالی اون لوگون کو جو قیامت کے قائل نہین کئی
مثالون سے سمجہاتا ہے کہ تم اپنی ھی پیدایش کو دیکھہ لو کہ کس قدر عقل کے خلاف
ہے مٹی سے نباتات اور اوسنے نطفہ اور اوس سے علقہ اور اوس سے مضغہ
اور اوس سے آدمی بنتا ہے پہر تم پر کیسے کیسے انقلابات آتے ہین کبہی لڑکے
کبہی جوان کبہی بعد کمال عقل کے بے وقوف محض - اور زمین ھی کو دیکھہ لو کہ
خشک ہونے کے بعد ہمارے حکم سے کیسی لہلہانے لگتی ہے اس سے سمجھہ سکتے
کہ خداتعالی جو ہمیشہ اس عالم مین انقلابات پیدا کیا کرتا ہے اوس انقلاب
اخروی پر بھی قادر ہے کہ مردون کو زندہ کرکے میدان حشر مین قایم کردے
اسیپر بھی جو نہ مانے وہ دنیا مین ذلیل اور آخرت مین سخت عذاب مین مبتلا
کیا جائیگا - اب یہہ دیکھنا چاہئے کہ حق تعالی جو فرماتا ہے یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب

من البعث سو مرزا صاحب کا شبہ اوس مین داخل ہے یا نہین - انہون نے تحریر
سابق مین اپنا اعتقاد بیان کردیا ہے کہ مرنے کے بعد ایک حالت مستمرہ رہیگی
اور کوی زندہ ہوکر زمین پر نہ آیگا - اِس صورت مین ظاہر ہے کہ جن شبہات
کے رفع کے لئے یہہ آیت نازل ہوی اون مین مرزا صاحب کا شبہ اور اعتقاد
بھی داخل ہے - اب مرزا صاحب کو خدا کا شکریہ بجالانا چاہیئے کہ کس طرح مثالین
دے دے کر حق تعالی اُنے موت کے بعد زندہ کرنے کا حال بیان فرمایا -
اگر بہودیت کا خیال مانع ہے تو اوسکی طرف کچھہ توجہ کرنیکی ضرورت نہین اسلئے
کہ شیطان ایسے ہی قیاس کرکے آدم علیہ السلام کے سجدہ سے رکا تھا -
خدا تعالی کے ارشاد کے بعد مسلمانون کو چون و چرا کی کوی ضرورت نہین -
اب اہل انصاف خودھی غور کرلین کہ مرزا صاحب جو فرماتے ہین کہ قیامت
کے دن بحضور رب العالمین حاضر ہونا اونکو بہشت سے نہین نکالنا معاد
جسمانی کا انکار ہے یا نہین اور یہہ عقیدہ قرآن و حدیث کے مخالف ہے یا
نہین اور اس مخالفت سے آدمی کا ایمان باقی رہ سکتا ہے یا نہین - خدا تعالے
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو صاف فرما رہے ہین کہ حشر زمین پر ہوگا اور
اِس تصریح کے ساتھہ ارشاد ہے کہ اوسدن زمین جہاڑ پہاڑ وغیرہ سے خالی
کردی جائیگی اور دریائین خشک ہو جائینگے وغیرہ وغیرہ -
مگر مرزا صاحب ایک نہین مانتے - قرآن و حدیث سے مردون کا قبرون سے نکل کر
اپنے رب کی طرف جانا ثابت ہے قوله تعالی و نفخ فی الصور فاذا ہم من الاجداث
الی ربہم ینسلون یعنے صور پہونکے جانے کے ساتھہ ھی سب آدمی قبرون سے نکل کر

اپنے رب کی طرف دوڑینگے" اور نیز میدان حشر مین کہڑے ہونا اور پسینہ کی
وہ حالت اور اونکا ختنہ نہ کئے ہوے ایسی حالت پر ہونا جیسے دنیا مین پیدا
ہوے تھے ثابت ہے جو صاف طور سے معاد جسمانی پر گواہی دے رہا ہے
مگر مرزا صاحب اوسکی تصدیق نہین کرتے۔ اور معرکہ حساب و میزان و پل صراط
اور انبیاے اولوالعزم کی پریشانی اور نکرات ومرات نفسی نفسی کہنا دلیل
بین ہے اسپر کہ اوس وقت کوی جنت مین نہوگا مگر مرزا صاحب اسکو رد کرکے
کہتے ہین کہ بہشت سے کوی نہ نکلیگا۔ دیکھہ لیجئے ہم پہلے ہی کہہ چکے ہین کہ مرزا صاحب
صرف مسلمانون کو دہوکا دینے کے لئے کہتے ہین کہ قرآن پر ہمارا ایمان ہے اور
اوس سے ایک نقطہ کم نہین ہوسکتا۔ فی الحقیقت ایک نقطہ تو کم نہین کیا مگر جزو
کے جزو نکالدئے۔ اب یہان ایک اور مشکل درپیش ہے کہ مرزا صاحب یہہ بھی کہتے ہین
کہ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہین کہ جو کچھہ اللہ و رسول نے فرمایا ہے وہ سب کچھہ ہوگا
لیکن ایسے طور پر کہ خداتعالی کے تقدس اور تنزہ مین کوی منافی نہو۔ اس کا یہہ
مطلب ہوا کہ وہ لوگ جنت مین بھی ہونگے اور زمین محشر پر بھی۔ محشر کے مصائب اور
آفات تو اوپر ہی معلوم ہوے اب جنت کے بھی تہوڑے احوال سن لیجئے حق تعالی فرماتا ہے
جنات تجری من تحتہا الانہار وقولہ تعالی فیہا انہار من ماء غیر اسن وانہار
من لبن لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذۃ للشاربین وانہار من عسل مصفی وقولہ تعالی
لکم فیہا فاکہۃ کثیرۃ منہا تاکلون وقولہ تعالی وفیہا ماتشتہیہ الانفس وتلذ الاعین
وقولہ تعالی لہم فیہا ازواج مطہرۃ وقولہ تعالی وعندہم قاصرات الطرف
وقولہ تعالی وحور عین کامثال اللؤلؤ المکنون وقولہ تعالی یحلون فیہا من اساور

من ذہب ویلبسون ثیابا خضرا من سندس و استبرق متکئین علی الارائک وقولہ تعالی
یطاف علیہم بصحاف من ذہب واکواب وقولہ تعالی وکاساً دہاقا وقولہ تعالی
لا یرون فیہا شمساً ولا زمہریرا وقولہ تعالی فیہا سرر مرفوعۃ واکواب موضوعۃ
ونمارق مصفوفۃ وزرابی مبثوثۃ اِسکے سوا اور بہت سی آیتین ہین جنکا مطلب
یہہ ہے کہ جنتیون کی حالت یہہ ہے کہ اونکے مکانون کے نیچے پانی اور دودھ
اور شراب اور مصفی شہد کی نہرین بہتی ہونگی۔ مکانات نہایت پرتکلف جن مین
بہت ھی پاکیزہ فرش بچھے ہوے اور مسندین لگی ہوین اور ایک طرف اونچے
اونچے تخت سجے ہوے اور بی بیان نہایت پاکیزہ اور شرمگین اور حورین
نہایت حسین فاخرہ لباس اور اقسام کے زیورون سے آراستہ نزدیک بیٹھی ہون
اور خود بھی مکلل زیور اور عمدہ عمدہ ریشمی لباس پہنے ہوے اور میوہ جات
اور طرح طرح کی نعمتین جنکا شمار نہین غلمان و خدام مشقا بون پر مشقا بین لیے چلے
آرہے ہین اور جھلکتے پیالون کا پیہم دور ہر جس چیز کی خواہش ہو فوراً موجود اور
انکے سوا وہ وہ نعمتین جو نہ کسی کانون نے سنے نہ آنکھون نے دیکھین ہر وقت
مہیا پھر نہ اوس مین آفتاب کی گرمی نہ زمہریر کی سردی نہ کسی امر کی فکر نہ اوس
سے نکلنے کا اندیشہ نہ موت کا کھٹکا وغیرہ امور۔ جنکو تمام اہل اسلام جانتے ہین
اب دیکھئے مرزا صاحب جو فرماتے ہین کہ قیامت کے روز بہشت سے کوئی
نہ نکلیگا اور قیامت کے کل مصائب پر بھی ایمان ہے اسکا مطلب تو یہہ ہوا
کہ اوس روز مصائب قیامت مین بھی سب جنتی مبتلا رہینگے اور عیش وعشرت
مین بھی سرگرم اور مشغول رہینگے یہہ بات کچھہ سمجھہ مین نہین آتی مگر ابن حزم رح نے

ملل و نحل مین لکھا ہے کہ انجیل متی کے چودھوین باب مین مذکور ہے کہ مسیح نے کہا
کہ یحییٰ نہ کھانا کھاتے ہین نہ پانی پیتے ہین اور مین کھانا بھی کھاتا ہون اور پانی
بھی پیتا ہون اِس سے ظاہر ہے کہ یحییٰ علیہ السلام مسیح علیہ السلام سے افضل ہین
نصاریٰ اسکا جواب دیتے ہین کہ مسیح کا ناسوت کھاتا پیتا تھا اور لاہوت
نہ کھاتا نہ پیتا تھا انتہی ملخصاً

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے یہہ مسئلہ وہین سے نکالا ہوگا
کیونکہ مرزا صاحب کو یہود و نصاریٰ کے عقاید مین ممارست کی وجہ سے یدطولی
ہے اِس بنا پر قائل ہو گئے کہ اہل محشر کا لاہوت جنت مین اور ناسوت مقامات
مین رہیگا مگر ہمارے دین مین اسکی نظیر نہین ملتی اِس وجہ سے اہل اسلام اِس قسم کے
لاہوت و ناسوت کے قائل نہین ہو سکتے۔ مرزا صاحب ہم پر یہود کے ہم خیال
ہونے کا الزام لگاتے ہین اور خود نصاریٰ کے ساتھ ہین اور فرماتے ہین کہ
اگر بہشتی بہشت مین داخل شدہ تجویز کئے جائین تو طلبی کے وقت انہین بہشت
سے نکالنا پڑیگا اور اوس لق ودق جنگل مین جہان تخت رب العالمین بچھایا
گیا ہے حاضر ہونا پڑیگا ایسا خیال توسراسر جسمانی اور یہودیت کی سرشت سے
نکلا ہوا ہے اور حق یہہ ہے کہ عدالت کے دن پر ہم ایمان لاتے ہین اور تخت
رب العالمین کے قائل ہین لیکن جسمانی طور پر اوسکا خاکہ نہین کھینچتے انتہی۔
خود ہی غور فرما دین کہ یہہ تو ہمنے نہین کہا کہ لق و دق جنگل مین تخت رب العالمین
بچھیگا جسکا الزام ہم پر لگایا جاتا ہے البتہ ہم اِس آیۂ شریفہ پر ایمان ضرور رکھتے ہین
ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیہ اور اِس قسم کے جتنے امور ہمارے خدا و رسول

نے فرمادیے ہین گو یہود کے بھی وہ اعتقاد ہون اون سب کو ہم مانتے ہین کیونکہ ہمارا قرآن توراۃ و انجیل کا مصدق ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے ولما جاءہم کتاب من عند اللہ مصدق لما معہم الایہ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے بعض اقوال کی تصدیق بھی کی ہے چنانچہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے جو بخاری شریف صد؎ مین ہے عن عبد اللہ قال جاء حبر من الاحبار الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد انا نجد ان اللہ یجعل السموات علی اصبع والارضین علی اصبع والشجر علی اصبع والماء علی اصبع والثری علی اصبع وسایر الخلایق علی اصبع فیقول انا الملک فضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ تصدیقا لقول الحبر ثم قرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمہ یعنے ایک عالم یہود کا حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہماری کتاب مین یہہ ہے کہ حق تعالی تمام آسمانون کو ایک اصبع پر اور زمینون وغیرہ کو ایک ایک اصبع پر رکھکر فرمائیگا کہ مین ہی بادشاہ ہون یہہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے جس سے تصدیق اوس عالم کی ہوئی تھی پھر حضرت نے یہہ آیت پڑھی وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمہ —

الحاصل ہمارے قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی جن باتون کی تصدیق کی ہے اونکی تصدیق کرنے مین ہمین کوئی عار نہین البتہ اس قسم کے ناسوت ولاہوت کا اعتقاد قابل عار ہے —

مرزا صاحب یہہ جو فرماتے ہین کہ ہم تخت رب العالمین کا خاکہ جسمانی طور تک

نہین کہنچتے اسکا مطلب یہان معلوم نہین ہوتا کہ عرش الہی کے جسمانی ہونے سے
معاد جسمانی کیونکر باطل کیا جاتا ہے اگر اسکا مطلب یہہ ہے کہ حشر جسمانی ہو تو
تنزیہ الہی مین فرق پڑجائیگا تو اس اعتبار سے اس عالم جسمانی مین بھی تنزیہ
باقی نہ رہنا چاہیئے اسلئے کہ آخر اب بھی استوا علی العرش ثابت ہے جیسے
قیامت مین ہوگا چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے الرحمن علی العرش استوی اب
استوا کے معنی جو کچھہ ہون جیسے اس عالم مین ہے ویسا ھی اوس عالم مین
بھی ہوگا پھر جب اوس عالم مین زمین پر حشر جسمانی ہونے سے تنزیہ مین
فرق آتا ہے تو اس عالم مین بھی عالم جسمانی زمین پر ہونے سے فرق آنا چاہیے
اور جب اس عالم مین تنزیہ مین فرق نہین آتا تو وہان معاد جسمانی سے فرق آجائیگا کیا وجہ
مرزا صاحب تنزیہ کو پیش کر کے حشر و نشر کا جو انکار کرتے ہین کس قدر بدنما
اور خلاف تدین ہے اب تک تو آیات قرآنیہ کو بیان کر کے اون مین الٹ پلٹ
ھی کیا کرتے تھے اس مسئلہ مین جو دیکھا کہ اگر احادیث کی تکذیب بھی کردین
تو آیات قرآنیہ اتنی ہین کہ اون سے سر بر ہونا مشکل ہے اسلئے یہان وہ
طریقہ بھی چھوڑدیا اور خود مختاری سے ایک نیا عقیدہ گھڑدیا جس کا کوی
اسلامی فرقہ قائل نہین گویا وہ کل آیات نعوذ باللہ منسوخ کردی گئین ۔ تمام
اہل اسلام جانتے ہین کہ کوئی بھی کلام الہی کو منسوخ کرنے کا مجاز نہین جب تک
خود خدائے تعالی کسی آیت کو منسوخ نکرے پھر مرزا صاحب اسکے کیونکر مجاز
ہو سکتے ہین ۔ اس سے تو یہہ ظاہر ہے کہ روز افزون ترقی مین نبوت مستقلہ
سے بھی ترقی کا دعوی ہوگیا ہے ۔ اگر متبعین کو مرزا صاحب کی تقریر سے

معاد جسمانی کا انکار ہے تو ظاہر ہے کہ اونکے نزدیک وہ نبی مستقل بلکہ نبی سے بھی
ایک درجہ بڑہکر ہین اور اونکی کتاب ازالۃ الاوہام ناسخ قرآن شریف قرار پاچکی ہے
نعوذ باللہ من ذلک خدا کرے کہ ایسا نہو اور یہہ حضرات خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم
ھی کے کلمہ گو اور پورے قرآن کے معتقد رہین ۔

مشرکین و فلاسفہ جو قیامت کا انکار کرتے تھے بڑی وجہ اوسکی یہہ مشاہدہ تھا
کہ جب کوئی چیز فنا ہوجاتی ہے تو پہر وجود مین نہین آتی اسیوجہ سے وہ کہتے تھے
من یعیدنا یعنے ہمین دوبارہ کون پیدا کریگا اور فلاسفہ نے قاعدہ بنا رکھا ہے
کہ اعادہ معدوم محال ہے حق تعالی جواب مین فرماتا ہے کما خلقناکم اول خلق نعیدہ
وعدا علینا انا کنا فاعلین یعنے جیسے تمہین پہلے پیدا کیا جب تم کچھہ نتھے ویسا ہی
دوبارا بھی پیدا کرینگے کیونکہ اعادہ بہ نسبت ابتدائے تخلیق کے بہت آسان ہے

اور ارشاد ہے قال من یحیی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ
وھو بکل خلق علیم یعنے وہ کہتے ہین بوسیدہ ہڈیون کو کون زندہ کریگا تم کہو کہ
جسنے پہلے پیدا کیا تھا وہی اونکو زندہ کریگا ۔ ہر چیز کو پیدا کرنیکا حال وہ خوب جانتا ہے
الحاصل جب آدمی کو خدا تعالی کی قدرت پر ایمان ہو تو اوسکو قیامت کے
تسلیم کرنے مین ذرا بھی تامل نہو گا ۔

قیامت کے باب مین کم فہم اور جاہلون کو یہہ شبہات ہوتے ہین کہ آیات و احادیث
مین جو قیامت کے احوال مذکور ہین باہم متعارض ہین مثلاً کسی آیت مین یہہ ہے
کہ سب فرشتے اوس روز آسمانون پر چلے جاینگے اور کسی مین یہہ ہے کہ سب
زمین پر اتر آئینگے اور کسی مین یہہ ہے کہ آفتاب و ماہتاب بے نور ہو کر گر جائینگے

اور کسی مین یہہ ہے کہ زمین سے ایک میل کے فاصلہ پر آفتاب آجائیگا اور کسی مین ہے
کہ دوزخ مین دونون ڈالے جائینگے جیساکہ حق تعالی فرماتا ہے انکم وما تعبدون من
دون اللہ حصب جہنم غرض کہ آیات واحادیث کو دیکھنے سے اس قسم کے بہت
شبہات پیدا ہوتے ہین سو اونکو یون دفع کرنا چاہئے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار
برس کا ہوگا جس مین مختلف اوقات مین مختلف کام ہونگے۔ یہہ بات پوشیدہ نہین ہے
کہ ایک ھی صدی مین کیسے کیسے انقلابات پیدا ہوجاتے ہین آدمی جب اپنے
بزرگون کی زبانی اونکے اوائل حالات سنتا ہے اور اپنے زمانہ کے حالات
کو دیکھتا ہے تو ایک انقلاب عظیم پاتا ہے جس سے متحیر ہوجاتا ہے جب ایک
صدی مین یہہ کیفیت ہو تو قیامت کے پچاس ہزار برس مین کس قدر انقلابات
ہونا چاہئے اسی وجہ سے ایک وقت وہ ہوگا کہ تمام فرشتہ زمین سے آسمانون پر
چلے جائینگے اوسکے بعد جب آسمانون کا کارخانہ درہم برہم ہوجائیگا اور زمین پر
شان وشوکت کے اظہار کی ضرورت ہوگی تو تمام فرشتون کے صفوف زمین پر
آراستہ کئے جائینگے اور آفتاب کا نور زائل کرکے صرف اوسکی گرمی کسی خاص
مصلحت کے لحاظ سے باقی رکھی جائیگی پھر کسی وقت دوزخ مین بھی ڈالدیا
جائیگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے روبرو بھی چند شبہات اس قسم کے
پیش کئے گئے تھے اونکا جواب جو انہون نے دیا ہے اوس سے ہمارے
اس قول کی تصدیق ہوتی ہے بخاری شریف مین ہے عن سعید رح قال رجل
لابن عباس رض انی اجد فی القرآن اشیاء تختلف علی قال فلا انساب بینہم یومئذ
ولا یتساءلون۔ واقبل بعضہم علی بعض یتساءلون۔ ولا یکتمون اللہ حدیثا ربنا ما کنا

مشرکین فقد کتموا فی ہذہ الآیۃ ۔ وقال والسماء بناہا الی قولہ دحاہا فذکر خلق السماء قبل خلق الارض
ثم قال ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین الی طائعین فذکر فی ہذہ خلق الارض
قبل السماء وقال وکان اللہ غفورا رحیما عزیزا حکیما سمیعا بصیرا فکانہ کان ثم مضی ۔
فقال فلا انساب بینہم فی النفخۃ الاولی ثم ینفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن
فی الارض الا من شاء اللہ فلا انساب عند ذلک ولا یتساءلون ثم فی النفخۃ الآخرۃ
اقبل بعضہم علی بعض یتساءلون واما قولہ ما کنا مشرکین ولا یکتمون اللہ فان اللہ
یغفر لاہل الاخلاص ذنوبہم وقال المشرکون تعالوا نقول لم نکن مشرکین فختم علی افواہہم
فتنطق ایدیہم فعند ذلک عرف ان اللہ لا یکتم حدیثا وعندہ یود الذین کفروا الآیۃ
وخلق الارض فی یومین ثم خلق السماء ثم استوی الی السماء فسواہن فی یومین آخرین
ثم دحا الارض ودحیہا ان اخرج منہا الماء والمرعی وخلق الجبال والجمال والآکام وما
بینہما فی یومین آخرین فذلک قولہ دحاہا وقولہ خلق الارض فی یومین فجعلت الارض
وما فیہا من شیئ فی اربعۃ ایام وخلقت السماء فی یومین ۔ وکان اللہ غفورا رحیما سمی
نفسہ ذلک وذلک قولہ ای لم یزل کذلک فان اللہ لم یرد شیئا الا اصاب بہ الذی
اراد فلا یختلف علیک القرآن فان کلا من عند اللہ یعنی ایک شخص نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے کہا کہ قرآن شریف مین مجھے کچھ اختلاف معلوم ہوتا ہے
حق تعالی فرماتا ہے کہ قیامت کے روز لوگون مین نہ نسبی تعلق ہوگا نہ ایک
دوسرے کو پوچھیگا پھر دوسری آیت مین ہے کہ ایک دوسرے کے پاس جائینگے
اور پوچھینگے ۔ اور ایک آیت مین یہہ ہے کہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکینگے
اور دوسری آیت مین ہے کہ مشرک کہینگے کہ یا اللہ ہم مشرک نتھے ۔ اس سے

چھپانا ثابت ہی - اور ایک آیت مین ہے کہ زمین آسمانون سے پہلے پیدا ہوئی اور دوسری آیت مین ہے کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوئے اور کان اللہ غفوراً رحیما وغیرہ سی معلوم ہوتا ہی کہ غفور رحیم گزشتہ زمانہ مین تھا ابن عباس رض نے فرمایا کہ نفخۂ اولی کے وقت کوئی کسی کو نہ پوچھیگا پھر نفخۂ آخری کے بعد ایک دوسرے کو پوچھنے لگینگے - اور جب خدا تعالی اہل اخلاص کے گناہ معاف فرماویگا تو مشرکین آپس مین کہینگے کہ آؤ ہم بھی کہین کہ ہم مشرک نتھے اوس وقت اونکے مونہون پر مہر کیجایگی اور ہاتھ اونکے سب واقعات کہہ سنا ئینگے کہ ہم نے یہہ یہہ کام کیا تھا اوس وقت یہہ ثابت ہو جایگا کہ خدا تعالی سے کوئی کچھہ چھپا نہین سکتا اوس وقت کفار آرزو کرینگے کہ کاش ہم بھی ایمان لائے ہوتے - اور حق تعالی نے دو دن مین زمین کو پیدا کیا پھر دو دن مین آسمان بنائے - اوسکے بعد دو دن مین زمین سے پانی نکالا اور چراگاہ اور پہاڑ اور ٹیلے وغیرہ بنائے اس حساب سے زمین اور اوسکے متعلقات چار دن مین آسمانون سے پہلے اور بعد بنائے گئے اور آسمان دو دن مین - اور کان اللہ غفوراً رحیما وغیرہ کا مطلب یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے زمانہ گزشتہ مین یہہ نام اپنے رکہے اور اوسکے بعد ہمیشہ ان صفات کے ساتھہ متصف ہے جسپر چاہتا ہے رحم فرماتا ہے اور مغفرت وغیرہ کرتا ہے یہہ بیان کرکے ابن عباس رض نے فرمایا کہ ہرگز یہہ خیال نکرنا کہ قرآن مین اختلاف ہے سارا قرآن اللہ تعالی کے پاس سے اترا ہے ممکن نہین کہ اوس مین اختلاف ہو انتہی -

الحاصل جس طریقہ کی تعلیم ترجمان القرآن ابن عباس رض نے کی اوس سے ظاہر ہے کہ ظاہری طور پر تعارض اگر معلوم ہو تو ایسے طور پر اٹھایا جائے کہ کسی

آیت کی تکذیب ہو اور ہر آیت کے معنی پورے طور پر باقی رہین نہ یہہ کہ کسی
غرض سے تعارض پیدا کرکے کلام الہی کو بدنام کرین پہر اوسکو اٹھانے کے واسطے
ایسے بدنما تاویلین کرین جن سے خواہ مخواہ دوسری آیتون کی تکذیب ہو جائے۔ امام
سیوطی رح نے درمنثور مین لکہا ہے واخرج نصر المقدسی فی الحجۃ عن ابن عمر رض قال
خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن وراء حجرتہ قوم یتجادلون فی القرآن فخرج
محمرۃ وجنتاہ کانما تقطران دما فقال یا قوم لا تجادلوا بالقرآن فانما ضل من کان
قبلکم بجدالہم ان القرآن لم ینزل لیکذب بعضہ بعضا ولکن نزل لیصدق بعضہ بعضا
فما کان من محکمہ فاعملوا وما کان من متشابہہ فامنوا بہ یعنے ابن عمر رض کہتے ہین
کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے پیچہے چند لوگ قرآن کی آیات مین
جہگڑ رہے تہے کہ حضرت برآمد ہوئے غصہ سے چہرہ مبارک اس قدر سرخ تہا
کہ گویا خون ٹپکنے کو ہے اور فرمایا کہ تمہارے پیشتر کی اقوام اسی وجہ سے گمراہ
ہوے کہ کتاب الہی مین جہگڑنے لگے قرآن اس واسطے نہین نازل ہوا کہ ایک
آیت سے دوسری آیت کی تکذیب ہو بلکہ اس واسطے نازل ہوا کہ ایک آیت
دوسری آیت کی تصدیق کرے سو جو محکم ہے اوسپر عمل کرو اور جو متشابہ ہے
اوسکا صرف یقین کرلو۔

مرزا صاحب یقین کو نزدیک نہین آنے دیتے بلکہ جن آیتونکا یقین تہا اون
مین نئے نئے شبہات پیدا کررہے ہین۔ مسلمانون کو ضرور ہے کہ ہمیشہ ان
شبہات سے پناہ مانگتے رہین حق تعالی نے ایسے ہی مواقع کے لئے مسلمانون کو
پہلے ہی تعلیم کردی چنانچہ ارشاد ہے الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ

والناس - اللهم انا نعوذبک من ہذہ الوساوس والشبہات اور بخاری شریف صفحہ ۶۵۲
مین ہے باب منہ آیات محکمات وقال مجاہد الحلال والحرام واخر متشابہات یصدق
بعضہ بعضا لقولہ تعالیٰ وما یضل بہ الا الفاسقین ولقولہ جل ذکرہ ویجعل الرجس علی الذین
لا یعقلون ولقولہ والذین اہتدوا زادہم ہدی یعنے آیات محکمات سے مراد
حلال وحرام ہے واخر متشابہات یعنے دوسری آیتین متشابہ ہین کہ ایک دوسرے
کی تصدیق کرتے ہین - اس سے ظاہر ہے کہ سوائے حلال وحرام کے کل آیات
متشابہ ہین جو ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہین - اور امام سیوطی رح نے در
منثور مین ابن عباس رض کا قول بروایت صحیح نقل کیا ہے قال ابن عباس رض
وان اللہ لم ینزل شیئا الا وقد اصاب بہ الذی اراد ولکن اکثر الناس لا یعلمون
یعنے حق تعالیٰ نے جو کچھہ قرآن مین نازل کیا ہے اوسکی مراد نہایت صحیح اور
واقعی ہے لیکن بہت لوگ نہین جانتے غرض کہ آیات واحادیث سے صاف
ظاہر ہے کہ آیات کلام اللہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہین اور اگر کسی کے سمجھہ مین
نہ آئے اور تعارض ظاہرا معلوم ہو تو وہ اپنے فہم کا قصور ہے کلام الٰہی اوس سے
بری ہے مگر مرزا صاحب کو عیسویت کے دہن مین کچھہ نہین سوجھتا اور خواہ مخواہ
آیات مین تعارض پیدا کرکے معاد جسمانی کے آیتون پر جن سے قرآن بھرا ہوا ہے
حملہ کر رہے ہین اور صاف طور سے اوسکا انکار ہے - مقصود تو یہہ ہے کہ مسیح کا
زمین پر اترنا ہر طرح سے باطل کردین مگر ظاہرا چند آیتین پیش کرتے ہین کہ وہ
متعارض ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۴۹ مین لکھتے ہین مسیح ابن مریم جس کی
روح انہاں کی گئی برطبق آیات کریمہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک فادخلی

فی عبادی وادخلی جنتی بہشت مین داخل ہو چکے پہر کیونکر اس غمکدہ مین آجائین
اور جو شخص بہشت مین داخل کیا جاتا ہے پہر وہ اوس سے کبہی خارج نہین کیا جاتا
جیساکہ اللہ تعالی فرماتا ہے لایمسہم فیہا نصب وماہم منہا بمخرجین - واما الذین
سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیہا مادامت السموات والارض الا ماشاء اللہ عطاءً
غیر مجذوذ - ایسا ہی قرآن شریف کے دوسرے مقامات مین بھی بہشتیون کے
ہمیشہ بہشت مین رہنے کا جابجا ذکر ہے اور سارا قرآن شریف اس سے بہرا
پڑا ہے جیساکہ فرماتا ہے ولہم فیہا ازواج مطہرۃ وہم فیہا خالدون - اولئک اصحٰب
الجنۃ ہم فیہا خالدون وغیرہ وغیرہ - اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ مومن کو فوت ہونیکے بعد
بلاتوقف بہشت مین جگہہ ملتی ہے جیساکہ ان آیات سے ظاہر ہو رہا ہے قیل
ادخلی الجنۃ قال یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین - اور دوسری
آیت یہہ ہے فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی - اور تیسری آیت یہہ ہے ولاتحسبن
الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اتاہم اللہ
من فضلہ - اور احادیث مین تو اسقدر اسکا بیان ہے کہ جس کا باستیفا ذکر کرنا
موجب تطویل ہوگا بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چشم دید ماجرا بیان
فرماتے ہین کہ مجہے دوزخ دکہلایا گیا تو مین نے اوس مین اکثر عورتین دیکہین
اور بہشت دکہلایا گیا تو اکثر اون مین فقرا تہے انتہی -

مطلب - اسکا یہہ ہوا کہ ان تین آیتون سے ثابت ہے کہ مرتے ہی آدمی
جنت مین داخل ہوجاتا ہے اور بہت سے آیتون سے ثابت ہے کہ جو
جنت مین داخل ہوجاتا ہے پہر اوس سے نہین نکلتا جس سے ثابت ہوا

کہ قیامت زمین پر نہوگی اور سب جتنی آیتین معاد جسمانی زمین پر ہونے کی ہین
جن سے قرآن شریف بھرا ہوا ہے اور صدہا حدیثین جن سے ہزارہا کتابین
بھری ہین کوئی اعتبار اور اعتقاد کے قابل نہین —

اب ہر عاقل سمجھہ سکتا ہے کہ صدہا آیتون کے مقابل دو تین آیتین مخالف
معلوم ہون تو وہ مخالفت قصور فہم کی وجہ سے سمجھی جائیگی یا واقعی جس سے
اون تمام آیات کثیرہ کی تکذیب کی ضرورت ہو کیا مرزا صاحب کا صدہا آیتون
پر اس غرض سے حملہ کرنا کہ بے کھٹکا عیسی موعود خود بن جائین عقلا کو یہہ سمجھنے کیلئے
کافی نہین کہ صرف دنیاوی غرض سے وہ قرآن کی تکذیب کر رہے ہین اسلئے
وہ اپنے کسی دعوی مین ہرگز صادق نہین ہو سکتے اور نہ کسی دینی خدمت کے
مستحق ہو سکتے ہین اب اون تین آیتون کے استدلال کا حال بھی دیکھہ لیجے

یا ایتہا النفس المطمئنۃ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ ارواح مرتے ہی بلا توقف
بہشت مین داخل ہو جاتی ہین —

مگر اس سے تو کچھہ بھی نہین معلوم ہوتا نہ اس مین موت کا ذکر ہے نہ مرتے ہی جنت مین
داخل ہونے کی تصریح بلکہ ایہی معلوم ہوا کہ یہہ خطاب قیامت کے دن ہوگا
جو سیاق آیت سے خود ظاہر ہے کیونکہ پوری آیت شریفہ یہہ ہے فیومئذ لا
یعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ
مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اوپر سے قیامت کا ذکر چلا آرہا ہے
کما قال تعالی اذا دکت الارض دکا دکا الآیۃ اس سے ظاہر ہے کہ فیومئذ سے
مراد قیامت ہی ہے اور اوسی روز ارواح کو یہہ خطاب ادخلی فی جنتی ہوگا

چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رح تفسیر عزیزیہ میں لکھتے ہین و دران روز
پرہول یعنے روز قیامت کہ اول ہلہ بر ہمہ را از نیکان و بدان اضطراب وفزع
لاحق گردد مطیعان و نیکان را تسلی بخشند و ندا دررسد کہ ایتھا النفس المطمئنۃ اور
امام سیوطی رح درمنثور مین لکھتے ہین عن ابن عباس رض فی قولہ ارجعی الی ربک
قال ترد الارواح یوم القیمۃ فی الاجساد یعنے ابن عباس رض فرماتے ہین کہ ارواح
کو جو ارجعی الی ربک کا خطاب ہوگا وہ قیامت کے روز ہوگا کہ اپنے اجساد مین
داخل ہوکر محشر مین حاضر ہو جائین —
اور اوسی مین یہہ روایت بھی ہے عن سعید بن جبیر رض ثم یطیر الارواح فیومران
تدخل الاجساد فہو قولہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعنے سعید بن جبیر رض بھی
یہی مطلب اس آیۃ شریفہ کا کہتے ہین کہ قیامت کے روز اجساد مین ارواح
کو داخل ہونیکا حکم ہوگا چنانچہ وہ اڑاڑکر اجساد مین داخل ہو جاوینگے اور یہہ
روایت بھی اس مین ہے عن ابی صالح رض فی قولہ ارجعی الی ربک قال ہذا عند الموت
رجوعہا الی ربہا خروجہا من الدنیا فاذا کان یوم القیمۃ قیل لہا ادخلی فی عبادی
وادخلی جنتی یعنے ابی صالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ارجعی الی ربک کا خطاب
روح کو موت کے وقت ہوتا ہے اوسکا دنیا سے نکلنا رب کی طرف رجوع
ہوتا ہے اور جب قیامت کا روز ہوگا تو ادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کہا
جائیگا اور اوسی درمنثور مین ہے عن زید ابن اسلم رضی اللہ عنہ یا ایتھا النفس المطمئنۃ
الآیۃ قال بشرت بالجنۃ عند الموت وعند البعث ویوم الجمع یعنے زید ابن اسلم رض
یا ایتھا النفس المطمئنۃ کی تفسیر مین کہتے ہین کہ یہہ خوشخبری روح کو موت کے

وقت اور قیامت کے روز دی جاویگی کہ جب دخول جنت کا وقت آجائیگا اوس وقت داخل ہوجاؤ ۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے واما الذین سعدوا ففی الجنۃ یعنے جتنے سعید لوگ ہین جنت مین ہین اس سے یہہ مقصود نہین کہ ہر سعید ازلی نزول آیت کے وقت جنت مین چلا گیا تھا جس سے حقیقی طور پر ظرفیت صادق آئے بلکہ وہ سعداکو بشارت ہے کہ جب جنت مین داخل ہونیکا وقت آجائیگا اوس وقت داخل ہوجائینگے ۔ اور تفسیر نیشاپوری مین ہے کہ عبد اللہ ابن مسعود رض کی قراءت ادخلی فی جسد عبدی ہے یعنے قیامت کے روز نفس مطمئنہ کو حکم ہوگا کہ میرے بندہ کے جسد مین داخل ہوجا ۔ اور امام سیوطی رح نے درمنثور مین لکھا ہے کہ ابن عباس رض فادخلی فی عبدی پڑہتے تھے جسکا مطلب وہی ہے کہ جسد مین داخل ہونیکا حکم ہوگا ۔ آپنے دیکھہ لیا کہ قرآن شریف کی پوری آیت جواہی لکھی گئی اوسکے سیاق سے ظاہر ہے کہ قیامت کے روز ادخلی جنتی کا خطاب ہوگا مگر مرزا صاحب پوری آیت نہین پڑہتے اور صرف ادخلی جنتی سے استدلال کرتے ہین اسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ ایک شخص نے دعوی کیا کہ نماز کے پاس جانے کا حکم نہین اور استدلال مین یہہ آیت پیش کردی کہ حق تعالی فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ کسینے کہا وانتم سکاری بھی تو اسکے ساتھہ مذکور ہے جس سے مطلب ظاہر ہے کہ نشہ کی حالت مین نماز مت پڑہو اوسنے جواب دیا کہ یون تو سارا قرآن پڑا ہوا ہے مگر آخر لا تقربوا الصلوۃ بھی تو کلام الہی ہے ۔ اہل ایمان غور کرین کیا اس قسم کا استدلال کرنے والا مسلمان سمجھا جائیگا یا یہہ سمجھا جائیگا کہ

قرآن پر اوسکو ایمان ہی نہین کیونکہ صراحۃً جو قید مذکور ہے اوسکو اپنی بات بنانے کے لئے اسنے حذف کر دیا۔

اب مرزا صاحب کو بھی دیکھہ لیجئے کہ یہی کام کر رہے ہین یا نہین حق تعالےٰ پوری آیت مین قیامت کا ذکر فرماتا ہے اور مرزا صاحب اپنی بات بنانے کے لئے اوسکو حذف کر کے ایک حصہ سے استدلال کرتے ہین اور موت کے ساتھہ اوسکو خاص کرتے ہین اب کیونکر کہا جائے کہ مرزا صاحب کو قرآن پر ایمان ہے رسالۃ الحق الصریح مین مرزا صاحب کی تحریر جو درج ہے اوس سے ظاہر ہے کہ وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ مین ایک قرارت شاذہ قبل موتہم بھی ہے جو اونکے مفید مدعا ہے اوس قرارت شاذہ پر استدلال کر کے صد ۸۹ مین لکھتے ہین کہ فرض کرو کہ وہ قرارت بقول مولوی صاحب ایک ضعیف حدیث ہے مگر آخر حدیث تو ہے یہہ ثابت نہین ہوا کہ وہ کسی مفتری کا افترا ہے بلکہ وہ احتمال صحت رکھتی ہے انتہیٰ۔

مقصود یہہ کہ قرارت شاذہ بلکہ حدیث ضعیف بھی اعتماد کے قابل ہے اس بنا پر ہم بھی کہتے ہین کہ یہہ دو قراتین ایسے جلیل القدر صحابیون کی ایک ابن عباس رضہ جو ترجمان القرآن ہین اور دوسرے ابن مسعود رضہ جنکی فضیلت صحابہ کے نزدیک مسلم ہے گواہ عادل اس بات پر ہین کہ ادخلی جنتی کا حکم قیامت کے روز ارواح کو اس لئے ہوگا کہ وہ اپنے اپنے اجساد مین داخل ہو جائین۔ موت کے وقت اس حکم سے کوئی تعلق نہین۔ اور قرارۃ متواترہ کی تفسیر جو ابن عباس رضہ وغیرہ نے کی ہے وہ بھی اسیکے مطابق ہے

اور سیاق آیت سے بھی یہی ظاہر ہے کہ قیامت کے روز ارواح کو یہہ حکم ہوگا - اور جتنی آیتین معاد جسمانی کے باب مین وارد ہین سبکا مفاد یہہ ہے کہ حشر زمین پر ہوگا اور کل اولین و آخرین انبیا وغیرہم کا میدان حشر مین موجود رہنا مصرح ہے کما قال تعالی ان الاولین والاخرین لمجموعون الی میقات یوم معلوم و قولہ تعالی و یوم نبعث من کل امۃ شہیدا ثم جئنا بک علی ہولاء شہیدا جن سے ظاہر ہے کہ اوس روز کوئی بہشت مین نرہیگا اتنے دلائل کے بعد یہہ کہنا کہ بہشتیون کے بہشت سے نکلنے پر کوئی حدیث نہین مرزا صاحب ہی کا کام ہے اگر مرزا صاحب کو اتنے دلائل ملتے تو معلوم نہین کہ کیا حشر برپا کرتے - حق تعالی صاف فرماتا ہی یخرجون من الاجداث کانہم جراد منتشر یعنی سب مردے قبرون سے ایسے نکلینگے جیسے ٹڈے ہین پراگندہ اور قیامت کے روز کا نام بھی حق تعالی یوم الخروج رکھا ہے کما قال تعالی یوم یسمعون الصیحۃ بالحق ذلک یوم الخروج انا نحن نحیی و نمیت اور معاد جسمانی پر صدہا حدیثین موجود ہین جنکا تھوڑا سا حال اوپر معلوم ہوا باوجود اسکے مرزا صاحب کہتے ہین کہ ایک حدیث بھی نہین اسپر مرزا صاحب فرماتے ہین کہ جھوٹ شرک کے برابر ہے اس سے عقلا سمجھہ سکتے ہین کہ یہہ قول اونکا دہوکا دینے کی غرض سے ہے یا نہین -

ازالۃ الاوہام صفحہ ۵۳۷ مین عیسی علیہ السلام کے وفات کے باب مین وہ لکھتے ہین کہ اگر ہمارے پاس صرف نصوص قرآن کریم ہوتین تو فقط وہی کافی نہین اب جس حالت مین بعض حدیثین بھی ان نصوص کے مطابق ہون تو پھر گویا

وہ یقین نور علی نور ہے جس سے انحراف ایک قسم کی بے ایمانی ہے انتہی۔
یہہ بات تو انشاء اللہ تعالی آیندہ معلوم ہو جائیگی کہ نصوص قرآنیہ اور احادیث
نبویہ اور اجماع امت عیسی علیہ السلام کے وفات کے باب مین ہمارے
مفید ہین یا مرزا صاحب کے مگر یہان صرف یہہ بتلانا منظور ہے کہ معاد جسمانی
کے باب مین مرزا صاحب صدہا آیات و احادیث سے جو عمداً انحراف
کر رہے ہین انہی سکے اقرار کے مطابق وہ بے ایمانی کر رہے ہین یا نہین
دراصل وہ یہ ہوکا دینا چاہتے ہین کہ ادخل جنتی سے جب مرتے ہی جنت مین
داخل ہونا ثابت ہو جائے تو پہر عدم خروج کے دلائل بہت ہین مگر یاد رہے
کہ جب تک وہ قطعی طور پر یہہ ثابت نکرین کہ مرتے ہی آدمی جنت مین داخل
ہو جاتا ہے پہر اوسکے بعد جب تک اون تمام نصوص قطعیہ کا جواب ندین
جن سے معاد جسمانی اور حشر کا زمین پر ہونا ثابت ہے عدم خروج کی آیتین انکو
مفید نہین ہو سکتین۔ اصل مغالطہ کا منشا یہہ ہے کہ مرنے کے بعد بعضے روحانی
طور پر جنت مین داخل ہو جاتے ہین اسکو انہون نے دخول حقیقی قرار دیا ہے
جسکے بعد خروج ممکن نہین حالانکہ وہ دخول حشر اجساد و احیاے عظام کے بعد
ہوگا جیسا کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اور دخول روحانی وہ مانع خروج نہین
چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا روحانی طور پر جنت کی سیر کی ہے
جسکا حال انشاء اللہ تعالی آیندہ معلوم ہوگا۔ اگر مرزا صاحب یہہ فرق کر دیتے
کہ شہدا و غیرہم کے ارواح جنت مین داخل ہوتی ہین مگر قیامت کے روز
وہ اجساد مین داخل اور نئے سرے سے زندہ ہو کر قبرون سے نکلینگے اوسکے

بعد جب داخل جنت ہوگے تو پھر کبھی نہ نکلینگے) تو کوئی جھگڑا ھی نہتا تمام آیات
واحادیث حشر جسمانی کے مسلم رہتے اور پورے قرآن پر ایمان ھی ہوجاتا
مگر عیسیٰ علیہ السلام کے زمین پر آنے کے خوف سے انہون نے اسکو گوارا نکیا
اور اسکی کچھہ پروا نکی کہ صدہا آیات و احادیث کا انکار لازم آجاتا ہے اور
استدلال مین یہہ چال نکالی کہ ایک احتمالی پہلو جو نصوص قطعیہ کے مخالف ہے
پیش کرکے نہایت دھٹائی سے کہدیا کہ قرآن سے ثابت ہے کہ بہشتی مرتے
ھی بہشت مین داخل ہوجاتا ہے اور پھر نہین نکلتا۔

مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۴۳ مین لکھتے ہین یاد رکہنا چاہیے کہ روحانی
علوم اور روحانی معارف صرف بذریعہ الہامات و مکاشفات ھی ملتے ہین
اور جب تک ہم وہ درجہ روشنی کا نہ پالین تب تک ہماری انسانیت کسی
حقیقی معرفت یا حقیقی کمال سے بہرہ یاب نہین ہوسکتی صرف کوے کیطرح
یا بہیڑی کے مانند ایک نجاست کو ہم حلوا سمجہے رہینگے اور ہم مین ایمانی
فراست نہین آئیگی صرف لومڑی کی طرح داؤ پیچ یاد ہونگے انتہیٰ۔

اب اہل انصاف خود ھی سمجہہ سکتے ہین کہ جس فراست سے قرآن کی صدہا
آیتون اور حدیثون کا ابطال ہو اوسکا نام ایمانی فراست ہوگا یا بسبب
اقرار مرزا صاحب بے ایمانی اور داؤ پیچ کا بھی حال معلوم ہوگیا کہ ایک
آیت کا ایک احتمالی پہلو پیش کرکے صدہا نصوص قطعیہ کو رد کردیا اور پھر
فرماتے ہین کہ حق بھی ہے کہ عدالت کے دن پر ہم ایمان تو لاتے ہین
لیکن اور اِس بات پر یقین رکھتے ہین کہ جو کچھہ اللہ و رسول نے فرمایا ہے

وہ سب کچھ ہوگا لیکن سبحان اللہ کیا ایمان و یقین ہے یہہ ایمان کا طریقہ تو مرزا صاحب نے ایسا نکالا کہ آدمی تمام دنیا کے مذاہب و ادیان کی تصدیق کرسکتا ہے مثلاً نصاریٰ سے کہدے کہ ہم تثلیث کو مانتے تو ہیں لیکن - اور اس لیکن کے تحت مین منافیات تثلیث کو داخل کردے - جتنے مشرکین تھے خدا تعالیٰ کی خالقیت و الوہیت کو یقینی طور پر مانتے تھے کما قال تعالیٰ ولئن سالتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ مگر اوسکے ساتھ ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی کا (لیکن) لگا رہتا تھا - اور منافق تو اس لیکن کو ظاہر بھی نہین کرتے تھے صرف اوسکی کیفیت اونکے دل مین رہتی تھی باوجودیکہ اونکا آمنا کہنا بیکار کردیا گیا اور ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار کے مستحق ٹھہرے اب اوس لیکن کے مطلب پر بھی غور کرلیجئے جب یہہ تصریح مرزا صاحب نے کردی کہ بہشتی مرتے ھی بہشت مین داخل ہوجاتے ہین اور پھر اوس سے نہین نکلتے اسکے بعد اگر بوجھا جائے کہ قرآن مین تو یہہ ہے کہ سب روحین اجساد مین داخل ہوکر قیامت کے روز قبرون سے زمین پر نکلینگے تو یہی جواب ہوگا کہ اسپر ایمان تو ہے لیکن بہشت سے نہین نکلینگے اور اگر کہا جائے کہ قرآن سے ثابت ہے کہ اولین و آخرین اوس روز سب زمین پر ہونگے تو یہی جواب ہوگا کہ اسکا یقین تو ہے لیکن بہشت سے کوئی نہ نکلیگا - اور اگر کہا جائے کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ حشر مین ہر شخص پریشان رہیگا اور انبیا تک نفسی نفسی کہینگے تو جواب یہی ہوگا کہ یہہ صحیح ہے لیکن جنت کے عیش و عشرت سے کوئی نکالا نہین جائیگا غرضکہ جتنی آیات واحادیث اس باب مین وارد ہین سبکی فوراً تصدیق کی جائیگی مگر لفظ لیکن اوسکے ساتھ

لگا رہیگا - اسکے مناسب یہہ حکایت ہے کسی مولوی صاحب نے ایک صاحب سے پوچھا جنکو سیادت کا دعوی تھا کہ آپ کونسے سید ہین حسنی یا حسینی انہون نے کہا مین سید ابراہیمی ہون یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص فرزند ابراہیم علیہ وعلی ابیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد مین ہون مولوی صاحب نے احادیث اور انساب اور تواریخ کی کتابین پیش کین کہ حضرت ابراہیم کا انتقال حالت طفولیت مین ہوگیا ہے سید صاحب نے یہہ سنکر فرمایا وہ سب صحیح ہے لیکن بندہ تو سید ابراہیمی ہے - اب ہر شخص غور کرسکتا ہے کہ باوجود اس لاکن کے یہہ کہنا کہ خدا و رسول نے قیامت کے باب مین جو کچھہ فرمایا وہ سب کچھہ ہوگا اور اوسپر ہمارا یقین اور ایمان ہے کیا یہہ دہوکہ کی ٹٹی نہین ہے اِس سے بڑہکر اور کیا داؤپیچ ہوسکتے ہین جنکو تہوڑی سی بھی فراست ہو اسکو بخوبی معلوم کرسکتے ہین -

اِن مقامات مین جو جو آیات و احادیث وارد ہین مرزا صاحب کو ایک قدم بڑہنے نہین دیتین اور وہی نقشہ ہے جو انہون نے ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۶۴ مین عیسیٰ علیہ السلام کے وفات کے باب مین کہینچا ہے

کہ ہمارے مخالفین قرآن کریم کے سامنے جاتے ہین تو قرآن کریم کہتا ہے

چل دور ہو میرے خزانہ حکمت مین تیرے خیال کے لئے کوی موید بات

نہین پہر وہان سے محروم ہوکر حدیثون کی طرف آتے ہین تو حدیثین کہتی ہین

کہ اے سرکش قوم یک جائی نظر سے ہمین دیکھہ ور مومن بعض اور کافر بعض ہو

تا تجھے معلوم ہو کہ ہم قرآن کے مخالف نہین انتہی -

اسکا تصفیہ تو اپنے مقام پر انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائیگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے وفات
کے باب مین آیات و احادیث اونکو ر دکرتے ہین یا دنکے مخالفین کو مگر
یہان تو ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب قرآن کی جس آیت کے سامنے جاتے
ہین وہ صاف کہتی ہے کہ چل دور ہو تیرے خیالی اور اختراعی باتون سے
مین بری و ربیزار ہون پھر وہان سے محروم ہو کر حدیثون کی طرف آتے ہین
تو اونکا تو ایک لشکر کثیر شمشیر بکف ہے کہ جتنی باتین تیری معارض قرآن
ہین سب واجب القتل ہین مگر مرزا صاحب عیسویت پر عاشق دل دادہ
ہین وہ کب کسیکی مانتے ہین اونکا عشق اس سے ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام
کا قیامت کے روز بھی زمین پر اُترنا ناگوار ہے اگر نصوص قطعیہ کے مطابق
زمین پر حشر ہو اور عیسیٰ علیہ السلام بھی وہان موجود ہون تو یہہ تو نہو گا کہ قتل
دجال وغیرہ کی ضرورت ہوگی جس سے مزاحمت کا اندیشہ ہو۔ پھر جب مرزا صاحب
کا اوس مین کوی ذاتی ضرر متصور نہین تو ناحق آیات و احادیث کثیرہ سے
مخالفت پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی اگرچہ انہون نے یہہ سوچا ہے کہ بطور
ترقی یہہ کہا جائیگا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس عالم مین تو کیا قیامت کے روز بھی
زمین پر نہین اتر سکتے مگر یہہ بات ضرورت سے زیادہ ہے اور اس قابل نہین
کہ اوسکے لحاظ سے اتنی آیات و احادیث سے مخالفت کی جاے۔ دراصل
یہہ بھی اوسی عشق کا ایک شعبہ ہے اور اس قسم کی صدہا باتین ہین جن سے صاف
ظاہر ہے کہ بمصداق حدیث شریف حبک للشی یعمی و یصم عیسویت کے
شوق مین اونکو نہ قرآن کریم کی مخالفت کی پروا ہے نہ حدیث شریف کی جب اونکو

اس درجہ کا عشق ہے تو ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ جو امور اونکے مقصود کے فراحم اور مانع ہون تو اونکو کس نظر سے دیکھتے ہونگے۔ عشاق تو ناصح خیر خواہ کو بھی دشمن سمجھتے ہین چہ جائیکہ موانع اور وہ امور جو مقصود کی طرف جانے سے روک دین اونکا بس چلے تو روکنے والون کو بلا تامل قتل ہی کر ڈالین۔ جیسا محمد ابن تومرث نے کیا تھا جسکا حال اسی کتاب مین معلوم ہوا اب غور کیا جاے کہ مرزا صاحب کی اس عاشقانہ رفتار مین جگہہ جگہہ آیات و احادیث جو مزاحمت کررہی ہین کس قدر اونکے دل آزار اور ناگوار خاطر ہونگی جبھی تو وہ بیباکانہ حملے پر حملے کئے جاتے ہین نہ کسی آیت کو وہ چھوڑتے ہین نہ حدیث کو۔ انا ولا غیری کی نشا مین سرشار ہین اور ہر معرکہ مین بہادر آدمی کے جوہر دکہاتے اور دشمنون کو تہ تیغ کرتے ہوے مقصود کی طرف بڑہے جارہے ہین۔ اس وقت مرزا صاحب کا کوی دشمن سوا آیات و احادیث کے نظر نہین آتا جو دائین بائین طرف سے اون پر حملہ آور ہو اگر اہل اسلام مخالفت کررہے ہین تو وہ کالعدم ہے کیونکہ مرزا صاحب کے مسیح بن جانے سے نہ اونکے کسی منصب پر اثر پڑتا ہے نہ کوئی نقصان ہے۔

اس مشاہدہ سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے جو خواب دیکھا تھا کہ ایک لمبی تلوار جسکی نوک آسمان تک پہنچی ہے اونکے ہاتھہ مین ہے اور دلہنے بائین چلا رہے ہین اور ہزارہا دشمن اوس سے مارے جارہے ہین۔ اوسکی تعبیر یہی ہے کہ ہزارہا آیات و احادیث کا خون کرینگے جسکا وقوع ہوگیا۔ اور غزنوی صاحب نے جو حسن ظن سے تعبیر دی تھی اوسکو مشاہدہ غلط ثابت کررہا ہے

اور یہہ کوی تعجب کی بات نہین خواب کی تعبیر مین اکثر غلطی ہوا کرتی ہے چنانچہ خود مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۱۱ مین لکھتے ہین جو وحی یا کشف خواب کے ذریعہ سے کسی نبی کو ہووے اوسکی تعبیر مین غلطی بھی ہو سکتی ہے انتہی —
جب بقول مرزا صاحب ایسے قابل وثوق خواب مین غلطی ہو جو نبی نے دیکھا ہوا ور بذریعہ وحی ہو تو دوسرے خواب اور دنکے اور اونکی تعبیر کس حساب وشمار مین - یہہ بات بھی لایق توجہ ہے کہ جو تعبیر ہم نے بیان کی ہے اوس ایک بہت بڑا قرینہ یہہ ہے کہ مرزا صاحب کی تلوار کی نوک آسمان تک پہونچی جس سے اشارہ ہے کہ آسمانی کتاب اور آسمانی نبوت کے مکاشفات اور اخبار پر اوسی تلوار سے حملہ ہوگا واللہ اعلم بالصواب جب اوس رویا کی تعبیر بحسب منشا اور قرینہ تو یہ یہہ ثابت ہوی تو مرزا صاحب کا یہہ قول جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۱۵ مین لکھا ہے کہ حدیثون مین یہہ بات لکھی گئی ہے کہ مسیح موعود اُس وقت دنیا مین آئیگا کہ جب علم قرآن زمین پر سے اٹھہ جائیگا یہہ وہی زمانہ ہے جسکی طرف اشارہ ہے لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من فارس یہہ وہی زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا انتہی —
یعنی اس وقت علم قرآن کو خود نے ثریا سے لایا ہے رویائے مذکورہ کے خلاف ہے اس لئے کہ تلوار کی نوک آسمان اور ثریا تک پہنچنے کا مطلب تو یہی ہے کہ اگر قرآن ثریا پر بھی جائے تو اوس تلوار سے اوسکا کام وہین تمام کر دیا جائیگا کیونکہ تلوار کی نوک سے تلوار ہی کا کام لیا جاتا ہے —

جب الہامات وغیرہ سے ظاہر ہوگیا کہ قرآن وحدیث کو وہ نہ تیغ کررہے ہین
اور یہہ وصول قرار دیا ہے کہ تفسیر وحدیث و آثار صحابہ وغیرہ کوی قابل اعتبار
نہین اور اوسپر قرآن کے معارف دانی کا دعوی ہے تو جو معارف مرزا صاحب
ایجاد کرتے ہین وہ ضرور ایسے ہونگے کہ نہ کسی مسلمان نے اونکو سنا ہوگا
نہ اونکے آباد اجداد نے سو ایسے معارف سننے والے بھی ایسے ہی ہونا چاہئے
کہ جن کو دین بطور وراثت باپ دادا سے پہونچا نہو کیونکہ جہان دین نیا ہو تو
دیندار بھی نئے ھی ہونگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے معارف بیان
کرنے والون کی نسبت صاف فرمادیا ہے کہ اونکو جہوٹے اور دجال سمجھو چنانچہ
امام سیوطی رح درمنثور مین لکھتے ہین کہ امام احمد رح وغیرہ نے روایت کی ہے

عن ابی ہریرہ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون فی امتی دجالون
کذابون یاتونکم ببدع من الحدیث بمالم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاہم لایفتنونکم

یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت مین بہت سے دجال جہوٹے
ہونگے جو مسلمانون کے روبرو ایسی نئی نئی باتین پیش کرینگے کہ نہ انہون نے
سنین نہ اونکے باپ دادا نے ایسے لوگون سے بچتے رہو کہین وہ فتنہ مین
نہ ڈالدین انتہی۔

مرزا صاحب کی کارروائیان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہردو پیش نظر ہین اہل ایمان تہوڑی توجہ کرین تو قیاس سے صحیح نتیجہ نکال
سکتے ہین کہ وہ کیسے شخص ہین۔ کیا اب بہی مسلمانون کو مرزا صاحب کے
معاملہ مین کوی شک کا موقع اور عذر باقی ہے۔ اب حدیث کو دیکھئے کہ امام

سیوطی رح نے اوسکو روایت کی ہے جن کی جلالت شان یہہ ہے کہ مرزا صاحب خود
ازالۃ الاوہام صـ ۱۵۱ مین لکھتے ہین کہ امام شعرانی صاحب نے ان لوگون کے نام
ہین سے لئے ہین جن مین سے ایک امام محدث جلال الدین سیوطی بھی ہین اور فرماتے
کہ مین نے ایک ورق جلال الدین سیوطی کا دستخطی اوسکے صحبتی شیخ عبد القادر
شاذلی کے پاس پایا جو کسی شخص کے نام خط تھا جس نے اُن سے بادشاہ
وقت کے پاس سفارش کی درخواست کی تھی سو امام صاحب نے اسکے جواب
مین لکھا تھا کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تصحیح احادیث
کے لئے جنکو محدثین ضعیف کہتے ہین حاضر ہوا کرتا ہون چنانچہ اس وقت
تک پچھتر دفعہ حالت بیداری مین حاضر خدمت ہو چکا ہون اگر مجھے یہہ خوف
نہوتا کہ مین بادشاہ وقت کے پاس جانے کے سبب سے اس حضوری سے
رک جاونگا تو قلعہ مین جاتا اور تمہاری سفارش کرتا۔ چونکہ مرزا صاحب
نے بلا جرح و اعتراض بطیب خاطر اس واقعہ کو نقل کیا ہے اسلئے سعی الوسع
امام سیوطی رح کی کتابون سے احادیث نقل کیا کرتے ہین تاکہ مرزا صاحب
کو اونکے مان لینے مین تامل نہو - اور جس کتاب سے حدیث مذکورۂ بالا کو
امام سیوطی رح نے نقل کیا ہے وہ امام احمد رح کی مسند ہے جنکی شاگردی
پر اکابر محدثین کو ناز ہے اور خود مرزا صاحب ضرورۃ الامام صـ ۲ مین حدیث
من مات بغیر امام مات میتۃ جاہلیۃ کو انہین کی اوسی مسند سے نقل کرکے
لکھتے ہین کہ یہہ حدیث ایک متقی کے دل کو امام الوقت کے طالب بنانے
کے لئے کافی ہو سکتی ہے کیونکہ جاہلیت کی موت ایک ایسی جامعہ شقاوت ہے

جس سے کوی بدی اور بدبختی باہر نہین سو بموجب اس نبوی وصیت کے فرو ری ہوا کہ ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش مین لگا رہے انتہی۔
اسکے بعد اپنے امام الوقت ہونیکی تقریر کرکے یہہ نتیجہ نکالا کہ جو اپنے کو امام نہ مانے وہ اوس شقاوت مین گرفتار ہوگا جس سے کوی بدی اور بدبختی باہر نہین نہ فسق نہ کفر یعنے فاسق وکافر ہوگا۔ اب دیکھئے کہ مسند موصوف کو بقول مرزا صاحب کس درجہ قوت ہے کہ اوسکی حدیث پر عمل نکرنے والا فاسق بلکہ کافر ہو جاتا ہے پہر اوسی کتاب کی وہ حدیث واجب العمل کیون نہو جس سے نئی غیر معروف باتین بنانے والے دجال وکذاب ثابت ہوتے ہین من مات بغیر امام کی حدیث مین چونکہ مرزا صاحب کا نام نہین ہے اسلئے اوس سے خاص مرزا صاحب کا امام زمان ہونا ثابت نہین ہو سکتا بخلاف اسکے جو شخص ایسی نئی باتین بیان کرے جو مسلمانون نے اور اونکے آبا واجداد نے نہین سنی اوسکو دجال وکذاب وفتنہ پرداز سمجہنا بحسب اقرار مرزا صاحب صراحۃً اس حدیث سے لازم اور واجب ہے خدا کرے مرزا صاحب ایسی نئی باتین بنانا چہوڑ دین اور مسلمانون کے معتمد علیہ بن جائین۔
یہان یہہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ حدیث شریف تو صراحۃً باواز بلند کہہ رہی ہے کہ نئی باتین بنانے والا دجال وکذاب ہے اور مرزا صاحب کی تقریر سے مستفاد ہے کہ نصوص کیسی ہی صراحت سے وارد ہون مگر مرزا صاحب کے قول کے مقابلہ مین وہ سب ترک کردی جائین چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۰۴ مین فرماتے ہین صرف الہام کے ذریعہ ایک مسلمان کسیکے معنی آپ پر

کھولتا ہے کہ ابن مریم سے اس جگہہ درحقیقت ابن مریم مراد نہین ہے تب بھی بمقابل اوسکے آپ لوگون کو یہہ دعوی نہین پہونچتا کہ ابن مریم سے مراد درحقیقت ابن مریم ھی ہے کیونکہ مکاشفات مین استعارات غالب ہوتے ہین اور حقیقت سے پھیرنے کے لئے الہام الہی قرینہ قویہ کا کام دے سکتا ہے اور آپ حسن ظن کے مامور ہین انتہی —

دیکھہ لیجئے ابتدائے اسلام سے آج تک کسی نے کہانہ سنا کہ عیسی علیہ السلام مرکر زمین مین دفن ہوگئے اور اونکا ہم نام یا مثیل پیدا ہوکر پادریون کا جواب دیگا اور پادری لوگ ھی دجال ہین - اسیطرح قیامت کا جنت مین ہونا وغیرہ امور جو مرزا صاحب سنارھے ہین ایسے ہین کہ کسی مسلمان نے نہین سنے اور آیات واحادیث مین کہلے الفاظون مین موجود ہے کہ قیامت زمین پر ہوگی اور عیسی ابن مریم علیہ السلام قبل قیامت زمین پر آئینگے ایسے موقع مین یا مرزا صاحب پر حسن ظن کیا جائے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کیجائے کہ جو شخص نئی باتین بنائے وہ دجال وکذاب سمجھا جاسے ہمارے کہنے کی یہان کوئی ضرورت نہین ہر شخص اپنے معتقد علیہ کی بات کو خود مان لیگا وما علینا الا البلاغ —

اگر مرزا صاحب کے مخترعات پر حسن ظن ضرور ہے تو ابو منصور کسف مذکور کے الہامات کیون قابل حسن ظن نہون آخر اوسکا بھی دعوی الہام ھی سے تہا کہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر الخ کے معنی یہہ نہین جو ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتے ہین بلکہ وہ بزرگون کے نام تھے جنکی حرمت وتعظیم کی ضرورت ھی

اس وجہ سے مردار اور خون اور گوشت خنزیر وغیرہ کی حرمت ثابت نہین
علی ہذا القیاس جتنے مدعیان الہام گذرے ہین سب کا بھی دعوی تھا کہ ہمارے
الہام حجت ہین اور اسی قسم کی دلائل انہون نے بھی قایم کئے ہونگے کہ کلام خدا
ورسول کو پہیرنے کے لئے الہام الہی قرینہ قویہ کا کام دے سکتا ہے اور آپ
حسن ظن کے مامور ہین - انہی وجوہات سے ہزارون اونکے بھی پیرو ہو گئے
تھے مگر درحقیقت وہ جھوٹے تھے جنکے کذاب ودجال ہونے کے قائل غالباً
مرزا صاحب بھی ہونگے - اب ان صدہا تجربون کے بعد بھی اگر مرزا صاحب کے
الہامون پر حسن ظن کیا جائے تو یہہ مقولہ صادق آجائیگا من جرب المجرب
حلت بہ الندامة مگر یہہ ندامت قیامت کے روز خدا ورسول کے روبرو کچھہ
مفید نہ ہوگی -

غرض کہ مرزا صاحب نے جو کہا تھا کہ آدمی مرتے ہی جنت مین چلا جاتا ہے
اور استدلال مین یہہ آیت پیش کی تھی ادخلی جنتی سو اوسکا حال معلوم ہو گیا
کہ اس آیت کو اوس سے کوی تعلق نہین بلکہ سیاق آیت سے ظاہر ہے - کہ
قیامت کے روز یہہ ارشاد ہوگا جس پر دوسری آیات بھی ناطق ہین اور
اگر موت کے وقت کہا بھی جاتا ہو تو بطور بشارت ہے کہ وقت پر داخل ہوجائے
اور اس آیہ شریفہ سے بھی استدلال کرتے ہین قولہ تعالی قیل ادخل الجنة
قال یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین یہہ ایک شخص
واقعہ ہے جسکو حق تعالی نے وجاء رجل من اقصی المدینة یسعی الی قولہ تعالی
قیل ادخل الجنة مین ذکر فرمایا ہے ماحصل اسکا یہہ ہے کہ عیسی علیہ السلام نے

اہل انطاکیہ کی طرف اپنے حوارین سے تین شخصون کو بھیجا تھا کہ اونکو توحید کی
دعوت کرین انہون نے اون سب کو مارڈالا اس اثنا مین ایک بزرگ جنکا
نام حبیب تھا وہ بھی آئے اور اوس قوم کو نصیحت کرکے اپنا ایمان ظاہر کیا
اونہون نے اونکو بھی شہید کرڈالا حق تعالی اوس بزرگ کا حال بیان فرماتا ہی
قیل ادخل الجنۃ قال یالیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین یعنے۔
اوس شخص سے کہا گیا کہ جنت مین داخل ہو اوسنے کہا کاش میری قوم جانتی
کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور عزت دی۔ اس واقعہ پر مرزا صاحب
استدلال کرتے ہین کہ مرتے ہی جنتی جنت مین داخل ہوجاتا ہے حالانکہ اس
مین صرف اسقدر ہے کہ اوس شخص سے کہا گیا تھا کہ جنت مین داخل
ہوجا یہہ تونہین کہا گیا ابھی داخل ہوجا اگر فی الحقیقت اونکے داخل ہوجانیکا
حال بیان کرنا مقصود ہوتا تو ادخلناہ فی الجنۃ ارشاد ہوتا یعنے ہم نے اوسکو
جنت مین داخل کردیا کیونکہ یہان اوس بزرگ کی جان بازی کے معاوضہ مین
اپنے کمال فضل کا حال بیان کرنا مقصود ہے فن بلاغت مین بلاغت کے
معنی یہہ لکھتے ہین کہ کلام مقتضائے حال کے مطابق ہو کما قال فی التلخیص البلاغۃ
البلاغۃ فی الکلام مطابقتہ لمقتضی الحال مع فصاحتہ اب دیکھئے کہ اگر وہ بزرگ داخل
جنت ہوگئے ہوتے تو مقتضائے حال لفظ ادخلناہ تھا نہ قیل ادخل الجنۃ
اور جب قیل ادخل ارشاد ہے۔ تو اوس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف بشارت
مقصود تھی ورنہ کلام مطابق مقتضائے حال نہوگا حالانکہ کلام الہی مین یہہ بات
محال ہے۔ اگر کہا جائے کہ حق تعالی کا فرمانا ہی دخول جنت کے لئے کافی ہے

تو ہم کہینگے کہ لفظ قیل ادخل سے دو احتمال پیدا ہوتے ہین ایک فورا داخل ہوجانا دوسرا وقت معین پر یعنے قیامت کے روز داخل ہونیکی بشارت اس صورت مین وہ احتمال لینا جو مخالف قرآن ہے ہرگز جایز نہین پہر ایسا احتمالی پہلو اختیار کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی صاف ارشاد ہوجاتا کہ ہم نے اوسکو جنت مین داخل کردیا جس سے کوی احتمال ہی باقی نہ رہتا اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو وہ دخول روحانی تھا جو عارضی طور پر ہوا کرتا ہے غرض کہ اس آیت سے یہہ ثابت نہین ہوسکتا کہ مرتے ہی ہر شخص جنت مین داخل ہوجاتا ہے اور پہر اوس سے نہین نکلتا۔

اور یہہ آیہ شریفہ بھی استدلال مین پیش کرتے ہین ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یعنے شہیدون کو مردے مت سمجہو وہ اللہ کے پاس زندہ ہین انتہی۔

اسمین تو جنت کا نام بھی نہین رہا اللہ کے پاس زندہ رہنا سو اوسمین جنت کی کیا خصوصیت دیکہہ لیجئے فرشتے زندہ ہین اور جنت مین نہین ہین اور اگر کہا جائے کہ فرشتے آسمانون مین ہین اور جنتین بھی وہین ہین جس سے یہہ لازم آتا ہے کہ کل آسمانی فرشتے جنت مین ہین تو پہر یہہ کہنا کہ جنت مین داخل شدہ خارج نہین ہوسکتا صحیح نہین اسلئے کہ فرشتے زمین پر برابر اترتے رہتے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے تنزل الملئکۃ والروح اس صورت مین ممکن ہے کہ عیسی علیہ السلام بھی اون فرشتون کے ساتہہ اترا ہین۔ غرض کہ زندگی کے واسطے جنت کی ضرورت نہین اگر قبر ہی مین خاص طور پر زندہ رہین تو کیا

عندربهم جب بھی صادق آیگا اور قرب کے لئے نہ آسمانون کی ضرورت ہے نہ جنت کی حق تعالی فرماتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید وقولہ تعالی فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حینئذ تنظرون ونحن اقرب الیہ منکم ولاکن لاتبصرون یعنے جب روح حلق کو پھونچ جاتی ہے اور تم دیکھتے رہتے ہو اور ہم تم سے زیادہ تر نزدیک اوسکے رہتے ہین لیکن تم نہین دیکھتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ عند کا مضمون ہر وقت صادق ہے۔

اسمین کلام نہین کہ شہدا کو خاص طور پر تقرب ہے مگر اس سے یہہ ثابت نہین ہو سکتا کہ ہمیشہ کے لئے وہ جنت مین داخل ہو جاتے ہین کیونکہ اس قسم کا داخل ہونا بعد حشر کے ہوگا جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے وسیق الذین اتقوا ربہم الی الجنۃ زمرا حتی اذا جاوہا وفتحت ابوابہا وقال لہم خزنتہا سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین ترجمہ جو لوگ متقی ہین اونکے گروہ گروہ جنت کی طرف جائینگے جب وہ لوگ وہان پھونچینگے اور دروازے کھولے جائینگے تو دربان کہینگے سلام ہے تمپر خوش رہو اور داخل ہو اور ہمیشہ اوسمین رہو۔ اگر کہا جائے کہ اس آیت مین تو قیامت کا ذکر نہین ہے تو ہم کہینگے کہ اوسمین موت کا بھی ذکر نہین ہے ظاہر آیت سے صرف اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ متقی لوگ جنت مین داخل ہونگے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمادی ہے کہ قیامت کے روز وہ داخل جنت ہونگے چنانچہ امام سیوطی رح نے درمنثور مین لکھا ہے اخرج النسائی والحاکم وابن حبان عن ابی ہریرہ وابی سعید رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من عبد یصلی الصلوات الخمس ویصوم رمضان ویخرج الزکوۃ ویجتنب الکبا

السبع الا فتحت له ابواب الجنة الثمانية يوم القيمة یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص پانچ وقت کی نماز پڑہے اور رمضان کے روزے رکہے اور زکواۃ دے اور ساتون گناہ کبیرہ سے بچے تو قیامت کے روز اسکے لئے جنت کے دروازہ کہولے جائینگے انتہی۔
اب غور کیا جائے کہ اگر وہ لوگ جنت مین داخل شدہ تجویز کئے جائین تو قرآن وحدیث کے مطابق پہر دوبارہ اونکو اوس روز داخل جنت ہونا پڑیگا اور وہ کس قدر خلاف عقل ہے کیونکہ عقلا جانتے ہین کہ تحصیل حاصل محال ہے۔
الحاصل آیہ شریفہ سے ہرگز یہہ ثابت نہین ہو سکتا کہ شہدا قیامت سے پہلے جنت مین داخل ہوجاتے ہین البتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہدا کی ارواح جنت مین داخل ہو جاتی ہین۔
چونکہ مرزا صاحب کی عادت ہے کہ جو احادیث اونکے مقصود کے مضر ہوتی ہین اونکو نظر انداز کردیا کرتے ہین چنانچہ حشر اجساد کے باب مین جتنی حدیثین وارد ہین سب کو نظر انداز کردیا اور ایک کا بھی جواب ندیا اسیطرح ہم کو بھی اس مقام مین احادیث سے تعرض کرنیکی ضرورت نتہی مگر اپنے ہم مشربون کے خیال سے اون احادیث کا بھی مطلب بیان کردیتے ہین جو اس باب مین وارد ہین۔ یہہ بات یاد رکہنا چاہیئے کہ دخول جنت روحانی طور پر بھی ہوا کرتا ہے جیسا کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے منجملہ اونکے ایک یہہ ہے جو بخاری ومسلم اور مسند امام احمد رح مین ہے عن انس رض وجابر رض قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخلت الجنة فاذا انا بقصر من ذہب فقلت لمن ہذا القصر قالوا الشاب من قریش فظننت انی انا ہو فقلت ومن ہو قالوا عمر ابن الخطاب رض فلولا علمت من غیرتک لدخلته ہم ق ات کذا فی کنز العمال یعنے فرمایا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ سے کہ مین جنت مین داخل ہوا دیکھا کہ ایک محل سونے کا بنا ہوا ہے مین نے پوچھا یہہ کس کا محل ہے لوگون نے کہا ایک جوان قریشی کا ہے مین نے خیال کیا کہ شاید وہ میرا ہوگا مگر پہر پوچھا کہ وہ کون شخص ہے کہا عمر ابن الخطاب رض اگر تمہاری غیرت کا خیال نہوتا تو مین اوس محل مین چلا جاتا انتہی۔

اور ایک حدیث یہہ بھی ہے جو بخاری مین مذکور ہے عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا اسیر فی الجنۃ اذا انا بنہر حافتاہ قباب الدر المجوف قلت ما ہذا یا جبرئیل قال ہذا الکوثر الذی اعطاک ربک فاذا طینہ مسک اذفر رواہ البخاری۔ کذا فی المشکوۃ یعنے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار مین جنت مین سیر کر رہا تھا ایک نہر پر جا نکلا جسکے کنارے مجوف موتی کے قبہ تھے مین نے جبرئیل سے پوچھا یہہ کیا ہے کہا یہہ وہی کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو دیا ہے دیکھا تو اوسکا کیچڑ مشک اذفر ہے انتہی۔

اگرچہ ان حدیثون مین خواب کی تصریح نہین ممکن ہے کہ شب معراج حالت بیداری مین تشریف لے گئے ہون مگر علی سبیل التنزل دخول روحانی مین تو کلام ھی نہین جس سے یہہ ثابت ہے کہ دخول روحانی مانع خروج نہین ہو سکتا اسیطرح شہدا بھی روحانی طور پر جنت مین داخل ہوا کرتے ہین چنانچہ اس روایت سے ظاہر ہے جس کو امام سیوطی رح نے در منثور مین مسند امام احمد ابن حنبل اور ابو داؤد اور مستدرک حاکم وغیرہ سے نقل کیا ہے اخرج احمد وابو داؤد والحاکم وغیرہم عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اصیب اخوانکم باحد جعل اللہ ارواحہم فی اجواف طیر خضر ترد انہار الجنۃ وتاکل ثمارہا وتاوی الی قنادیل من ذہب معلقۃ فی

ظل العرش الحدیث یعنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بہائی جب
احد مین شہید ہوئے تو اللہ تعالی نے اونکی روحون کو سبز سبز پرندون مین رکہا وہ
جنت کی نہرون پر جاتے ہین اور میوے کہاتے ہین اور سونے کی قنادیل مین
رہتے ہین جو عرش کے سایہ مین لٹکی ہوی ہین انتہی ۔
شہدا کا روحانی اور عارضی طور پر جنت مین جانا اس سے بخوبی ثابت ہے کہ اونکی
روحین پرندون مین رکہی گئین اور مقام اونکا قنادیل قرار دیا گیا نہ حور و غلمان سے
اونکو تعلق ہے نہ تخت و تاج سے کام نہ لباس و زیور سے آرایش نہ اونکے لئے
فرش و فروش حالانکہ یہہ امور جنتیون کے لئے لازم ہین جس کا حال ابہی معلوم ہوا
صرف پرندون کی طرح کہا پی لیتے ہین اور خاص قسم کا تقرب بہی حاصل ہے مگر وہ
خصوصیات جو وقت پر ہونے والی ہین کہان جس دخول کے بعد ہمیشہ رہنا ہوگا
وہ دخول جسمانی ہے جسکی نسبت اس آیہ شریفہ مین اشارہ ہے کما خلقنا کم اول خلق
نعیدہ یعنے جس طرح ہم نے پہلے تمہین پیدا کئے اسی خلق پہر دوبارہ پیدا کرینگے اور
ظاہر ہے کہ دخول روحانی مین یہہ بات نہین ہے اور بخاری شریف صف ۶۹۳ مین یہہ
روایت ہے عن ابن عباس رض قال خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم محشورون
الی اللہ عز وجل عراۃ غرلا کما بدانا اول خلق نعیدہ وعداً علینا انا کنا فاعلین یعنے خطبہ مین
فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگون کا حشر خدائے عز وجل کی طرف
ہوگا برہنہ اور بے ختنہ یعنے ابتدای پیدائش کے مطابق چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے
جیسے ہم نے تمہین پہلے مرتبہ پیدا کیا تہا اوسیطرح پہر اعادہ کرینگے یعنے پہلی
حالت پر دوبارا پیدا کرینگے یہہ وعدہ ہم پر لازم ہے جسکو ہم پورا کرنے والے ہین انتہی

اسی اعادہ کے بعد فادخلوہا خالدین کہا جائیگا جس کا حال ابھی معلوم ہوا اور اس سے
یہہ بھی معلوم ہوا کہ شہدا جب ہمیشہ رہنے کے واسطے جنت مین دوبارہ داخل ہونگے
تو پرندون کی شکل پر نرہینگے بلکہ بمصداق ولقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم شکل
انسانی مین ہونگے جو احسن صور ہے -
یہان یہہ بات بھی یاد رہے کہ ہر دخول جسمانی بھی مانع خروج نہین چنانچہ معراج شریف
کا واقعہ اسلامی دنیا مین مثل آفتاب روشن اور اعلان کر رہا ہے کہ ہمارے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم بیداری مین جسم اطہر کے ساتھہ جنتون مین تشریف
لے گئے تھے اور واپس تشریف لانے کو کوی چیز مانع نہو سکی - اگر کوی منصف
مزاج دیدۂ عقل کو سرمہ بصیرت بخش شریعت غرا سے منور کرکے دیکھے تو معلوم ہو
کہ یہہ دونون گہر یعنے دار الدنیا اور دار الجنان ایک ھی خالق کے مخلوق ہین
جسکو جب تک جہان چاہئے رکہے اور جسکو چاہے ایک گہر سے دوسرے گہر مین
لے جائے مختار ہے اور عادت اللہ بھی جاری ہو چکی ہے کہ بحسب ضرورت
مردے زندہ ہو چکے ہین جسپر کئی آیات بینات متفق اللفظ والمعنی گواہی دے
رہے ہین جس کا حال انشاء اللہ تعالی معلوم ہوگا اور یہہ بھی ثابت ہے کہ شہدا کی
ارواح اس عالم مین آیا کرتی ہین چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرشتون کے ساتھہ
اڑتے ہوئے دیکھا کما ذکر السیوطی رح فی کنز العمال عن علی رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفت جعفرا فی رفقة من الملئکة یبشرون اہل بیشہ
بالمطر (عد) وعن البراء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ قد جعل لجعفر جناحین مضرجین بالدم یطیر بہما مع الملئکۃ (قط فی الافراد کت)
اسکے بعد یہہ بات ہر صاحب فہم کے سمجہہ مین آسکتی ہے کہ اگر بقول مرزا صاحب
عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تہوڑی دیر کے لئے تسلیم کر بھی لی جائے تو بحسب
وعدۂ خدا و رسول انکا زندہ ہوکر اپنی خدمت بجا لانیکے واسطے چند روز کے لئے
آجانا کونسی بڑی بات ہے اگر مرزا صاحب اپنی عیسویت کے خیال کو علحدہ رکہکر
خدائے تعالیٰ کی قدرت اور ایفائے عہد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مخبر صادق
ہونے پر غور فرمادین تو معلوم ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر آنا کسی حالت مین
مستبعد اور خلاف عقل نہین۔
غرض کہ یہہ بات بدلائل ثابت ہو چکی کہ دخول جنت دو قسم پر ہے ایک روحانی
اور قبل حشر اجساد دوسری جسمانی اور بعد حشر بہلا مانع خروج نہین مگر مرزا صاحب
نے اسکے خلاف مین دوسرے اقسام کا اختراع کیا ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ
جنت اور دوزخ تین درجون پر منقسم ہے پہلا درجہ قبر کا دوسرا درجہ حشر اجساد کے
بعد اور جنت عظمیٰ یا جہنم کبریٰ مین داخل ہونے سے پہلے حاصل ہوتا ہے اور بوجہ
تعلق جسد کامل قوی مین ایک اعلیٰ درجہ کی تیزی پیدا ہوتی ہے۔ تیسرا درجہ
یوم الحساب کے بعد انتہی۔
اس تقریر مین مرزا صاحب حشر اجساد کا نام جو لے رہے ہین اوس مین بڑی
دور اندیشی سے کام لیا جا رہا ہے کیونکہ اگر اوسکا نام بھی نہ لین تو لوگ بالکل
کافر نہاد بنگے مگر اس زمانہ مین ایسی احتیاط کی ضرورت نہین ایسے بزرگوار
لوگ جو کچہہ فرما دیتے ہین وہ بات چل ہی جاتی ہے اور کسی قسم کے شبہہ تک

نوبت بھی نہین آتی آخر اس حدیث شریف کا صادق ہونا بھی ضرور ہے عن انس رض

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اشراط الساعۃ ان یرفع العلم ویظہر الجہل (حم ق وہ) یعنے بخاری مسلم اور مسند امام احمد رح اور ابن ماجہ مین روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کی علامتون سے ایک یہہ ہے کہ علم اٹھہ جائیگا اور جہل ظاہر ہوگا انتہی۔

اگرچہ علم کے اٹھہ جانے کے کئی معنی ہو سکتے ہین مگر مشاہدہ جو ہو رہا ہے اوسکے لحاظ سے یہہ معنی بھی صادق آتے ہین کہ جب قرآن کے اصلی معنی لوگون کے خیال سے جاتے رہین تو جو حقیقی اور واقعی علم ہے وہ بے شک اٹھہ جائیگا مثلاً قیامت کا علم وہی ہے جو آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ مردے زندہ ہوکر قبرون سے زمین پر آجائینگے پھر جب یہہ علم جاتا رہے اور اوسکی جگہہ یہہ ذہن نشین ہو کہ مردے اندر ہی اندر سوراخ کی راہ سے جنت مین گھس جائینگے جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہین تو علم کے اٹھنے مین اور جہل مرکب کے ظاہر ہونے مین کیا شک ہے۔ ہر چند یہہ پر آشوب و فتن زمانہ ایسا ہی ہے مگر ایمان والون کو بفضلہ تعالی کچھہ خطر نہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تکرہوا الفتنۃ فی آخر الزمان فانہا تبیر المنافقین رواہ ابو نعیم کذا فی کنز العمال یعنے آخر زمانہ والون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم لوگ کسی فتنہ کو مکروہ نہ سمجھو وہ صرف منافقون کو تباہ کریگا انتہی۔

یعنے جہل مرکب کے گڑہون مین گر کے تباہ اور ہلاک ہونگے غرض کہ ہم لوگونکو

چاہئے کہ جو کچھہ حق تعالی نے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر طور پر
فرما دیا ہے اوسی پر مضبوط ایمان رکھین اور جان سے زیادہ تر عزیز سمجھین
پھر کسی فتنہ گر کے فتنہ سے کچھہ خوف نہین —
مرزا صاحب کا مذہب ابھی معلوم ہوا کہ آدمی مرتے ھی جنت مین داخل ہوجاتا ہے
پھر تخت رب العالمین بھی اتر آئے تو وہ حصار جنت سے حساب وکتاب کے
واسطے باہر نہ نکلیگا اس صورت مین جو تحریر فرماتے ہین کہ حشر اجساد کے بعد
اور جنت عظمی مین داخل ہونے کے پہلے تعلق اجساد کا متوسط درجہ قرار دیا
گیا ہے تو یھہ ترقی معکوس سمجھہ مین نہین آتی البتہ پہلا درجہ جو قبر کو قرار دیا ہے
اوسکو مجازا جنت تسلیم کر سکتے ہین کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے النار یعرضون علیہا
غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا ال فرعون اشد العذاب یعنے دکھاتے ہین
اونکو صبح وشام دوزخ کی آگ اور قیامت کے روز کہا جائیگا کہ فرعون کے
لوگون کو داخل کرو سخت عذاب مین اور بخاری شریف مین ہے عن عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات احدکم فانہ یعرض علیہ
مقعدہ بالغداۃ والعشی فان کان من اہل الجنۃ فمن اہل الجنۃ وان کان من اہل النار فمن
اہل النار یعنے جب کوی مرجاتا ہے تو خواہ وہ جنتی ہو یا دوزخی اوسکا مقام صبح
وشام اوسکو دکھایا جاتا ہے " یھہ آیت وحدیث اس بات پر دلیل قطعی ہے
کہ ہر شخص اپنی ھی قبر مین رہتا ہے اور وہین اپنا مقام دیکھا کیا کرتا ہے
جس سے ظاہر ہے کہ قبر جنت کا کوی درجہ نہین بلکہ اوس سے خارج ہے ہان
اگر اس لحاظ سے کہ جنت وہان سے نظر آتی ہے اوسکو جنت کہین تو مجازا

ممکن ہے مگر پچاس ہزار برس کا قیامت کا دن جس مین انبیا بھی نفسی نفسی پکارینگے اوسکو
جنت کا ایک درجہ وہ بھی متوسط قرار دینا سخت حیرت انگیز ہے نہ قرآن اوسکی تصدیق
کرتا ہے نہ حدیث بلکہ دونون اعلان کے ساتھ اوسکی تکذیب کر رہے ہین جیسا کہ ابھی معلوم
ہوا۔ اس آیہ شریفہ سے وہ تقریر اور بھی مستند ہوگئی جس مین بیان کیا گیا تھا کہ دخول
جنت و دوزخ قیامت پر منحصر ہے اور مرزا صاحب کی اوس تقریر کی بھی حقیقت کھل گئی
جو ازالۃ الاوہام صفحہ ٣٦٠ مین لکھتے ہین کہ ایک شخص ایمان اور عمل کی ادنی حالت مین فوت
ہوتا ہے تو تھوڑی سی سوراخ بہشت کی طرف اوسکے لئے نکالی جاتی ہے پھر لوگون کی
دعاؤن وغیرہ سے وہ سوراخ بڑھکر ایک وسیع دروازہ ہوجاتا ہے جس سے وہ بہشت
مین چلا جاتا ہے اس سے ثابت ہے کہ بہشت مین داخل ہونے کے لئے ایسے زبردست
اسباب موجود ہین کہ قریباً تمام مومنین یوم الحساب سے پہلے اوس مین پورے طور
پر داخل ہوجائینگے اور یوم الحساب اونکو بہشت سے خارج نکریگا انتہی ملخصاً۔
یہہ امر پوشیدہ نہین کہ روح ایسی لطیف چیز ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے سوراخ سے
بھی وہ نکل جاتی ہے چنانچہ رحم کا منہ باوجودیکہ نہایت سختی سے بند ہوجاتا ہے
جس کی تصریح طب جدیدہ مین کی گئی ہے مگر روح اوس سے بھی نکل کر جنین مین داخل
ہوہی جاتی ہے۔ پھر اوس سوراخ سے نکل جانا جو قبر سے بہشت کی طرف اوسکے واسطے
نکالا جاتا ہے کیا مشکل اوسکے نکلنے کے لئے نہ بڑے دروازہ کی ضرورت ہے نہ
اس قدر مہلت درکار ہے کہ سوم دہم چہلم سہ ماہی برسی وغیرہ مین جو دعائین اور
کار خیر ہوتے ہین بتدریج اوس سوراخ کو بڑا کر وسیع کردین جس سے وہ نکل کر جنت
مین داخل ہوسکے کیونکہ بقول مرزا صاحب روح تو مرتے ہی جنت مین داخل ہوجاتی ہے

چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۶۴ مین فرماتے ہین ہر ایک مومن جو فوت ہوتا ہے اوسکی روح خدا تعالی کی طرف اٹھائی جاتی ہے اور بہشت مین داخل کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ الایۃ بظاہر مرزا صاحب کے ان دونون کلامون مین تعارض سا معلوم ہوتا ہے کہ روح مرتے ہی جنت مین داخل ہو جاتی ہے۔ اور لوگون کی دعا وغیرہ سے سوراخ کشادہ ہونے کے بعد ایماندار جنت مین چلا جاتا ہے مگر اسکے جواب کی طرف انہون نے اشارہ کردیا کہ روح تو مرتے ہی جنت مین پہونچ جاتی ہے اور ہمیشہ رہنے کے لئے جنت مین داخل ہونا جو احیاء جسم پر موقوف ہے جیسا کہ قولہ تعالی قال من یحیی العظام وہی رمیم قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ سے ثابت ہے سو اوسکے لئے مہلت درکار ہے جس مین دروازہ اتنا وسیع ہو کہ لاش اوس سے نکل جائے چنانچہ مرتے ہی داخل ہونیکے باب مین تصریح کرتے ہین کہ روح داخل ہوتی ہے اور مہلت اور وسعت باب کے بارے مین لکھتے ہین کہ وہ شخص ایماندار داخل ہوتا ہے اس تقریر سے تعارض تو دفع ہوگیا لیکن اسپر ایک نیا شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ شخص جنت مین داخل ہونے کو جاتا ہے اور جنت آسمان پر ہے جیسے مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۲۶۴ مین تحریر فرماتے ہین کہ عیسی علیہ السلام فوت ہونے کے بعد اونکی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی اور ہر مومن کی بھی اٹھائی جاتی ہے اور بہشت مین داخل کی جاتی ہے انتہی۔

اور نیز جنتون کا آسمانون پر ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو ضرور تھا کہ مردے آسمانون پر جاتے ہوئے دکھائی دیتے کیونکہ یہہ دخول اس وجہ سے جسمانی ہے کہ روح تو مرتے ہی جنت مین داخل ہو جاتی ہے اور اس دخول کے لئے دعاؤن

وغیرہ کا انتظار رہتا ہے جس سے سوراخ اس قابل ہو کہ لاش ادس سے نکل جائے اس صورت مین ضرور تھا کہ مردے قبرون سے نکلتے ہوئے نظر آتے شاید اسکا یہہ جواب دیا جائیگا کہ وہ اس طرف سے نہین جاتے بلکہ زمین کے اندر ھی اندر سوراخ کرکے دوسری طرف سے نکل جاتے ہین تو اوسکے ماننے مین بھی تامل ہے کیونکہ ایسا سوراخ جس سے مردہ جا سکے کسی قبر مین دیکھا نہین گیا اگرچہ یہہ ممکن ہے کہ مردہ نکلنے ھی وہ سرنگ پاٹ دی جاتی ہو لیکن اسکے ماننے کے بعد بھی ایک اور دشواری درپیش ہے کہ جغرافیہ سے ثابت ہے کہ اگر ہندوستان کی زمین مین سوراخ آرپار کردیا جائے تو وہ امریکہ کے کسی حصہ مین نکلیگا پھر اگر ہندوستان کے مردے اس سوراخ کی راہ سے ادس طرف زمین پر نکل کر آسمان کی طرف جائین تو امریکہ والون کی شکایت گورنمنٹ مین ضرور پیش ہوتی کہ ہندوستان کے صدہا بلکہ ہزارہا مردے ہر روز چلے آتے ہین کوئی کفن پہنا ہوا ہے کوئی برہنہ ہیبتناک کسی کے گھر مین نکلتے ہین کسی کی زراعت وغیرہ مین غرض علاوہ خوف و دہشت کے مالی نقصان بھی ہوتا ہے حالانکہ اب تک کوئی اس قسم کی شکایت کسی اخبار مین دیکھی نہین گئی یہہ ہم اپنی طرف سے نہین کہتے مرزا صاحب ھی کی تحقیق سے استفادہ کیا گیا ہے۔ انہون نے ازالۃ الاوہام ص۴۷۳ مین لکھا ہے کہ عیسی علیہ السلام اپنے وطن گلیل مین مرگئے اور رسالۃ الہدی مین لکھتے ہین کہ اونکی قبر کشمیر مین ہے اور اوسکو اپنے کشف اور گواہون سے ثابت کیا ہے اگر سوراخ کی راہ سے مردے دوسری طرف سے نہ نکلتے تو عیسی علیہ السلام گلیل مین بیت المقدس کے پاس مرکر کشمیر مین کیون آتے اہل اسلام بخوبی جانتے ہین کہ ہمارے دین مین بلکہ کل ادیان سماویہ مین قیامت کا

مسئلہ کیسا مہتم بالشان ہے جس مین صدہا آیات واحادیث وارد ہین جن سے ظاہر ہے
کہ جس طرح توحید ورسالت پر ایمان ضروری ہے قیامت کے وقوع پر بھی ضروری ہے
اور کسی مسلمان کو ابتدا سے آج تک اوسمین خلاف نہین مگر مرزا صاحب نے صرف اتنی
بات بتلانے کیلئے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس عالم مین تو کیا قیامت مین بھی زمین پر
نہین اسکتے ایسے مشہور و معروف اور ضروری مسئلہ کا انکار بھی کر دیا پھر جن مسائل
مین چند آیات واحادیث وارد ہون اونکے اصل معنی سے انکار کر دینا کونسی بڑی
بات ہے۔ اگر مرزا صاحب کو ذرا بھی خوف خدا اور قیامت کے دن کا خیال ہوتا تو
قرآن وحدیث کے معنی اپنے دل سے تراش کر لکھنے پر اونکے ہاتھہ یاری ندیتے کیونکہ
حق تعالیٰ فرماتا ہے فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ہذا من عند اللہ
لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لہم مما کتبت ایدیہم وویل لہم مما یکسبون۔ ادنی تامل سے یہہ
بات معلوم ہوسکتی ہے کہ جو بات ہذا من عند اللہ کہتے ہین وہ وہی بات کسی آیت کا
مضمون خلاف مقصود الٰہی بیان کرتے ہین ہے۔ دیکھہ لیجے کہ اگر کوئی کہے کہ
حق تعالیٰ فرماتا ہے احل اللہ لکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر سو جس طرح یہہ شخص ملحد
اور بے دین سمجھا جائیگا اسیطرح وہ شخص بھی سمجھا جائیگا جو آیہ شریفہ حرمت علیکم المیتۃ
والدم ولحم الخنزیر سے مراد یہہ بیان کرے کہ میتہ اور دم اور لحم خنزیر عرب مین معزز
لوگ تھے اونکی تعظیم وحرمت کرنے کا اسمین حکم ہے مردار وغیرہ کی حرمت سے اسکو کوئی تعلق نہین
مرزا صاحب کی غرض جس آیت سے متعلق ہوتی ہے اوسکے معنی مین اس قسم کی
تحریف کرنے سے ذرا بھی خوف نہین کرتے مثلاً قولہ تعالیٰ احیی الموتی باذن اللہ
کے معنی یہہ بتلاتے ہین کہ مسمریزم کی وجہ سے قریب الموت شخص کو حرکت ہوجاتی تھی

اور عزیر علیہ السلام کے قصہ مین حق تعالی فرماتا ہے فاماتہ اللہ ماتہ عام مرزا صاحب اوسکا مطلب بتاتے ہین کہ سو برس تک خدا تعالی نے اونکو سلا دیا تھا۔ اسیطرح بیسون آیات و احادیث کے معنی انہون نے بدل ڈالے۔ اسی پر قیاس کیا جائے کہ جب ایک ضعیف اور موہوم غرض کے مقابلہ مین انہون نے قیامت کا انکار کر دیا تو جس سے بہت بڑی بڑی غرضین اونکی متعلق ہونگی اوسکا کیا حال ہوگا۔ اسیوجہ سے احیای اموات کے بارہ مین جو آیات وارد ہین اونکے تحریف معنی مین بہت زور لگایا کیونکہ عیسی علیہ السلام کی وفات تسلیم کرنے کے بعد بھی یہہ احتمال لگا ہوا ہے کہ ممکن ہے کہ خدا تعالی اونکو زندہ کرکے زمین پر بھیجے اسیوجہ سے ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۶۵ مین لکھے ہین اسمین شک نہین کہ اس بات کے ثابت ہونے کے بعد کہ درحقیقت حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی فوت ہوگیا ہے ہر ایک مسلمان کو ماننا پڑیگا کہ فوت شدہ نبی ہرگز دنیا مین دوبارہ آ نہین سکتا کیونکہ قرآن اور حدیث دونون بالاتفاق اس بات پر شاہد ہین کہ جو شخص مرگیا پھر دنیا مین ہرگز نہین آئیگا۔ اور قرآن کریم انہم لا یرجعون کہکر ہمیشہ کے لئے اونکو رخصت کرتا ہے۔

مرزا صاحب کے مبالغہ کی بھی کوئی حد ہے بھلا قرآن و حدیث نے کب گواہی دی تھی کہ مرا ہوا آدمی دنیا مین ہرگز نہین آئیگا۔ اونکو ضرور تھا کہ اوکا وہ اتفاقی گواہی پیش کردیتے۔ باوجودیکہ اونکی عادت ہے کہ ادنی احتمال کا موقع بھی ملتا ہے تو سیاق و سباق کو حذف کرکے کوئی آیت یا حدیث استدلال مین پیش کر دیا کرتے ہین جیسے فنا و خلق جدید وغیرہ مین معلوم ہوا مگر اس دعوی پر انہون نے کوئی دلیل پیش نہین کی اس سے ظاہر ہے کہ کوئی احتمالی دلیل بھی اونکو نہین ملی اب سوائے اسکے کہ جرات سے

کام لین کوی تدبیر نتھی - انہون نے دیکھا کہ جرات سے بھی بہت کام چل جاتے ہین
جیسے پیش گوئیون مین کہدیتے ہین کہ اگر فلان کام نہو تو میرا منہ کالا کیا جائے گلے مین
رسا ڈالا جائے وغیرہ وغیرہ حالانکہ نہ وہ کام ہوتا ہے نہ منہ کالا ہوتا ہے کوئی پھلو نکال
کر عمر بھر بحث کرتے رہتے ہین جیسے اتھم کے رجوع الی الحق وغیرہ مین آپنے دیکھہ لیا -
اسیطرح یہان بھی جرات سے کام لیکر کہدیا کہ قرآن و حدیث بالاتفاق شاہد ہین کہ مرا ہوا
دنیا مین ہرگز آ نہین سکتا حالانکہ قرآن شریف کے متعدد مقامون مین یحیی الموتی
واحیاہم وغیرہ الفاظ صراحۃً مذکور ہین جنکا حال انشاء اللہ تعالی آئندہ معلوم ہوگا -
اب ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ جب خود خدا تعالی احیای اموات کا ذکر قرآن مین
فرمادے اور اوسکے مقابلہ مین کوئی کہے کہ وہ ہو نہین سکتا تو مسلمان اوسکی تکذیب
کریگا یا نعوذ باللہ قرآن شریف پر کسی قسم کا الزام لگائیگا - رہا یہہ کہ مرزا صاحب
اس باب مین تاویلات سے کام لیتے ہین کہ احیا سے مراد مثلاً مسمریزمی حرکت ہے
اور موت سے مراد نیند ہے جیسا کہ عزیر علیہ السلام کے قصہ مین فرماتے ہین کہ
فاماتہ اللہ مائۃ عام سے مراد نوم اور غشی ہے سو یہہ بات دوسری ہے کہ قرآن کو ماننا منظور نہین
اور جو فرماتے ہین کہ قرآن کریم انہم لا یرجعون کہکر اونکو ہمیشہ کے لئے رخصت کر چکا ہے
سو مرزا صاحب نے اس استدلال مین بھی وہی طریقہ اختیار کیا جو یا ایہا الذین
آمنوا لا تقربوا الصلوۃ مین کیا گیا ہے - اسلئے کہ اس آیہ شریفہ سے انہون نے
وہ حصہ حذف کر دیا جو اونکو مضر تھا پوری آیت یہہ ہے فمن یعمل من الصالحات
وہو مومن فلا کفران لسعیہ وانا لہ کاتبون وحرام علی قریۃ اہلکناہا انہم لا یرجعون یعنی
جو شخص نیک کام کرے اور ایمان بھی رکھتا ہو تو اوسکی کوشش اکارت ہونے والی

نہین اور ہم اوسکے نیک اعمال سب لکھتے جاتے ہین اور جن بستیون کو ہم نے ہلاک
کردیا تو ممکن نہین کہ وہ لوگ قیامت کو ہماری حضوری مین لوٹ کر نہ آئین کہ اس
آیت کے کئی معنی ہین اگر پہلی آیت سے اوسکا ربط ہو تو یہہ مطلب ہوگا کہ اعمال صالحہ
ہم کسی کے ضایع نہ کرینگے اونکے اعمال ہم لکھہ رکھتے ہین اگر وہ مر بھی جائین تو ہمارے
پاس اونکا آنا ضرور ہے اوس روز اونکو اون اعمال کا بدلہ دیا جائیگا اور اگر پہلی آیت
سے ربط نہو تو یہہ معنی ہونگے کہ جس بستی کو ہم نے ہلاک کردیا وہ ہمارے قبضہ سے
باہر نہین جاسکتی ممکن نہین کہ وہ لوگ ہماری طرف رجوع نکرین مطلب یہہ کہ اونکی
ہلاکی گنہگاری کا باعث نہین ہمارے پاس وہ ضرور آئینگے اور اونپر حرام ہے کہ
نہ آئین پہر اس روز اونکے اعمال کی سزا دی جائیگی - اب دیکھیے کہ مطلب تو یہہ تھا
کہ خدا کی طرف اونکا رجوع نکرنا حرام اور محال ہے اور مرزا صاحب کہتے ہین کہ وہ
دنیا کی طرف رجوع نہین کرسکتے - اگر لایرجعون سے مراد دنیا کی طرف رجوع نکرنا ہو تو
مطلب یہہ ہوگا کہ دنیا کی طرف اونکا رجوع نکرنا حرام اور محال ہے یعنے ضرور رجوع
کرینگے اس سے تو مرزا صاحب کا مقصود بھی فوت ہوگیا اور بجائے نہ آنے کے
آنا ضروری ٹہیرا اور اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ لایرجعون سے مراد اونکا دنیا مین
نہ آنا ہے تو اوس سے بھی کوئی ہرج نہین اسلیئے کہ یہہ کسنے کہا کہ فوت شدہ دنیا مین
آیا کرتے ہین اون مین یہہ طاقت کہان کہ پہر لوٹ کر آجائین - البتہ یہہ ضرور ہے
کہ خدا جسکو چاہے دوبارہ دنیا مین وہ ضرور آئیگا کیونکہ خدا تعالی کے ارادہ کے خلاف
کوئی چیز ظہور مین نہین آسکتی مرزا صاحب اسکے قائل نہین - ہم کہتے ہین کہ خدا تعالی
کی قدرت کا انکار کوئی مسلمان نہین کرسکتا اوسکے نزدیک قیامت [illegible]

اور قیامت کے پیشتر کسی کو زندہ کرنا ایک سان ہے اور جب حق تعالی نے متعدد
مقام مین قرآن شریف مین خبر دی ہے کہ ہم نے بہتون کو اس عالم مین زندہ کیا
جس کا حال انشاء اللہ تعالی معلوم ہو گا تو ہم اوسکا ہر گز انکار نہین کر سکتے مگر مرزا صاحب
داؤ پیچ کرکے اوسکا انکار کرتے ہین اور احیای موتی کو محال سمجھتے ہین جس سے اونپر
یہہ بات صادق آتی ہے جو ازالہ الاوہام مین خود فرماتے ہین ہم کوے کی طرح یا ہیڈی
کے مانند ایک نجاست کو حلوا سمجھتے رہینگے اور ہم مین ایمانی فراست نہین انکی
صرف لومڑی کی طرح داوپیچ یاد ہونگے ۱۲
غور کرنے سے یہہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ دنیا کا انتظام چونکہ ایک نسق
پر رکہا گیا ہے جو ہمیشہ جاری ہے اسلئے ایک بڑا فرقہ دہریہ اس بات کا
قائل ہو گیا کہ عالم کا کام بطور خود جاری ہے اسکے لئے خالق کی کوی ضرورت
نہین چنانچہ حق تعالی فرماتا ہے وقالوا ماھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیی وما یھلکنا
الا الدہر یعنے کفار کہتے ہین کہ ہماری تو یہی دنیا کی زندگی ہے اور بس ہم یہین
مرتے اور جیتے ہین اور زمانہ ہم کو ایک وقت خاص تک زندہ رکھکر مار دیتا ہے
حق تعالی نے اونکے خیالات فاسدہ کو دفع کرنے کے لئے انبیا کو بھیجا چنانچہ
جب انہون نے معجزے اور خوارق عادات دیکھے اور بچشم خود دیکھ لیا کہ
عادت مستمرہ کے خلاف بھی ایسے کام حکمی طور پر ہوتے ہین جن کو عقل محال
سمجھتی ہے تو اونکو یقین ہو گیا کہ کوی زبردست قدرت والا بھی ہے کہ ایسے
مستحکم عادتی کارخانہ کو درہم وبرہم کرکے محال کو واقع کر دکہاتا ہے اِس
بنا پر بحسب توفیق وہ خالق عالم کے قائل ہو گئے اور نبوت کی بھی تصدیق کی

اور جنکی طبیعتون پر تعصب غالب تھا وہ اس دولت سے محروم رہے۔ الحاصل حق تعالے
نے عادت مستمرہ کے خلاف بھی کام کئے جس سے اوسکی قدرت اور خالقیت پورے
طور پر ذہن نشین ہوگئی اگر خداے تعالی عادت مستمرہ کے خلاف کوئی کام کرکے نہ
دکھاتا تو دہریہ کو قائل کرنے کی کوئی صورت نتھی۔ اسلئے کہ اونکا عقیدہ تھا کہ افلاک
کی حرکات سے طبائع مین امتزاجات پیدا ہوتے ہین جنکے خاص خاص طور پر واقع
ہونے سے حیات اور موت کا وقوع ہوتا ہے اس مین خالق کے فعل کی کوئی ضرورت نہین
اگر احیاے اموات کے جیسے خوارق عادات کا وقوع نہوتا تو صرف باتون سے وہ خدا
کو ماننا اور اپنے آپ کو اوسکی بندگی اور عبودیت مین دیکر عمر بھر کی آزادیون سے دست
بردار ہوجانا کبھی گوارا نکرتے اونکے بعد جو اونکے خلف اور قدم بقدم اونکے پیرو تھے
اس قسم کی جتنی باتین قرآن مین ہین سب کی تصدیق انہون نے کی اور جنکی طبیعتون مین
انحراف آگیا وہ اوسکے ماننے مین حیلے کرنے لگے چنانچہ مرزا صاحب اس موقع مین یہ تعارض
کا حیلہ پیش کرتے ہین کہ اگر مردون کا زندہ ہونا مان لیا جاے تو انہم لا یرجعون کے مخالف
ہوگا۔ ادنی تامل سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ ان آیات مین کوئی تعارض نہین
اسلئے کہ جہان لا یرجعون ارشاد ہے اوس سے آدمی کی بے بسی ثابت کرنا منظور ہے
کہ جب ہم اوسکو مار ڈالتے ہین تو اوس مین یہ قدرت نہین کہ اپنی زائل شدہ حیات کو پھر
حاصل کرسکے بلکہ ہمارے قبضہ قدرت سے وہ نکل نہین سکتا اور جہان یہ ارشاد ہے
کہ ہم نے مردون کو زندہ کیا اوس سے بھی کامل درجہ کی قدرت ہی کا اظہار مقصود ہے
کہ جو تمہاری عقلون مین محال دکھائی دیتا ہے اوسکو ہم نے واقع کر دکھایا۔ اب دیکھئے
کہ دونون آیتون کے مضمون مین کسقدر توافق ہے حاصل مطلب اونکا یہی ہوا کہ ہم

ہر طرح قادر ہین نہ کوئی زندہ ہماری قدرت سے خارج ہو سکتا ہے نہ مردہ زندہ کو جب
ہم مردہ کر دیتے ہین تو وہ زندہ نہین ہو سکتا اور مردہ کو جب زندہ کرتے ہین تو وہ انکار
اور سرتابی نہین کر سکتا ۔

مرزا صاحب جو تعارض پیدا کر رہے ہین اگر اسکا نام تعارض ہو تو اس
قسم کا تعارض بہت سی آیتون مین پیدا ہو جائیگا مثلاً حق تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین کفروا
سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم فہم لا یومنون جسکا مطلب یہ ہے کہ کفار ایمان نہ لائینگے
حالانکہ ہزارہا کفار اس آیت کے نزول کے بعد ایمان لائے اور لاتے جاتے ہین دیکھیے انہم
لا یرجعون مین جو بات ہے وہی انہم لا یومنون مین بھی ہے اگر انہم لا یرجعون سے رجوع اموات
غیر ممکن ثابت ہوتا ہے تو انہم لا یومنون سے بھی کفار کا ایمان لانا غیر ممکن ہو جائیگا مگر جب
ہمین معلوم ہو گیا کہ بمصداق یہدی من یشاء الی صراط مستقیم کے حق تعالیٰ جسکو چاہتا ہے
راہ راست پر لاتا ہے اسیوجہ سے کفار ایمان لاتے ہین تو اسکا بھی ہمین یقین ہو گیا
کہ وہ جس مردہ کو چاہتا ہے زندہ کر سکتا ہے جسکے وقوع پر یحیی الموتی وغیرہ آیات گواہ
صادق ہین ۔

اصل یہ ہے کہ اکثر محاورات قرآنیہ وغیرہ مین عام طور پر کوئی بات کہی جاتی ہے
مگر بلحاظ قراین اوسکی تخصیص پیش نظر رہا کرتی ہے اسکی نظیرین قرآن شریف مین بکثرت
موجود ہین ایک وہی آیت ہے جو ابھی مذکور ہوئی اور ایک آیت یہ ہے والملٰئکۃ
یسبحون بحمد ربہم ویستغفرون لمن فی الارض الا ان اللہ ہو الغفور الرحیم یعنے فرشتے اللہ کی
تسبیح اور حمد کیا کرتے ہین اور زمین مین رہنے والون کے گناہون کی مغفرت اور معافی
مانگا کرتے ہین اگر اسکا مطلب یہ سمجھا جائے کہ تمام اہل زمین کے حتی کہ مشرکین کے لئے

بھی استغفار کیا کرتے ہین تو یہ صحیح نہین۔ اگر وہ ایسا کرتے تو حق تعالی اونکو منع فرما دیتا جیسا
کہ مسلمانون کو منع فرما دیا کما قال تعالی ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو
کانوا اولی قربی یعنے نبی اور مسلمانون کو زیبا نہین کہ مشرکین کی مغفرت کی دعا مانگین اس سے
ظاہر ہے کہ فرشتے صرف مسلمانون کی مغفرت کی دعا کیا کرتے ہین ورنہ صحابہ ضرور عرض
کرتے کہ جب فرشتون کو مشرکین کی مغفرت مانگنے کی اجازت ہے تو ہمین بطریق اولے
اوسکی اجازت ہونی چاہیئے اسلیئے کہ ہم پر تو بہت سے مشرکون کی قرابت کا حق بھی ہے
حالانکہ یہ درخواست کبھی پیش نہوئی اس سے ثابت ہی کہ صحابہ نے من فی الارض سے
مراد عام اہل زمین نہین سمجھا بلکہ بقرینہ آیہ شریفہ وما کان للنبی والذین آمنوا اوسکی تخصیص
مسلمانون ہی کے ساتھ کی۔ اسیطرح انہم لا یرجعون سے مراد کل مردے نہین بلکہ جن
مردون کا زندہ ہونا دوسری آیتون سے ثابت ہی وہ اس سے مستثنی ہین جیسے
من فی الارض سے مشرکین مستثنی ہین۔

اسیطرح یہ آیہ شریفہ ہے یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی
فضلتکم علی العالمین یعنے اے بنی اسرائیل میری اوس نعمت کو یاد کرو جو تم کو دی تھی اور یہ کہ
فضیلت دی تھی تم کو تمام عالمون پر۔ یہ بات ظاہر ہے کہ تمام عالمون مین تمام انبیا اور تمام
ملائکہ بھی داخل ہین پھر کیا ممکن ہے کہ بنی اسرائیل کو ان تمامون پر فضیلت دیگئی تھی ہرگز
نہین۔ غرض کہ جس طرح دوسری آیتون سے ملائکہ وغیرہ عالمین سے مستثنی ہین اسی
طرح دوسری آیتون سے زندہ شدہ مردے لا یرجعون کے حکم مین داخل ہو نہین سکتے

اسیطرح یہ آیہ شریفہ ہے قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل
جبل منھن جزءا۔ ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ پرندون کو ٹکڑے کرکے پہاڑون پر رکھدو

جسکی نسبت آیۃ شریفہ مین علیٰ کل جبل مذکور ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ کل جبل مین تمام روے زمین
کے پہاڑ شامل ہین مگر بقرینہ عقل کل جبل سے مراد چند مخصوص پہاڑ تھے اسیطرح بقرینہ
عقل لایرجعون سے مراد وہی مردے ہین جنکا زندہ ہونا مشیئت الٰہی مین نہین اسلئے کہ جب
خداے تعالیٰ نے چند مردون کے زندہ کرنے کا حال بیان فرمایا اور عقل بھی اس قدرت الٰہی
کو جائز رکھتی ہے تو عقل گواہی دیتی ہے کہ جس طرح خداے تعالیٰ نے خبر دی ہے بیشک وہ
مردے زندہ ہوے تھے اسلئے لایرجعون کے حکم سے وہ خارج ہین۔

اسیطرح یہ آیۃ شریفہ ہے وبدأ خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء
مہین یعنے انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا پھر مٹی کی نچوڑ سے یعنی منی سے جو ایک
حقیر پانی ہے اوسکی نسل چلائی اسیطرح خلقناکم من تراب ثم من نطفۃ جس سے ظاہر ہے
کہ کل انسان نطفہ سے پیدا ہوے حالانکہ اس سے عیسیٰ علیہ السلام مستثنیٰ ہین جسپر آیۃ
آیۃ شریفہ دال ہے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون یعنے مثال
عیسیٰ علیہ السلام کی آدم علیہ السلام کی سی ہے کہ اونکو مٹی سے بنایا پھر کن سے پیدا ہو گئے
جس طرح اس آیہ شریفہ کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام آیہ خلق الانسان من سلالۃ کے حکم مین
داخل نہین اور نطفہ سے اونکی تخلیق نہین سمجھی جاتی اسیطرح وہ مردے جو زندہ کئے گئے
لایرجعون کے حکم مین شریک نہین اور حق تعالیٰ فرماتا ہے لاتحسبن الذین یفرحون بما آتوا
ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلاتحسبنہم بمفازۃ من العذاب ولہم عذاب الیم یعنی جو لوگ
خوش ہوتے ہین اپنے کئے پر اور چاہتے ہین کہ تعریف ہو بن کئے پر سو نہ جانو کہ وہ عذاب سے
خلاصی پاوینگے بلکہ اونکو عذاب دردناک ہوگا۔ بخاری شریف مین ہے کہ مروان نے
ابن عباسؓ سے پچھوایا کہ اگر یہی بات ہو تو ہم سب معذب ہونگے اسلئے کہ یہ صفت ہم سب

مین موجود ہے ابن عباسؓ نے فرمایا و مالکم ولہذہ انما دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود فسالہم عن شئی

فکتموہ ایاہ و اخبروہ بغیرہ فاروہ ان قد استحمدوا الیہ بما اخبروہ عنہ فیما سالہم وفرحوا بما اوتوا من کتمانہم

الحدیث رواہ البخاری یعنے ہم لوگون کو اس سے کیا تعلق اس سے مراد وہ یہود ہین جن سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ پوچھا تہا انہون نے اصل معاملہ چہپا کر کوئی اور بات بتلادی اور اسی پر خوش ہوکر اپنی تعریف چاہی اس سے ظاہر ہے کہ الذین عام ہے مگر مراد اوس سے چند مخصوص لوگ تہے

الحاصل اسکے نظایر بکثرت ہین کہ دوسری آیتون وغیرہ سے حکم عام کی تخصیص ہوا کرتی ہے یہان تک کہ یہ مشہور ہے وان من عام الاخص منہ البعض اب اہل انصاف غور فرماوین کہ جب انہم لایرجعون کا حکم اون زندہ شدہ مردون پر شامل ہی نہین تو تعارض کیسا اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب زبردستی تعارض پیدا کرکے اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہین اور اگر ظاہری تعارض کے لحاظ سے تاویل کی ضرورت ہے تو صرف لایرجعون مین تاویل کیون نہین کیجاتی جو کسی طرح بے موقع نہین بلکہ بحسب محاورات قرآنیہ شائع و ذائع ہے جبکا حال معلوم ہوا کہ خود خدا تعالی کو یہ تاویل منظور رہے۔ پہر ایسی تاویل کو چہوڑ کر بدنما تاویلین کرنا جنکے سننے سے مسلمانون کے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالی کا کلام بگاڑا جاتا ہے کس قدر ایمان سے دور ہے۔

اس تقریر سے اون استدلالون کا جواب بہی ہوگیا جو مرزا صاحب کی جانب سے پیش ہوتے ہین کہ حق تعالے فرماتا ہے وکم اہلکنا قبلہم من القرون انہم الیہم لایرجعون وقولہ تعالی ولا یستطیعون توصیۃ ولاالی اہلہم یرجعون کیونکہ زندہ شدہ مردے خود بخود رجوع نہین کرسکتے بلکہ حق تعالی اونکو زندہ کیا اور اگر مطلق رجوع مراد لیجائے تو دوسری آیتون کی شہادت سے وہ لایرجعون مین داخل ہی نہین اور جس طرح فہم لایومنون سے یہ ثابت نہین ہوسکتا کہ کوئی

کافر ایمان لایا ہی نہین اسیطرح لا یرجعون سے بھی یہ ثابت نہین ہو سکتا کہ کوئی مردہ زندہ ہوا ہی نہین

اور اس آیۃ شریفہ سے جو استدلال کیا جاتا ہے انکم یوم القیمۃ تبعثون کہ اس وعدہ مین کبھی تخلف نہو گا۔ معلوم نہین یہ کس بنا پر ہے یہ تو کسی نے نہین کہا کہ قیامت مین مردے نہ اٹھینگے البتہ مرزا صاحب اسکے قائل ہین کیونکہ وہ فرماتے ہین کہ مردے سوراخ کی راہ سے جنت مین گھس جاتے ہین اور پھر نہین نکل سکتے جس سے ظاہر ہے کہ بعث ونشر کی ضرورت ہی نہین ۔

شاید ان حضرات نے ہمارا مذہب یہ سمجھا ہے کہ زندہ شدہ مردون کو کبھی موت نہین جس سے یہ لازم آئے کہ اونکے بعث کی ضرورت نہین درصل ہمارا مذہب یہ نہین بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ جن مردون کو حق تعالے نے زندہ کیا اوس سے صرف قدرت نمائی مقصود تھی پھر جب تک چاہا اونکو زندہ رکھا اور مثل دوسرون کے وہ بھی مرگئے اور قیامت مین سب کے ساتھ اون کا بھی حشر ہوگا اور یوم القیمۃ تبعثون کے حکم مین شریک ہو جائینگے ۔

اس استدلال مین لطف خاص یہ ہے کہ انکم یوم القیمۃ تبعثون مین مخاطبون کی تخصیص ہے اور اوس سے استدلال یہ ہو رہا ہے کہ گزشتہ بعض افراد قبل قیامت زندہ نہین کیے گئے۔ گو خداے تعالی نے اونکی زندگی کی خبر دی ہے ۔

اور اس حدیث شریف سے بھی استدلال کرتے ہین کہ بعد شہادت جابر رضی اللہ عنہ نے حق تعالی سے درخواست کی کہ پھر دنیا مین رجوع کرنے کی اجازت ہو تاکہ دوبارہ درجۂ شہادت حاصل کرین اسپر ارشاد ہوا انی قضیت انہم لا یرجعون اور ایک روایت مین ہے قد سبق القول منی انہم لا یرجعون یعنے مین پہلے فیصلہ کر چکا ہون کہ وہ لوگ نہ لوٹینگے ۔

اسکا جواب یہ ہے کہ بیشک حق تعالی نے یہی قاعدہ اس عالم مین مقرر فرمایا ہے

کہ کوئی مرا ہوا زندہ نہین ہوتا اور یہی عادۃ اللہ و سنۃ اللہ ہے جسکی نسبت ارشاد ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا مگر یہان یہ دیکھنا چاہئیے کہ کسی مصلحت سے عادت کو کبھی بدل دینا ممکن ہے یا نہین ۔ ہم دیکھتے ہین کہ حق تعالی نے قران شریف مین بہت سے واقعات بیان کئے ہین جن سے ثابت ہے کہ اکثر عادتون کے خلاف بھی کیا ہے مثلا تمام روے زمین پر وقت واحد مین ایسا طوفان ہو جانا کہ کل پہاڑ تک غرق ہو جائین بالکل خلاف عادت ہی اور نوح علیہ السلام کے وقت ایسا ہی ہوا کہ طوفان سے کل آدمی اور حیوان مر گئے عادۃ آگ ہر چیز کو جلا دیتی ہے مگر ابراہیم علیہ السلام پر سرد ہو گئی لاٹھی سانپ بن جانا اور اوسکے مارنے سے دریا پہٹ کر اوس مین راستے ہو جانا اور ایک مارسے پتھر مین بارہ چشمے جاری ہو جانا خلاف عادت ہے مگر موسی علیہ السلام سے وہ سب وقوع مین آئے مچھلی کے پیٹ مین آدمی کا زندہ رہنا خلاف عادت ہے مگر یونس علیہ السلام اوس مین ایسے رہے جیسے کوئی گھر مین رہتا ہے بغیر مرد کے عورت کو اولاد ہونا محال سمجھا جاتا ہے حالانکہ عیسی علیہ السلام کی پیدایش ایسی ہی ہوئی ۔

چاند کا شق ہونا خلاف عقل و خلاف عادت ہی باوجود اسکے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو واقع کر دکھایا جسکے مرزا صاحب بھی قائل ہین ان کے سوا صدہا خوارق عادات قران و حدیث سے ثابت ہین جن سے ظاہر ہے کہ خدا تعالی کسی خاص مصلحت سے عادت کے خلاف بھی کرتا ہے اور یہ بھی ضرور نہین کہ ہر کسی کی درخواست پر عادت بدل دیا کرے ۔

چونکہ جابر رضی اللہ عنہ کی درخواست مین کوئی عمومی مصلحت نتھی بلکہ تلذذ کی وجہ سے اونکا ذاتی شوق تہا کہ زندہ ہو کر پہر راہ خدا مین شہید ہون اگر یہ درخواست منظور ہو جاتی

توہر شہید یہی تمنا کرتا اور خلاف عادت اللہ عادت ہوجاتی جس سے اعلی درجہ کا خارق عادت
عادتی امور مین داخل ہوجاتیکا سخت اندیشہ تہا اور اوس سے بڑا مقصود فوت ہوجاتا
کہ اعلی درجہ کا خارق مد عادات مین شریک ہو جاتا حالانکہ وہ ممکن نہین کیونکہ حق تعالے
فرماتا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا غرض کہ مصلحت الہی مقتضی نہوئی کہ وہ زندہ کئے جائین اسلئے
صاف جواب مل گیا کہ یہ امر عادت اور قانون فطرت کے خلاف ہی اسلئے یہ درخواست
منظور نہین ہوسکتی اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خدائیتعالے کو خرق عادت پر قدرت
نہین یا کبہی نہین کیا اسکی مثال یون سمجہنا چاہیئے کہ بادشاہ مقتدر اپنے ملک مین کوئی دستور
مقرر کردے توکسی کو یہ حق نہین کہ اوس دستور کے خلاف درخواست کرے مگر اس سے
یہ لازم نہین کہ کیسی ہی خاص مصلحت اور ضرورت ہو بادشاہ خلاف قانون نکرے گا بلکہ
عند الضرورت اپنے شاہی اقتدار سے کسی فقرہ کے خلاف عمل کرنا انسب سمجہا جائیگا اور
کسی کو پوچہنے کا حق نہوگا کہ خلاف قانون کیون کیا گیا ۔

الحاصل جابر رضی اللہ عنہ کی درخواست منظور نہ ہونے سے یہ ثابت نہین ہوسکتا
کہ خدائیتعالی نے بطور خرق عادت کسی مردہ کو زندہ کیا ہی نہین خصوصا ایسی حالت مین
کہ خود اپنے کلام پاک مین خبر دے رہا ہے کہ کئی مردون کو ہم نے زندہ کیا ۔

ایک قادیانی صاحب نے القول العجیب مین لکہا ہے کہ اگر ان چارون مقامون
مین یعنے فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ وغیرہ مین حقیقی احیای موتی مراد ہوتا تو خدائے علیم
اموات کے ترکہ کی تقسیم کے احکام تفصیلا نفرماتا اور عورتون کے شوہر کے مرنے پر عدت
اور خانہ نشینی کی ہدایت نہ دیتا بلکہ نکاح ثانی کا حکم نہ بہیجتا بلکہ یون حکم کرتا کہ خبردار میت کے
مال کی طرف ہاتہ نہ بڑہاو ہم اسکو قریب مین واپس کرنے والے ہین اور عورتون کو تاکید کی

ارشاد ہوتا کہ زنہار غیر سے نکاح نکر لینا عنقریب ہم تمہارے خاوندونکو تمہاری طرف
لوٹلانے والے ہین اور اس قسم کی بہت سے تفریعات ولوازم لکھے جن کا مطلب یہ ہوا
کہ خدائتعالی سنے احیائے اموات کی خبرین جو قرآن شریف مین دی ہین کہ عزیر علیہ السلام
وغیرہ کو ہم سنے زندہ کیا تھا اگر اونکا یقین کرلیا جاے تو یہ کہنا پڑیگا کہ اب نہ کسی کا مال
متروکہ بعد موت تقسیم ہوسکے نہ عورتون کو نکاح ثانی کی اجازت ملے کیونکہ عزیر علیہ السلام
زندہ ہوئے تھے ۔ اگر یہ استدلال صحیح ہوجائے تو بڑی دقتین لاحق ہونگی جن مین سے
ایک یہ ہے کہ موت سے پہلے موت کا سامنا ہوجائیگا اسلئے کہ حق تعالی فرماتا ہے اہلکنا القرون
الاولی یعنے پہلے زمانہ والون کو ہم نے ہلاک کیا اسلئے اب نہ کسی کو کہانا سوجھے نہ پینا نہ نکاح
وغیرہ اسلئے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ پہلے لوگون کو ہم نے ہلاک کردیا اور یہ بھی کہنا پڑیگا کہ آگ
سرد ہے اسلئے کہ ابراہیم علیہ السلام کے حق مین سرد ہوگئی تھی مگر کوئی عقلمند اس قسم کے استدلال
کو جائز نہ رکھیگا اسلئے کہ گزشتہ کا خاص کوئی واقعہ بیان کرنا اسکو مقتضی نہین کہ ہر وقت اوس
قسم کے واقعات ہوا کرین خصوصا ایسے واقعات کہ جنکا خارق عادت ہونا مسلم ہے کوئی مسلمان
اسکا قائل نہین کہ حق تعالی کی عادت ہی کہ ہر مردہ کو زندہ کیا کرتا ہے غرضکہ احیای اموات
کی عادت نہونے کی وجہ سے تقسیم میراث وغیرہ کی اجازت ہے اگرچہ اس مین بھی شک نہین
کہ حق تعالی اپنی قدرت کاملہ سے اب بھی مردون کو زندہ کرسکتا ہے مگر ہمارے [illegible]
پر واقعی آثار مرتب نہین ہوسکتے اسیوجہ سے گو ہر وقت آدمی کو [illegible] کا احتمال لگا ہوا ہے
مگر اس احتمال پر یہ حکم نہین ہوسکتا کہ اوسکا مال ترکہ مین تقسیم کردیا جائے یا اوسکی عورت
عدت مین بیٹھے اور نکاح ثانی کرلے ۔ غرضکہ جب تک آدمی نہ مرے نہ اوسکا مال ترکہ ہوسکتا ہے
نہ اوسکی عورت بیوہ اسیطرح جب تک مردہ زندہ نہ ہو نہ اوسکے مال سے ورثہ محروم ہونگے

نہ اوسکی عورت عدت و نکاح سے ممنوع ۔

مرزا صاحب جو کہتے ہین کہ کوئی مردہ اس عالم مین زندہ نہین ہوسکتا سو علاوہ اسکے کہ قرآن شریف کی کئی آیتین اس دعوے کی تکذیب کر رہی ہین احادیث اور واقعات سے بھی اسکا ردہو رہا ہے چنانچہ ان روایت سے ظاہر ہے ۔ علامہ قسطلانی رح نے مواہب لدنیہ ج ۲ مین اور ملا علی قاری نے شرح شفاے قاضی عیاض رح مین دلائل بیہقی سے نقل کیا ہے ۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا رجلا الی الاسلام فقال لا اومن بک حتی تحیی لی ابنتی فقال النبی صلعم ارنی قبرہا فاراہ ایاہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا فلانۃ فقالت لبیک وسعدیک فقال صلی اللہ علیہ وسلم اتحبین ان ترجعی فقالت لا واللہ یا رسول اللہ انی وجدت اللہ خیرا لی من ابوی ووجدت الاخرۃ خیرا من الدنیا یعنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو دعوت اسلام کی اوس نے کہا کہ جب تک میری لڑکی کو آپ زندہ نکروگے مین ایمان نہ لاؤنگا آپنے فرمایا اوسکی قبر کہان ہے اوس نے قبر دکھلادی حضرت نے اوس لڑکی کا نام لیکر پکارا اوس نے جواب دیا حضرت نے فرمایا کیا تو اس بات کو پسند کرتی ہے کہ پھر دنیا مین لوٹے اوسنے قسم کھاکر کہا کیا رسول اللہ مین یہ نہین چاہتی مین نے خدا کو اپنے ماں باپ سے اور آخرت کو دنیا سے بہتر پایا ۔

روی ابن عدی وابن ابی الدنیا والبیہقی وابو نعیم عن انس رض قال کنا فی الصفۃ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتتہ عجوز عمیا مہاجرۃ معہا ابن لہا قد بلغ فلم یلبث ان اصابہ وباء المدینۃ فمرض ایاما ثم قبض فغمضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وامرہ ای انسا بجہازہ فلما اردنا ان نغسلہ قال یا انس ایت امہ فاعلمہا فاعلمتہا فجاءت حتی جلست عند قدمیہ فاخذت بہما ثم قالت انی اسلمت الیک طوعا وخلعت الاوثان زہدا وہاجرت الیک رغبۃ اللہم لا تشمت عبدۃ الاوثان ولا تحملنی فی ہذہ المصیبۃ مالا طاقۃ لی بحملہ فواللہ ما انقضی کلامہا حتی حرک قدمیہ والقی

الثوب عن وجهه وطعم وطعمنا معه وعاش حتے قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھلکت امہ ذکرہ الزرقانی فی شرح المواہب اللدنیہ یعنے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر تھے کہ ایک نابینا بڑھیا ہجرت کرکے اپنے جوان فرزند کے ساتھ حاضر خدمت ہوئین تہوڑے دن نہین گذرے تھے کہ اوسکا لڑکا وبا سے بیمار ہوا اور چند روز مین انتقال کیا حضرت نے اوسکی آنکھین بند کرکے انس رض کو اوسکی تجہیز وتکفین کا حکم دیا جب ہم نے اوسکے غسل کا ارادہ کیا تو حضرت نے فرمایا کہ اوسکی مان کو خبر کرو چنانچہ سنتے ہی وہ آئین اور اپنے لڑکے کے پیرون کے پاس بیٹھکر اوسکے دونون قدم پکڑین اور کہنے لگین یا اللہ مین خوشی سے اسلام لائی تھی اور رغبت سے بتون کو چہوڑ دیا تھا اور کمال رغبت سے تیری طرف ہجرت کی تھی یا اللہ ایسا مت کر کہ بت پرست دشمن ہنسین اور اس مصیبت مین وہ بار مجہپر مت ڈال جسکے اٹھانیکی مجھ مین طاقت نہین انس رض کہتے ہین کہ ہنوز یہ کلام پورا نہین ہوا تہا کہ اوس لڑکے نے پاؤن ہلائے اور اور کپڑا منہہ سے اٹھا دیا اور ہمارے ساتھ اوس نے کہانا کہایا اور حضرت کے وفات کے بعد تک زندہ رہا اور اس اثنا مین اوسکی مان کا بھی انتقال ہوگیا ۔

درمنثور مین امام سیوطی رح نے لکھا ہے واخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب من عاش بعد الموت عن معاویۃ بن قرۃ قال سالت بنو اسرائیل عیسیٰ فقالوا ان سام بن نوح دفن ہہنا قریبا فادع اللہ ان یبعثہ لنا فھتف فخرج اشمط یعنے بنی اسرائیل نے عیسی السّلام سے درخواست کی کہ سام بن نوح کی قبر یہان سے قریب ہے اونکے زندہ ہونے کی دعا کیجئے آپنے اون کو پکارا اور وہ قبر سے نکل آئے اس حالت مین کہ دو مو یہ سٹھے یہان ایک بات اور بھی معلوم ہوئی کہ ابن ابی الدنیا رح نے ایک کتاب بھی لکھی ہے جس مین اون لوگون کا ذکر ہے جو مرنے کے بعد زندہ ہوئے ۔

اور یہ روایت بھی درمنثور میں ہے واخرج اسحق بن بشر وابن عساکر من طرق عن

ابن عباسؓ قال کانت الیہود یجتمعون الی عیسیٰ - الی ان قال فمر ذات یوم بامرأة قاعدة عند قبر

وہی تبکی فسالہا فقالت ماتت ابنۃ لی ولم یکن لی ولد غیرہا فصلی عیسیٰ رکعتین ثم نادیٰ یا فلانۃ

قومی باذن الرحمن فاخرجی فتحرک القبر ثم نادی الثانیۃ فانصدع القبر ثم نادی الثالثۃ فخرجت

وہی تنفض راسہا من التراب الحدیث یعنے ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ ایک روز عیسیٰ

علیہ السلام کا گذر ایک عورت پر ہوا جو قبر کے پاس روتی بیٹھی تھی آپنے حال دریافت فرمایا

اوس نے کہا کہ میری ایک لڑکی تھی جسکے سوا میری کوئی اولاد نہین وہ مرگئی آپنے دو رکعت

نماز پڑھکر اوسکو پکارا کہ خدا کے حکم سے کھڑی ہوجا اور نکل آ اسکے ساتھہی قبر کو حرکت ہوئی پہر

دوسرے بار پکارا اسپر سے قبر شق ہوئی پہر تیسرے بار کے پکارنے پر وہ لڑکی سر سے مٹی

جھٹکتی ہوئی نکل آئی -

اور یہ روایت بھی درمنثور صـ۳۶ ج۲ مین ہے جسکی تخریج ابن جریر اور ابن عساکر

نے ابن عباسؓ سے کی ہے یہ روایت طولانی ہے ماحصل اسکا یہ ہی کہ ایک شاہزادہ مرگیا

تھا اوسکے باپ نے عیسیٰ علیہ السّلام سے درخواست کی کہ وہ زندہ کیا جاوے آپنے دعا

کی اور وہ زندہ ہوگیا اور یہ روایت بھی درمنثور صـ۳۵ ج۲ مین ہے واخرج احمد فی الزہد عن خالد

الحذاء قال کان عیسیٰ بن مریم اذا سرح رسلہ یحیون الموتی یقول لہم قولوا کذا وکذا فاذا وجدتم

قشعریرة ودمعة فادعوا عند ذلک یعنے عیسیٰ علیہ السّلام جب اپنے رسولوں کو بھیجتے تو

اونکو مردون کے زندہ کرنے کی تدبیر بتلا دیتے کہ یہ کلمات کہا کرو اور جب جسم پر رونگٹے

کھڑے ہوجائین اور اشک بہنے لگین تو اوسوقت دعا کرو -

اور یہ روایت بھی درمنثور صـ۳ ج۲ مین ہے واخرج احمد فی الزہد عن ثابت قال

انطلق عیسی علیہ السلام زورا خالہ فاستقبلہ انسان فقال ان اخاک قد مات فرجع فسمعت بنات

اخیہ برجوعہ عنہن فاتینہن وقلن یا رسول اللہ رجوعک اشد علینا من موت ابینا قال فانطلقن

فارینی قبرہ فانطلقن حتی اریتہ قبرہ قال فصوت بہ فخرج الحدیث یعنی عیسی علیہ السلام اپنے
کسی بھائی کی ملاقات کو گئے ایک شخص نے کہا کہ اونکا انتقال ہوگیا آپنے لوٹنا چاہا آپکے بھتیجین
کو جب یہ کیفیت معلوم ہوئی تو کہنے لگین کہ آپ کا واپس جانا ہمارے باپ کے انتقال سے
زیادہ ہم پر شاق ہے فرمایا آپنے باپ کی قبر دکھلاؤ وہ ساتھ ہوئین اور قبر کی نشاندہی کی آپنے
صاحب قبر کو پکارا چنانچہ وہ قبر سے نکل آئے۔

بہجۃ الاسرار مین صفحہ ۳۶ شیخ نور الدین علی اللخمی نے لکھا ہے کہ شیخ ابو بکر شبکی ایکبار اکیلے
بیٹھے ہوئے تھے دستے زیادہ پرندے وہان اتر آئے شیخ کو اونکی آوازون سے تشویش ہوئی
اور غصے سے اونکی طرف دیکھا فورا سب گرے شیخ کو اونپر رحم آیا اور کہا الہی میرا مقصود یہ نتہا فورا زندہ ہوکر اڑ گئے

اور۔ اسی مین صفحہ ۱۹۵ لکھا ہے کہ ایک روز بطیحہ مین سات شخصون نے بہت سے
پرندون کا شکار کیا مگر سب مردار ہو گئے تھے شیخ عثمان بطایحی نے اون سے کہا اس شکار سے
تمہین کیا فائدہ نہ خود کہا سکتے ہو نہ کسی کو کہلا سکتے ہو اون لوگون نے کہا کیون فرمایا اسلئے کہ وہ
تو سب مردار ہین کسینے بطور استہزا کہا کہ اگر آپسے ہو سکتا ہے تو زندہ کر دیجئے آپنے کہا بسم اللہ
اللہ اکبر اللہم احیہا یا محی العظام وہی رمیم یہ کہتے ہی وہ سب زندہ ہوکر اڑ گئے۔

اور اسی مین صفحہ ۳۴۲ ہے ایکبار شیخ احمد رفاعی رضی اللہ عنہ تشریف رکہتے تھے ایک
شخص نے اکر کہا میری خواہش ہے کہ یہ مرغابیان جو اڑ رہی ہین اون مین سے ایک اور
روٹیان اور ٹھنڈا پانی میرے روبرو ہو آپنے قبول کیا چنانچہ وہ سب چیزین فراہم ہو گیئن
جب وہ کہانیسے فارغ ہوا تو آپنے اوس مرغابی کی ہڈیان لیکر کہا اذہبی بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہتے ہی وہ زندہ ہوکر اڑ گئی۔

اور اوسی صفحہ ۱۹۵ مین ہے کہ ایک عورت نے اپنے لڑکے کو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی خدمت مین دیا آپنے اوسکو مجاہدہ اور سلوک مین مشغول فرمایا ایک روز وہ عورت آئی اور دیکھا کہ حضرت کے روبرو مرغ کا گوشت ہے اور اپنے لڑکے کے روبرو سوکھی جو کی روٹی یہ اوسکو ناگوار ہوا حضرت نے اوس مرغ کی ہڈیون پر ہاتھ رکھکر فرمایا اُٹھ اللہ کے حکم سے وہ فوراً زندہ ہوکر اُٹھہ کھڑا ہوا پہر اوس عورت سے فرمایا جب تیرے لڑکے مین یہ بات پیدا ہوگی اوسوقت وہ مرغ کہا سکتا ہے۔

اور اوسی صفحہ ۱۰۱ مین شیخ علی بن ہیتی رح کے حال مین لکہا ہے کہ کسی گاؤن مین ایک شخص قتل ہوا تہا اور قاتل کا نام معلوم نہونیکی وجہ سے قریب تہا کہ دو گاؤن کے لوگون مین کشت وخون ہو شیخ رح وہان چلے گئے اور مقتول کے سر کے بال پکڑکر پوچہا کہ تجہے کس نے قتل کیا وہ اُٹھہ بیٹھا اور شیخ کی طرف دیکھ کر بآواز بلند فصیح زبان سے کہا کہ فلان شخص نے مجہے قتل کیا چنانچہ سب نے سنا اور اوسی کے قول پر فیصلہ ہوگیا۔

اور اوسی صفحہ (۲۳۰) مین لکہا ہے کہ ایکبار سید احمد رفاعی رح اپنے مریدون کے ساتھ دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے آپنے فرمایا کہ اسوقت مچھلی کا گوشت کہانا جی چاہتا ہے یہ کہتے ہی اقسام کی مچھلیان کنارے پر آگئین اور کثرت سے شکار ہوا اور کڑاہیون مین تلی گئین جب سب کہانے سے فارغ ہوئے اور چند قتلے باقی رہگئے اس طور پر کہ کسی کا سر تو کسی کی دم وغیرہ اوسوقت ایک شخص نے پوچہا کہ حضرت شخص متمکن کی کیا صفت ہے فرمایا کہ تمام خلائق مین اوسکو عام تصرف دیا جائے اوس نے کہا اسکی علامت کیا ہے فرمایا اگر وہ ان مچھلیون سے کہدے کہ چلی جائین تو وہ چلی جاوین پہر اون قتلون کی طرف

خطاب کرکے فرمایا ای مچھلیون اللہ کے حکم سے تم اٹھو اور چلی جاو یہ کہتے ہی وہ سب زندہ ہوگئین
اور دریا مین کود پڑین ۔

یہ روایتین بہجۃ الاسرار مین ہین چونکہ اسکے مصنف شیخ نورالدین علی رح محدثین سے
ہین اسلئے ہر روایت کو بطرز حدیث بسند متصل بیان کیا۔ فتح المبین ص۱۱ فیما یتعلق بتریاق المحبین مین
صاحب بہجۃ الاسرار کے حال مین لکھا ہے قال الامام الذہبی المشہور الذی ہو من اعظم علماء الحدیث
واکابرہم الذی یقال عنہ انہ محک الرجال ومعیارہم العارف باحوال رجال الحدیث والروایۃ فی کتاب
طبقات المقربین فی ترجمۃ مصنف البہجۃ مانصہ علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد
المصری نورالدین شیخ القرا بالدیار المصریۃ ابوالحسن تصدر للاقراء والتدریس بالجامع الازہر وقد
حضرت مجلس اقرائہ واستانست بسمتہ وسکونہ ۔ دیکھیے امام ذہبی جیسے شخص مصنف بہجۃ الاسرار
کو الامام الاوحد یعنے امام یگانہ روزگار کہتے ہین اور اونکی مجلس کی حضوری کو باعث فخر سمجھتے
ہین تو کس درجہ کے معتمد علیہ شخص ہونگے ۔

اور نیز فتح المبین ص۱۱۱ مین محمد بن محمد الجزری صاحب حصن حصین کا قول نقل کیا ہے جسکا ترجمہ
یہ ہے کہ کتاب بہجۃ الاسرار مین نے مصر مین کامل پڑہی اور شیخ عبدالقادر جو اکابر مشائخین مصر
سے تھے اون سے اوسکی اجازت لی" اس سے بہجۃ الاسرار کی جلالت شان معلوم ہوتی ہے
کہ محدثین اوسکو سبقاً سبقاً پڑہا کرتے تھے اور مثل صحاح ستہ کے اوسکی بہی اجازت لیا کرتے
تھے ۔ جب نقاد حدیث نے اس کتاب کے مصنف کو امام اوحد کہدیا اور محدثین کے درس و تدریس
مین وہ کتاب رہی تو اب کسکی مجال ہے کہ اوسکی روایتون مین چون و چرا کرسکے ۔

امام یافعیؒ نے روض الریاحین ص۱۲۳ مین لکھا ہے کہ شعبی رح کا چشم دید واقعہ ہے کہ
ایک جماعت یمن سے جہاد کیلئے آئی اون مین سے ایک شخص کا گدہا مرگیا ہرچند رفقا نے اونکی

سواری کے لئے اپنے گدہے پیش کئے مگر اونہون نے قبول نہ کیا اور وضو کرکے دو رکعت نماز
پڑہی اور دعا کی کہ الہی تیری راہ مین تیری رضامندی کے لئے مین جہاد کے واسطے نکلا ہون
اور گواہی دیتا ہون کہ تو مردون کو زندہ کرتا ہے اور تمام مردون کو تو قبرون سے اوٹہائیگا الہی مین
تجہسے یہ طلب کرتا ہون کہ میرے گدہے کو زندہ کردے یہ کہکر گدہے کو مارا وہ کان جہٹکتا ہوا فورا
کہڑا ہو گیا وہ اوسپر سوار ہوے اور اپنے رفقا سے جاملے ۔

اور اسمین صفحہ ۲۰۹ لکہا ہے کہ ایک روز چند پرندے بریان شیخ مفرج رح کے دسترخوان
پر لائے گئے آپنے اون سے کہا کہ اڑجاؤ وہ سب زندہ ہوکر اڑگئے ۔

فتاوای حدیثیہ مین مذکور ہے کہ علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رح سے سوال کیا گیا کہ کرامت
معجزہ کے درجہ کو پہونچ سکتی ہے یا نہین اور ان دونون مین کیا فرق ہے اونہون نے جواب دیا
کہ اہل سنت وجماعت کے کل فرقے یعنی فقہا اصولیین اور محدثین وغیرہم سب کرامت کے
وجود کے قائل ہین معتزلہ اسکے قائل نہین ۔ پہر اہل سنت کے دلائل احادیث سے بیان کئے
اور لکہا کہ کرامت اور معجزے مین کوئی فرق نہین سوا اسکے کہ معجزہ دعوی نبوت کی تصدیق
کے لئے ہے اور کرامت ولی سے صادر ہوتی ہے جو نبوت کا دعوی کرہی نہین سکتا کیونکہ
یہ دعوے کرتے ہی ولایت کرامت اوسکی سلب ہوجائیگی اور وہ کافر ہو جائیگا اسکے بعد
کئی واقعات احیاے اموات کے بیان کئے جو بطور کرامت اولیاء اللہ سے صادر ہوے
ہین چنانچہ چند واقعات کا ترجمہ بیان کیا جاتا ہے ۔

ایک یہ کہ عبد اللہ تستری جہاد کے لئے جارہے تہے رستہ مین اونکی سواری کا
گہوڑا مرگیا انہون نے دعا کی کہ الہی یہ گہوڑا مجہے اوسوقت تک عاریت دے کہ مین
اپنی بستی تستر کو پہونچ جاؤن اوسیوقت گہوڑا کہڑا ہو گیا اور اوس سفر مین پوری رفاقت

دی اور جب تستر کو پہونچے تو خوگیر اتارتے ہی وہ مرگیا۔

اور ایک اعرابی کے اونٹ کے زندہ ہونے کا واقعہ بھی اسی قسم کا نقل کیا ہے اور لکھا ہے عن سہل التستری انہ قال الذاکر للہ علی الحقیقۃ لوہم ان یحیی الموتے لفعل یعنے سہل تستری کہتے ہین حقیقی طور پر جو اللہ تعالی کا ذکر کیا کرے اگر وہ مردہ کو زندہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے

اور لکھا ہے کہ شیخ اہدل ابو الغیث رح کے پاس ایک بلی پلی ہوئی تھی خادم نے اوسکو مار ڈالا اور جب شیخ نے اوسکا حال کئی روز کے بعد پوچھا تو اپنی لاعلمی ظاہر کی شیخ نے حسب عادت بلی کو پکارا فوراً زندہ ہو کر آگئی۔

اور لکھا ہے کہ شیخ ابو یوسف دہمانی رح کے کسی مرید کا انتقال ہوا جس سے اوسکے قرابت دار نہایت مغموم تھے آپ وہان تشریف لیگئے اور قم باذن اللہ تعالی اوس سے کہا فوراً وہ اوٹھہ کھڑا ہوا اور ایک مدت تک زندہ رہا۔

نفحات الانس صفحہ ۲۶ مین مولانا جامی رح نے عین القضاۃ ہمدانی کے حال مین لکھا ہے کہ آپ سے اعلی درجہ کے خوارق عادات مثل احیا و اماتت ظہور مین آئے چنانچہ ایک روز سماع کی مجلس مین ابو سعید ترمذی رح نے ایک بیت پڑہی جسپر آپ کو وجد ہوا ابو سعید نے کہا مجھے مرنے کی آرزو آتی ہے آپنے کہا مر جاؤ وہ فوراً بیہوش ہو کر گرے اور مر گئے مفتی شہر بھی اوس مجلس مین حاضر تھے پوچھا کہ آپنے زندہ کو تو مار ڈالا کیا مردہ کو بھی زندہ کر سکتے ہو کہا کون مردہ کہا فقیہ محمود آپنے کہا الہی فقیہ محمود کو زندہ کر دے اوسی ساعت وہ زندہ ہو گئے۔

یہ چند واقعات جو دو چار کتابون سے لکھے گئے انکو مشتے نمونہ از خروارے سمجھنا چاہئے اگر تمام کتب سیر و تواریخ وغیرہ مین تلاش کئے جائین تو اور بہت سے واقعات مل سکتے ہین اور یہ تو ابھی معلوم ہوا کہ ابن ابی الدنیا رح جو اکابر محدثین سے ہین انہون نے

ایک کتاب ہی مستقل زندہ شدہ مردونکے حال مین لکہی ہے اس سے اونکا یہی مقصود تھا کہ احیائے اموات کا ذکر قرآن شریف مین جو کئی جگہہ واقع ہے مختلف اوقات اور متعدد مقامات مین اوسکا وقوع معلوم ہونے سے کوئی استبعاد باقی نرہے ۔ حق تعالی ان علمار کی سعی مشکور فرمادے کہ ہم آخری زمانہ والے مسلمانون کے ایمان کو مستحکم کرنیکی غرض سے کیسی کیسی محنتین گوارا کر کے ایک ذخیرہ معلومات کا ہمارے لئے فراہم کردیا جسکی شکرگزاری ہم پر واجب ہے ۔

ان تمام واقعات کو دیکہنے سے ظاہر ہے کہ حدیث شریف مین جو وارد ہے علمار امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس سے یہی مراد نہین کہ صرف زبانی وعظ و نصیحت علما کا کام ہے بلکہ مقتضا کمال تشبیہ یہ ہے کہ جسطرح انبیا نے احیاء اموات وغیرہ خوارق عادات سے کام لیا تہا سیدنا الانبیار والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس باب مین بھی اون سے پیچھے نرہے چنانکہ علما ربانیین قدس اللہ اسرارہم نے اسکو بھی کر دکھایا ۔

ہمین اسکا یقین ہے کہ یہ تو کیا اگر کئی جز ان واقعات کے پیش کئے جائین توبھی مرزا صاحب اور اونکے پیرو ایک نہ مانینگے اور جس طرح مرزا حیرت صاحب کو حضرت امام حسین کے واقعہ شہادت کی روایات اور تواتر کا انکار ہے ہمارے مرزا صاحب بھی انکار ہی فرماتے رہینگے اسلئے یہان ہمارا روئے سخن مرزا صاحب کی طرف نہین ہے بلکہ ہم اون حضرات کو توجہ دلاتے ہین کہ جو فقہا اور محدثین اور اولیار اللہ کے ساتھ حسن ظن رکہتے ہین ورنہ مخالفین اہل سنت و جماعت کے روبرو ان حضرات کے اقوال پیش کرنا ایسا ہے جیسے یادریونکے مقابلہ مین قرآن و حدیث کو پیش کرنا جس سے سوائے تضییع اوقات کے کوئی فائدہ متصور نہین

معتزلہ اور اونکے ہم خیال لوگون کو اصل کرامت ہی کا انکار ہے اور ہونا بھی چاہئے اسلئے کہ مادرزاد نابینا مثلاً اگر خط و خال و حسن و جمال اور جملہ الوان و انوار کا انکار نکرے تو

کیا کرے اوسکی عقل مین صلاحیت ہی نہین کہ ان چیزونکا تصور کر سکے۔ اسیطرح معتزلہ نے دیکھا کہ آخر ہم بھی مسلمان ہین اور کبھی کرامت کی صورت بھی نہ دیکھی اسلئے اونکی عقلون نے اصل کرامت ہی کا انکار کردیا انہون نے یہ نہین خیال کیا کہ اس مین اپنا ہی قصور ہے کرامت کا مدار تو کمال ایمان پر ہے اور ہمکو نفس ایمان مین کلام ہے۔ کیا یہ مقتضائے ایمان ہے کہ کہلی کہلی آیات و احادیث کو اپنی سمجہ مین نہ آنے کی وجہ سے نہ مان کر اونمین اقسام کی تاویلین کیجائین۔ کرامت کا درجہ تو فقط ایمان لانے سے بہی حاصل نہین ہوسکتا جب تک ایسی حالت نہ پیدا ہو جس سے خالق کی خوشنودی کے مستحق ہون پہر ایسا عظیم الشان درجہ بغیر تمام آیات و احادیث پر ایمان لانے کے کیونکر حاصل ہوسکتا ہے۔

الحاصل جس طرح معتزلہ کے انکار کرامت سے اہل سنت وجماعت کرامت کا انکار نہین کرسکتے اسیطرح مرزا صاحب کے انکار احیاے اموات سے وہ لوگ اوسکا انکار نہین کرسکتے معتزلہ کو تو صرف قیاس ہی نے روکا تہا اوسمین اونکی کوئی ذاتی غرض نہتی مرزا صاحب کی تو ذاتی غرض بہی اس انکار سے متعلق ہے ایسے موقع ہین اونکی بات کیونکر قابل اعتبار ہوسکے

حق تعالی عزیر یا ارمیا علیہما السّلام کے مرکے زندہ ہونے کا واقعہ جو قرآن شریف مین بیان فرمایا ہے مرزا صاحب اوسکی نسبت ازالۃ الاوہام صفحہ ۶۶۵ مین لکہتے ہین قصہ عزیر وغیرہ جو قرآن مین ہے اس بات کے مخالف نہین کیونکہ لغت مین موت بمعنی نوم وغشی بھی آیا ہے دیکہو قاموس اور جو عزیر کے قصہ مین ہڈیون پر گوشت چڑہانے کا ذکر ہے وہ حقیقت مین ایک الگ بیان ہے جس مین یہ تبلانا منظور ہے کہ رحم مین خدا تعالی ایک مردہ کو زندہ کرتا ہے اور اوسکی ہڈیون پر گوشت چڑہاتا ہے اور پہر اوسمین جان ڈالتا ہے ماسوا اسکے کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہین ہوسکتا کہ عزیر دوبارہ زندہ ہوکر پہر بھی فوت ہوا پس اس سے

صاف ثابت ہوتا ہے کہ عزیر کی زندگی دوم دنیوی نہین تھی ورنہ اوسکے بعد ضرور اوسکی موت کا ذکر ہوتا

یہ قصہ قرآن شریف مین اسطرح مذکور ہے قولہ تعالی او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ

علی عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت

یوما او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک

ولنجعلک آیۃ للناس وانظر الی العظام کیف ننشزہا ثم نکسوہا لحما فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ

علی کل شیٔ قدیر حاصل مضمون اس آیۃ شریفہ کا جو احادیث سے ثابت ہے جسکو ابن جریر رح

نے اپنی تفسیر مین اور امام سیوطی رح نے درمنثور مین اور دوسرے مفسرین نے ذکر کیا ہے یہ ہے اور

سیاق وسباق سے ظاہر ہے کہ جب بیت المقدس مین بنی اسرائیل کے نوخیز اور نئے

خیال کے لوگ خدا اور رسول سے بے خوف ہوگئے اور فسق وفجور حد سے زیادہ ہوگیا

ارمیا علیہ السلام پر وحی ہوئی کہ اب یہ بستی غارت اور ویران کر دیجاویگی ہرچند اونہون نے

لوگون کو بہت کچھ سمجہایا اور وعظ ونصیحت کی مگر جب ایمان ہی نہو تو کیا اثر ہوسکتا ہے

غرض کہ کسی نے نہ مانا آخر بخت نصر نے اوسپر چڑہائی کی اور قتل عام کرکے اوسکو ایسا تباہ کیا

کہ تمام مکانات وعمارات منہدم کر دئے جس سے پوری بستی ایک تودہ خاک مثل پہاڑ نظر

آتی تھی۔ ارمیا علیہ السلام وہان سے جاتے ہوئے کسی پہاڑ کے کنارے کھڑے ہوگئے

اور کمال افسوس سے کہا کہ اب یہ بستی کہان آباد ہوسکتی ہے کما قال تعالی او کالذی مر

علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا قال انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا اور ایک روایت مین ہے

کہ عزیر علیہ السلام کا اوسپر گذر ہوا اور اونہون نے یہ کلمہ کہا۔ بہرحال خدا تعالی کو منظور

ہوا کہ بنی وقت کا استبعاد دفع کر دے۔ ملک الموت کو حکم ہوا کہ اونکی روح قبض کرلین

چنانچہ روح قبض کرلی گئی جسکی خبر حق تعالی قرآن شریف مین دیتا ہے کہ فاماتہ اللہ اور اونکا

لاشہ وہین پڑا رہا یہان تک کہ جب ستر برس گذرے تو کسی بادشاہ کو حکم ہوا کہ بیت المقدس کو
پھر آباد کرے چنانچہ تیس سال مین وہ بالکل آباد ہوگیا اوسوقت جبکہ پورے سو برس اونکی
موت سے گذرے تھے حق تعالی نے اونکو زندہ کیا کما قال تعالی فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ
او زندہ ایسے طور پر کئے گئے کہ جو خدشہ اونکے دل مین تھا اوسکا جواب ساتھ ہی ہوجائے
یعنے ابتداً آنکھین بنائی گیئن اور پہلے پہل جسپر نظر پڑی وہ بیت المقدس تہا جسکی آبادی محال
سمجھی گئی تھی دیکھا کہ اوسکی اب یہ حالت ہے کہ پہلے سے بھی زیادہ خوشنما اور خوش منظر ہے
کیونکہ کل عمارتین جدید بنی ہوئی تہین جن مین نام کو کہنگی نتہی۔ جب انہون نے اپنے سوال کا
جواب عملی طور پر پالیا تو ارشاد ہوا کہ اب بتاؤ کہ تم یہان کتنے روز رہے کما قال تعالی قال کم لبثت
کہا ایک روز یا اوس سے بھی کم قولہ تعالے قال لبثت یوما او بعض یوم اسلئے کہ اس عالم سے غائب
ہونے کا وقت صبح کا تہا اور اب غروب کا وقت ہے فرمایا یہ نہین بلکہ سو برس گذر چکے ہین
قولہ تعالی قال بل لبثت مائۃ عام اب غور کرو کیا ممکن ہے کہ اتنی مدت کہانے پینے کی چیزین
از قسم فواکہ محفوظ رہ سکین دیکھو یہ چیزین بلا تغیر تمہارے سامنے رکھی ہین اور گدہا بھی بحال
خود موجود ہے یہ وہی اشیا ہین جو تمہارے ساتھ تہین کما قال تعالی فانظر الی طعامک و
شرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک اس سے اونکو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جس طرح خدا تعالے اجڑے
ملک کو آباد اور درست کرتا ہے اسیطرح جس چیز کو چاہتا ہے خرابی سے محفوظ بھی رکھ سکتا
اسکے بعد ارشاد ہوا کہ ان کارروائیون سے ہمارا مقصود یہ تھا کہ تمہارے خدشہ کا
جواب مع شئی زائد ہوجائے اور یہ بھی غرض تھی کہ تمہین اپنی قدرت کی نشانی بنائین۔
کما قال تعالی ولنجعلک آیۃ للناس چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب وہ اپنے گھر گئے تو پوتے
بوڑھے تھے اونکی وہی عمر تھی جو انتقال کے وقت تھی چنانچہ درمنثور مین ہے وقال ابن

عباسؓ فکان کما قال اللہ ونجعلک آیۃ للناس یعنے لبنی اسرائیل وذلک انہ یجلس مع بنی بنیہ

وہم شیوخ وہو شاب لانہ کان مات وہو ابن اربعین سنۃ فبعث اللہ شابا کہیئتہ یوم مات
مختصراً غرض کہ جب مجلس مین وہ اپنے پوتونکے ساتھ بیٹھتے تو حق تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ
ہوتا کہ دادا تو چالیس برس کے اور پوتے سو سو برس کے یہان یہ نکتہ قابل یاد رکھنے کے
ہے کہ بیت المقدس خرابی کے بعد از سر نو آباد ہوا جسکو نیا شہر باعتبار تعمیر کے کہہ سکتے
ہین اور فواکہ مین خرابی اور تغیر آیا ہی نہ تھا بلکہ وجود اونکا بحالت سابقہ مستمر رہا۔ اور عزیر
علیہ السلام کا وجود مثل فواکہ مستمر رہا نہ مثل بیت المقدس وجود سابق ولاحق مین ایسی مغایرت
ہوئی جس سے نئے عزیر کہلائین بلکہ وجود سابق کے ساتھ وجود لاحق ایسا متصل کیا گیا
کہ گویا وجود سابق ہی مستمر ہے اسیوجہ سے اونکے پوتون نے اونکو اپنا دادا تسلیم کر لیا۔ غرضکہ
عزیر علیہ السلام کو ویران شہر کے آباد ہونے ہی مین کلام تھا حق تعالیٰ نے اوس سے بڑہکر قابل استبعاد
بلکہ محال چیزون کا مشاہدہ کرا دیا کیونکہ عقل ہرگز جائز نہین رکھتی کہ میوہ بغیر تغیر کے سو سال تک
محفوظ رہے یا اعادہ معدوم کا ہو سکے۔ اوسکے بعد معدوم کو موجود کرنے کا طریقہ دکھلایا گیا چنانچہ
ارشاد ہے وانظر الی العظام کیف ننشزہا ثم نکسوہا لحما یعنے اپنی ہڈیون کی طرف دیکھو کہ کیسی جمع
ہو رہی ہین اور کس طرح ہم اونپر گوشت پہناتے ہین۔ جب انہون نے تمام واقعات بچشم خود
دیکھ لئے اور اچھی طرح اونپر یہ امر ظاہر ہو گیا کما قال تعالیٰ فلما تبین لہ بے اختیار کہہ اوٹھے کہ اعلم
ان اللہ علی کل شئی قدیر یعنے مین جانتا ہون کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے ویران بستی کا آباد کرنا
تو کیا معدوم کو دوبارہ موجود کر سکتا ہے وغیر ذلک ۔

یہ ملخص اون احادیث کا ہے جو اسباب مین بکثرت وارد ہین اور جنکا نقل کرنا
موجب تطویل ہے درمنثور مین یہ روایت بھی ہے اخرج عبد ابن حمید وابن المنذر وابن

ابی حاتم والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالی اوکالذی
مر علی قریۃ الی ان قال فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ فاول ما خلق اللہ منہ عیناہ فجعل ینظر الی عظامہ
الحدیث واخرج اسحق بن بشر وابن عساکر من طرق عن ابن عباسؓ وکعب والحسن ووہب نقل
انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا فلم یشک ان اللہ یحییہا ولکن قالہا تعجبا فبعث اللہ ملک الموت
فقبض روحہ فاماتہ اللہ مائۃ عام الحدیث ماحصل ان روایتون کا یہ ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ
اور ابن عباس اور کعب اور حسن اور وہب رضی اللہ عنہم فرماتے ہین کہ وہ نبی حقیقۃً مرگئے
تھے جنکی روح ملک الموت نے قبض کی اور پہلے اونکی آنکھون مین جان آئی جس سے وہ بوسیدہ
ہڈیون کو دیکھ رہے تھے یہی دو روایتین مسلمانون کے لئے کافی ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
اور ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر صحابہ وتابعین حبب اونکی حقیقی موت کے بعد زندہ ہونے
کے قائل ہین اور صراحۃً قرآن شریف مین بھی اونکی موت کا ذکر موجود ہے تو اب مرزا صاحب کا
مجرد بیان کہ اونکی موت ثابت نہین اور وہ بھی ایسا کہ جس سے اپنی ذاتی منفعت حاصل کرنا
چاہتے ہین اس قابل نہین کہ کوئی مسلمان اوسکی طرف توجہ کرے ۔

مرزا صاحب کی جہان غرض متعلق ہوتی ہے تو فرماتے ہین کہ حدیث ضعیف بھی
اعتبار کے قابل ہے کیونکہ اوسکا موضوع ہونا تو ثابت نہین۔ جیسا کہ اسی کتاب مین معلوم ہوا
اور ازالۃ الاوہام صفحہ مین لکھتے ہین کہ جو حدیث قرآن شریف کے مخالف نہین بلکہ اوسکے بیان کو اور
بھی بسط سے بیان کرتی ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے اب
دیکھئے یہ حدیثین تو ضعیف بھی نہین بلکہ خود محدثین نے صحت کی تصریح کی ہے اور راویون کسی
محدث نے جرح بھی نہین کیا اور قرآن کو اور بھی بسط سے بیان کر رہی ہین کہ ملک الموت نے
اونکی روح قبض کی اور زندہ ہونے کے وقت پہلے آنکھین بنائی گئین۔ تو بقول مرزا صاحب

بھی وہ قابل قبول ہین جس سے یقیناً ثابت ہوگیا کہ موت یہان نوم وغشی کے معنی مین نہین ہے
اور جب احادیث اور آیت قرآنی سے اس عالم مین موت کے بعد زندہ ہونا ثابت ہوگیا تو
لایرجعون سے مرزا صاحب نے جو مطلب نکالا تہا کہ کوئی مردہ زندہ نہین ہوسکتا وہ غلط ہوگیا
اور وہ بات صادق آگئی جو خود مرزا صاحب ازالۃ الاوہام مین تحریر فرماتے
ہین۔ اور باعث اسکی کہ اونلوگون کے یعنے نیچرون کے دلون مین قال اللہ او رقال الرسول
کی عظمت باقی نہین رہی اسلئے جو بات اون کے اپنی سمجہ سے بالاتر ہو اوسکو محالات او ر
ممتنعات مین داخل کرلیتے ہین قانون قدرت بیشک حق اور باطل کے آزمانے کیلئے آلہ ہے
مگر ہر ایک قسم کی آزمایش کا اوسی پر مدار نہین۔ اس فلسفی قانون قدرت سے ذرا اوپر چڑہکر
ایک اور قانون قدرت بہی ہے جو نہایت دقیق اور غامض اور باعث دقت وغموض
موٹی نظرون سے چہپا ہوا ہے جو عارفون ہی پر کہلتا ہے۔ مسلمانون کی بدقسمتی سے یہ
فرقہ بھی اسلام مین پیدا ہوگیا جس کا قدم دن بدن الحاد کے میدانون مین آگے ہی آگے چل
رہا ہے۔ مرزا صاحب نیچرون کی چنگال سے مسلمانون کو اسوجہ سے نکال رہے ہین
کہ وہ مرزا صاحب کی عیسویت کو نہین مانتے چنانچہ اسی تقریر کی ابتدا صفحہ ۵۵ مین لکھتے ہین کہ
حال کے نیچری جنکے دلون مین کچھ بھی عظمت قال اللہ او رقال الرسول کی باقی نہین رہی یہ
بے اصل خیال پیش کرتے ہین کہ جو مسیح ابن مریم کے آنیکی خبرین صحاح مین موجود ہین یہ
تمام خبرین ہی غلط ہین اون کا ایسی باتون سے مطلب یہ ہے کہ تا اس عاجز کے اس
دعوی کی تحقیر کرکے اوسکو باطل ٹہیرایا جائے۔ اس موقع مین تو ماشاءاللہ مرزا صاحب
نے حدیثون کی خوب ہی طرفداری کی مگر جب کوئی حدیث اون کے مخالف ہوتی ہے
(اور ہمیشہ یہی ہوا کرتا ہے) تو خواہ وہ بخاری کی حدیث ہو یا مسلم کی صاف فرما دیتے ہین

کہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو مفید ظن ہے والظن لا یغنی من الحق شیئا یعنی حدیث سے
کوئی بات ثابت نہین ہو سکتی اور مرزا صاحب کی توجہ حدیث کی طرف ایسی ہوتی ہے
جیسے اتھم صاحب کے بھاگے بھاگے پہرنیکا نام انہون نے رجوع الی الحق رکھدیا تھا۔ اب
بیچارے ناداں مسلمان اگر نیچریونکے پنجہ سے نکلے بھی تو مرزا صاحب کے پنجہ مین گرفتار ہین
اور مجبوراً اونکو یہی کہنا پڑتا ہے کہ کوئی حدیث قابل اعتبار نہین۔ اور زبان حال کہہ
رہے ہین۔ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی۔ مگر اس سے کیا ہوتا ہے۔ یہی بات
اگر سمجھ کے کہتے تو اوسکے نتائج ہی کچھ اور ہوتے۔

مرزا صاحب نے اگرچہ احتمال قائم کر دیا ہے کہ موت کے معنی لغت مین نوم
وغشی کے ہین مگر وہ موت ہی کے قائل معلوم ہوتے ہین چنانچہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۶۹ مین لکھتے ہین
اگر اون آیات کو اونکے ظاہری معنی پر محمول کیا جاے تو صرف یہ ثابت ہوگا کہ خدا تعالی
نے کرشمہ قدرت نے ایک لمحہ کیلئے عزیر علیہ السلام کو زندہ کرکے دکھلا دیا تاکہ اپنی قدرت پر
اوسکو یقین دلا دے مگر اونکے مرید صاحب نے تو موت کا انکار ہی کر دیا چنانچہ القول العجیب
مین لکھا ہے کہ یہ ایک خواب تھی جو اللہ نے اپنی نبی کو دکھلائی تھی۔ اونکو خیال پیدا ہوا
کہ ہڈیون کو کیونکر زندہ کر سکتا ہے تب اللہ نے اونکی تسلی کیلئے اونپر خواب طاری کی اور خواب
مین اون ہڈیون وغیرہ اور غیر آباد زمین کو سنو سال کے اندر آباد ہوتے دکھلا دیا پھر جب
وہ خواب سے بیدار ہوے تو اللہ نے پوچھا کہ تم اوس حالت مین کتنی دیر رہے ہے انہون نے جواب
دیا یکدن اللہ نے کہا تو تو سنو سال تک اوس نظارہ کو دیکھتا رہا۔ پہر جب اونکو تردد پیدا
ہوا کہ کیا مین سنو سال تک سوتا پایا تب اللہ نے اونکے رفع شک کیلئے فرمایا کہ وہ بات
تو خواب کی یعنی عالم مثال کے سنو سال تھے کیونکہ تم اپنے کھانے اور پینے کی چیز کو دیکھو اسپر

کوئی سال نہین گذرے اپنی گدھے کو دیکھو کھڑا ہوا ہے ماحصل اسکا یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے
ناحق اقرار کرلیا کہ وہ ایک لمحہ کیلئے مرے تھے دراصل وہ مرے ہی نہین اور اللہ تعالی جو
فاماتہ اللہ فرمایا ہی وہ بھی کچھ ایسی ہی بات ہے دراصل نہ وہ مرے نہ ننوا برس پڑے رہے بلکہ صرف
تین چار پہر سوتے رہے اور سو برس تک خواب دیکھا کئے یہ فاماتہ اللہ مائتہ عام کا مطلب ہوا
پھر جب خدا نے اونسے پوچھا کم لبثت اسکا مطلب یہ کہ کتنی دیر خواب دیکھا کئے پھر انہون نے
دیکھا تو سو برس مگر کہدیا ایک روز۔ خدا نے کہا نہین بل لبثت مائتہ عام یعنی تم سو برس تک
خواب دیکھا کئے اوسپر بھی اونکو اعتبار نہ آیا اور نہ یہ بات یاد آئی کہ سو برس خواب دیکھا کئے
آخر خدا کو یہ بات ثابت کرنیکی ضرورت ہوئی کہ وہ واقعہ ایک ہی روز کا تھا اسلئے
اون کے کھانے پینے کی چیزین اور گدھے کو دکھلانے کی ضرورت ہوئی اور انہون نے
جو خود اقرار کیا تھا کہ ابھی ایک دن بھی نہین گزرا وہ قابل اعتبار نہوا۔

یہ جو مضمون قرآن شریف کا بیان کیا گیا ہے کیا کوئی غبی یا ذکی عبارت
قرآن سے نکال سکتا ہے ہرگز نہین اور نہ یہ مضمون کسی تفسیر مین ہے نہ حدیث مین
اسی کو تفسیر بالرائے کہتے ہین جسکی نسبت مرزا صاحب نے بھی کفر و الحاد کا فتوی دیدیا ہے۔

اد نے فراست سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ جب مرزا صاحب کو دعوی
فصاحت وبلاغت اور اعجاز بیانی ہے تو مرزا صاحب کے کلام مین اور کلام الہی مین ضرور
فصاحت اور بلاغت کا موازنہ ہوگا اور یہ بات ثابت کردیجائیگی کہ خدا کا کلام تو
ایسا ہوا کرتا ہے کہ مقصود کچھ ہے تو الفاظ کچھ ہین اور مرزا صاحب کے کلام مین اس
قسم کی رکاکت ثابت نہوسکیگی اور انکی بھی خصوصیت کیا ہر ایک ادنی منشی جو کچھ لکھتا ہے
اپنا مافی الضمیر الفاظ مین پورا بیان کردیتا ہی جس سے اوسکو دیکھنے والا مقصود اوس منشی کا

سمجھ جاتا ہے پھر اس موازنہ پر جو کچھ تفریعات اور آثار مرتب ہونگے وہ محتاج بیان نہین

القول العجیب مین یہ بھی لکھا ہے کہ اکثر تفاسیر مین فاماتہ اللہ کے معنی یہی لکھے

ہین فانامہ اللہ یعنی اللہ نے اوسکو سلا دیا دیکھو معالم وغیرہ ہمنے معالم کو دیکھا اوسکی

عبارت یہ ہے فالقی اللہ علیہ النوم فلما نام نزع اللہ منہ الروح ماتہ عام فلما مضت الماتہ

احیی اللہ منہ عینیہ وسائر جسدہ ثم احیا جسدہ وہو ینظر الیہ یعنی خدا تعالی نے اونپر نیند

غالب کردی جب وہ سو رہی تو اونکی روح قبض کرلیگئی پھر جب سو برس کورے گذرے تو اللہ نے پہلے

اونکی آنکھین زندہ کین پھر تمام جسم کو زندہ کیا جسکو وہ اپنی آنکھونسے دیکھ رہے تھے۔ اگر صاحب

معالم نے فاماتہ اللہ کے معنی فانامہ لیا ہی تو فلما نام نزع اللہ منہ الروح مأتہ عام مین نزع

روح کس لفظ سے نکالا جائے گا ۔

شاید نزع روح سے معمولی غفلت سمجھی گئی مگر وہ بھی صاحب قول عجیب کے مقصود کے

خلاف ہی کیونکہ سو برس کی نیند کے وہ قائل نہین۔ پھر آنکھون اور جسم کا زندہ کرنا کیسا۔

موت تو آئی نہ تھی شاید یہان یہ کہا جائیگا کہ پہلے آنکھین بیدار ہوئین اوسکے بعد جسم بیدار

ہوا جسکو وہ آنکھون سے دیکھ رہے تھے مگر اسمین بھی یہ بات قابل توجہ ہی کہ آنکھونسے

جسم کی بیداری کیونکر نظر آئی اگر جسم کی بیداری سے مراد حرکت ہی تو یہ نہین ہو سکتا

اسلئے کہ نیند مین بھی جسم کی حرکت باقی رہتی ہے جو کروٹ بدلنے سے ظاہر ہے اور اگر حس

مراد ہے تو وہ آنکھونسے محسوس نہین اسلئے کہ ہر عضو کا حس جدا ہے۔ الحاصل صاحب معالم

کا یہ مذہب ہرگز ثابت نہین ہو سکتا کہ عزیر علیہ السّلام ایک روز سوتے رہی البتہ انہون

نے ایک نئی بات بتلائی کہ نزع روح حالت بیداری مین نہین ہوا بلکہ نیند کی حالتمین ہوا تھا

اس مقام مین ہم صاحب قول عجیب پر یہ الزام ہرگز نہین لگا سکتے کہ انہون نے

معالم کا مطلب سمجھا نہین بلکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اون کو صرف قرآن کی تحریف منظور رہے
اسلئے التوفی الذی علیہ النوم کو اماتہ اللہ کے معنی قرار دیکر نزع اللہ روحہ وغیرہ کو قصداً ترک کر دیا
جس سے مسلمانونکو دہوکا دینا مقصود ہی۔ کیا ان کارروائیونکے بعد بھی حسن ظن کیا جائے
کہ ان حضرات کو کلام الٰہی پر ایمان ہی کیا وہ تمام باتین جو مرزا صاحب فرماتے ہین کہ تفسیر بالرائے
کفر و الحاد ہے اور جہوٹ کہنا شرک ہی وغیرہ وغیرہ صدق دل سے کہی گئی ہونگی ان کارروائیون
سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ بھی ایک حکمت عملی ہے جسپر اونکی امت بھی عمل پیرا ہے

اب مرزا صاحب کی پیش بندیونکو دیکھئے کہ قران کی تحریف کے واسطے کیسا طریقہ
نکالا احادیث و تفاسیر کو پہلے ہی ساقط الاعتبار کر دیا پہر جب مطلق العنان ہوگئے تو کون روکنے
والا ہے مجاز کا دروازہ کھلا ہوا ہے آدمی کو گدہا اور گدہے کو آدمی مجازاً کہہ سکتے ہین پہر موت
کو نیند اور نیند کو موت کہدینا کون بڑی بات ہی۔ جتنے نبوت کا دعوی کرنیوالے گزرے ہین
سب کا یہی طریقہ رہا ہے کہ قران کی تحریف کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ اسی کتاب مین معلوم ہوا
کہ قرآن ہی سے استدلال کرکے بعضون نے مردار اور خون اور خنزیر کو مباح کر دیا تھا۔ اگر آخر
زمانہ والے مسلمان مرزا صاحب کے اس طریقہ کو جائز رکہین تو بس دین کا خاتمہ ہوگیا جب آدمی
کے معنی گدہا اور گدہے کے معنی آدمی مجازاً ہوسکتے ہین تو کونسا لفظ ایسا ہوگا جسکے مجازی
معنے اپنے مقصود کے موافق نہ لے سکین۔

یہ بات قابل یاد رکھنے کے ہی کہ کسی لفظ کے مجازی معنی لینا تو درست ہی
مگر نہ شرعاً عام طور پر اسکی اجازت ہی نہ لغۃً نہ عرفاً نہ عقلاً کہ جہان چاہین حقیقی معنے چہوڑ کے
مجازی معنی لیا کرین بلکہ اسکے لئے شرط یہ ہے کہ حقیقی معنے وہان نہ بن سکتے ہون اور معنے
مجازی پر کوئی قرینہ بھی موجود ہو۔ دیکھ لیجئے اگر کوئی شخص کہے کہ مین نے شیر دیکھا تو

اوس سے یہی سمجھا جائیگا کہ اصلی شیر دیکھا کیونکہ مجازی معنے پر کوئی قرینہ نہین اور اگر یہ کہے
مین نے ایک شیر دیکھا جو بندوق چلارہا تھا تو بندوق چلانیکے قرینہ سے جوانمرد شخص سمجھا
جائیگا کیونکہ اصلی شیر مین بندوق سر کرنیکی صلاحیت نہین۔ چونکہ الفاظ حقیقی اور مجازی
معنی مین برابر مستعمل ہوا کرتے ہین اور حقیقی اور مجازی معنے کا اشتباہ ہمیشہ فہم مضامین
مین خلل انداز ہونیکا باعث تھا اسلیئے اکابر اہل لغت نے اسکا بندوبست یہ کردیا کہ
ہر لفظ کے حقیقی معنے کی تصریح کردی جس سے یہ معلوم ہوگیا کہ اوس معنی کے سوا
جس معنے مین وہ لفظ مستعمل ہو مجاز ہوگا اور اوسکے لئے قرینہ کی ضرورت ہوگی تاکہ
کسی کو یہ موقع نملے کہ کسی لفظ کو مجازی معنی مین مستعمل ہوتے دیکھکر جہان چاہے
وہی معنی مراد لے۔ اب دیکھیئے علامہ زمخشری نے اساس البلاغۃ مین موت کے حقیقی
معنی وہی لکھے ہین جو مشہور ہین اوسکے بعد لکھا (ومن المجاز) احیا اللہ البلد المیت و
اخذتہ الموتۃ الغشی ومات فوق الرحل اذا استثقل فی نومہ اور اسکے سواے بہتسے مجازی
استعمال لفظ موت کے بیان کئے اور لسان العرب مین لکھا ہے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا
والیہ النشور سمی النوم موتا لانہ یزول منہ العقل والحرکۃ تمثیلا لا تحقیقا حاصل مطلب یہ ہوا کہ
نیند کو موت جو کبھی کہتے ہین تو وہ بطور تشبیہ و تمثیل کے ہوتا ہے حقیقی معنی اوسکے وہ نہین
الحمد للہ کہ اکابر اہل لغت کی تصریح سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ موت کے حقیقی
معنے وہی ہین جسکو ہر شخص جانتا ہے اور بیہوشی اور نیند کے معنی مین جو یہ لفظ مستعمل
وہ بطور مجاز ہی اسیوجہ سے اگر مات فلان کہا جاے تو یہی سمجھا جائیگا کہ وہ مرگیا اور غشی
یا نیند کے معنی مین مستعمل ہو تو اوسکیلئے قرینہ حالیہ یا مقالیہ کی ضرورت ہوگی جو علامت
مجاز ہے۔ اب دیکھیئے کہ مرزا صاحب موت کے حقیقی معنی بیہوشی اور نیند کے جو کہتے

ہین جیساکہ ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۴۳ مین لکھتے ہین کہ اماتت کے حقیقی معنے صرف مارنا اور موت دینا ہین بلکہ سلانا اور بیہوش کرنا بھی اوس مین داخل ہی اہل لغت کی تصریح سے ثابت ہوا کہ غلط ہے۔ اگر یہ فرماتے کہ اماتت سلانے اور بیہوش کرنیکے معنی مین بھی مستعمل ہے تو البتہ قابل تسلیم تھا۔ مگر وہ تو صاف کہہ رہی ہین کہ اماتت کے حقیقی معنے سلانے اور بیہوش کرنیکے ہین جسکی تکذیب کتب لغت سے ہو رہی ہی اگر یہ بیان اونکا صحیح ہوتا تو کسی لغت کی کتاب کی عبارت نقل کر دیتے کہ اماتت کے حقیقی معنے سلانے اور بیہوش کرنیکے ہین جیسے ہمنے لغت سے ثابت کر دیا کہ یہ معنی مجازی ہین۔

جب لغت سے اونکی یہ خلاف بیانی ثابت ہو گئی تو اوس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ اپنی غرض کیوقت جھوٹ سچ کی کچھ پروا نہین کرتے اسلئے اونکی کوئی بات قابل اعتبار نہین۔ پھر انہون نے جو کہا تھا کہ جھوٹ کہنا شرک ہی تو اوس سے سوای دہوکہ دہی کے اور کیا تصور کیا جائے۔ اور ابھی یہ بات معلوم ہوئی کہ اماتہ اللہ کی تفسیر احادیث سے بھی ثابت ہے کہ عزیر علیہ السلام اوسوقت مر گئے تھے تو معلوم ہوا کہ نہ بحسب لغت اماتت کی تفسیر بیہوشی اور خواب ہو سکتی ہی نہ بحسب حدیث اس سے ظاہر ہے کہ انہون نے اپنی رای سے تفسیر کی ہے اور خود ہی ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۲۸ مین لکھتے ہین کہ مومن کا یہ کام نہین کہ تفسیر بالرای کرے اب اونکو کیا کہنا چاہیئے۔ اور حدیث شریف مین ہی قال النبی صلعم من تکلم فی القرآن برایہ فاصاب فقد اخطاء رواہ ابوداود والترمذی والنسائی وفی روایۃ عن ابی داود وقال النبی صلعم من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعدہ من النار کذا فی تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۶ یعنی فرمایا نبی صلعم نے جو شخص قرآن مین اپنی رائے سے کوئی بات بنائے اگر صواب بھی ہو تو اوس نے خطا کی اور جو شخص قران مین بےعلمی سے کوئی بات بنائے تو اوسکا ٹھکانا دوزخ ہے اب

دیکھیے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق مرزا صاحب کیسی کیسی وعید دینے
مستحق ہو رہے ہین اس صورت مین مسلمانونکو اونکی رفاقت دینے کی معلوم نہین کونسی
ضرورت ہی۔ مرزا صاحب ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۲۲ مین لکھتے ہین کہ تفسیر معالم مین زیر تفسیر آیت یا عیسیٰ
انی متوفیک لکہا ہے کہ علی بن طلحۃ ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ اس آیت کے یہ
معنی ہین کہ انی ممیتک یعنی مین تجھکو مارنے والا ہون آپنے دیکھ لیا کہ ابھی امانت کے
معنے سلانے کے تھے اور یہان مارنیکے معنی لے رہی ہین۔ مگر یہ بات یاد رہے کہ یہ تفسیر
بھی مرزا صاحب کو مفید نہین ہو سکتی اسلئے کہ اونکے اعتراف سے ثابت ہے کہ امانت
کے معنی سلا دینے کے ہین جس سے ثابت ہے کہ متوفیک کے معنی ابن عباس نے ممیتک کرکے
سلا دینیکے معنی اوسکے بھی لئے ہین اور قرآن شریف سے بھی ثابت ہی کہ توفی کے
معنے سلا دینے کے ہوتے ہین جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے اللہ یتوفی الانفس
حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا یعنی توفی جو موت کے وقت اور سونیکے وقت ہوتی
ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہی یعنی اللہ ہی مارتا ہے اور سلاتا ہے وقولہ تعالےٰ
وہو الذی یتوفیکم باللیل یعنے اللہ ہی تم کو رات مین سلا دیا کرتا ہے اس سے ظاہر ہے
کہ توفی کے معنی سلا دینے کے بھی ہین اور مرزا صاحب کی تقریر سے معلوم ہوا کہ امانت
کے معنی بھی سلا دینے کے ہین اس صورت مین متوفیک اور ممیتک دونون کے معنی
سلا دینیکے ہوئے جو ہمارا مقصود ہے اور مرزا صاحب جو ازالۃ الاوہام صفحہ ۹۴۳ مین لکھتے
ہین کہ توفی کے حقیقی معنے وفات دینے اور روح قبض کرنے کے ہین سو خود کلام الہی
سے اوسکی تکذیب ہو گئی۔ اور معلوم ہو گیا کہ توفی جیسے قبض روح سے ہوتی ہی نیند بھی ہوتی ہے
علامہ زمخشری نے اساس البلاغۃ مین توفی کے حقیقی معنے استکمال لکہا ہی

کما قال وتوفاه استکملا دس کے بعد لکھا ہے (و من المجاز) توفی فلان وتوفاه اللہ ادرکتہ
الوفات اور لسان العرب میں لکھا ہے تقول عدا استوفیت من فلان وتوفیت منہ مالی
علیہ تاویلہ ان لم یبق علیہ شئی - واما توفی النائم فہو استیفاء وقت عقلہ وتمیزہ الی ان نام
وقال الزجاج فی قولہ قل یتوفاکم ملک الموت قال ہو من توفیتہ العدد تاویلہ ان یقبض
ارواحکم اجمعین فلا ینقص واحد منکم الحاصل اس سے ثابت ہے کہ توفی کے حقیقی معنے
استکمال اور استیفا کے ہیں کسی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ توفی کے حقیقی معنے موت کے ہیں
اس صورت میں یا عیسی انی متوفیک کا مطلب یہ ہوا کہ ای عیسی ہر چند کفار تمکو قتل کرنا چاہتے
ہیں مگر یہ نہو گا ہم تمہاری عمر کامل کرینگے اور تمکو اپنی طرف اٹھا لینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا
کہ حقتعالی نے اونکی عمر درازکی جسکی ظاہری تدبیر یہ ہوئی کہ اونکے دشمنوں میں سے
اونکو آسمانکی طرف اٹھا لیا اور قیامت کے قریب تک زندہ رہینگے جیسا کہ احادیث
صحیحہ سے ثابت ہے یہ مطلب آیت شریفہ کا توفی کے حقیقی معنے لینے پر تھا - اور اگر
مجازی معنے لئے جائیں تو مطلب یہ ہوگا کہ ہم تمہیں سلا کے یا بیہوش کرکے اٹھا لینگے
اور توفی کے معنی سلانیکے تو خود کلام الہی سے ثابت ہیں بہرحال متوفیک کے حقیقی معنے لیں
یا مجازی دونوں صورتوں میں وہ معنے اچھی طرح بنجاتے ہیں جو مسلمانوں میں ابتدا سے
ابتک متعارف ومشہور ہیں اور جنکی تصدیق صدہا احادیث وآثار سے ہورہی ہے اور اوسکی
کوئی ضرورت نہیں ہوتی کہ عیسی سے مایوس ہوکر مرزا صاحب ہی پر قناعت کرلیجائے
جو متنبی باتیں آپ میں پائی جاتی ہیں شان عیسویت کے سراسر خلاف ومضر ہیں -
اب دیکھئے کہ مرزا صاحب نے موت اور توفے کے معنی میں لغت کی طرف رجوع
کی تو انکا برا اہل لغت نے اونکی تکذیب کردی پھر قرآن کی طرف رخ کیا تو خدا تعالی نے

کلام قدیم سے صاف اونکا جھوٹ ثابت ہوگیا اور احادیث کے تو وہ اسیوجہ سے دشمن ہین کہ حدیثین ہمیشہ اونکی تکفیر وتفسیق وغیرہ کرتی ہین ۔

اہل انصاف اس مقام مین اچھی طرح غور کرین کہ مرزا صاحب نے خیال کیا تھا کہ عیسی علیہ السّلام کی موت یا عیسی انی متوفیک سے گویا ثابت ہوگئی اور دوبارہ زندہ ہونیکا احتمال جو فاماتہ اللہ ماتہ عام سے ہوتا ہے کہ ممکن ہے کہ مثل عزیر علیہ السّلام کے وہ پھر زندہ ہوجائین اوسکے باطل کرنیکی غرض سے اس آیت شریفہ کے معنی مین تحریف وتصرف کیا۔ مگر بفضلہ تعالی انہی کی تقریر سے ثابت ہوگیا کہ عیسی علیہ السّلام کی موت ثابت نہین اسلیئے کہ ابن عباسؓ کی تفسیر جو استدلال مین پیش کرتے ہین کہ متوفیک کی تفسیر انہون نے ممیتک کی ہے) اوس سے اونکی موت ثابت نہین جیسا کہ اماتہ اللہ سے عزیر علیہ السلام کی موت بقول مرزا صاحب ثابت نہین۔ اور اگر عیسٰی کی موت ثابت کرنیکی غرض سے ممیتک جو تفسیر متوفیک ہین واقع ہی اوس سے حقیقی موت مرادلین تو فاماتہ اللہ سے عزیرؑ کی حقیقی موت ثابت ہوگی جس سے اون کا وہ مطلب فوت ہوجائیگا کہ کوئی شخص اس عالم مین دوبارہ زندہ نہین ہوسکتا اسلیئے کہ فاماتہ اللہ ماتہ عام ثم بعثہ سے عزیر علیہ السّلام کا دوبارہ زندہ ہونا ثابت ہے بہرحال اون دونون دعوون سے ایک دعوی اونکا ضرور باطل ہوگیا اسکے بعد احیائے موتی سے متعلق کل آیتون مین جو وہ تحریفین کر رہے ہین جیسا کہ ازالۃ الاوہام مین صفحہ ۹۲۳ لکھتے ہین کہ تمام قرآن مین جو احیائے موتی کے متعلق آیات ہین جن مین یہ مذکور ہے کہ فلان قوم یا شخص کو مارنے کے بعد زندہ کیا گیا اُن مین صرف اماتت کا لفظ ہے توفی کا لفظ نہین اوسمین یہی بھید ہے کہ توفی کے حقیقی معنے وفات دینے اور روح قبض کرنے کے ہین لیکن اماتت کے حقیقی معنے صرف مارنا اور موت دینا نہین بلکہ سلانا اور بیہوش کرنا بھی اوس مین

داخل ہے لہٰذا اونکو اس سے کچھ فائدہ نہین سوا اسکے کہ غضب الہی کا استحقاق حاصل ہو

ایک واقعہ احیاء موتی کا قران شریف مین یہ مذکور ہے کہ موسی علیہ السلام کے زمانہ مین ایک شخص مارا گیا جسکا قاتل معلوم نہ تھا موسی علیہ السلام کے معجزے سے مقتول زندہ ہوا۔ اور اپنے قاتل کا نام بتلا دیا یہ واقعہ سورہ بقر مین آیہ شریفہ واذ قتلتم نفسا فادارأتم الآیۃ مین مذکور ہے جس مین حقتعالی اپنی قدرت کاملہ اور موسی علیہ السلام کے معجزے کا حال ظاہر فرماتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کہتے ہین کہ نہ وہ قدرت خدا تھی نہ معجزہ بلکہ ایک معمولی بات تھی کہ مسمریزم کے عمل سے اوس مردہ کو حرکت ہوگئی تھی معاذ اللہ۔ مرزا صاحب کو عیسویت کے دعوی نے کہان تک پہونچا دیا قران کی تکذیب کی خدا کی قدرت کا انکار کیا انبیا کو ساحر قرار دیا عیسی علیہ السلام کے کمال درجہ کے یقین کی تعریف احادیث مین وارد ہے کہ یقین کی وجہ سے وہ پانی پر چلتے تھے مسیح موعود مین کم از کم ایمان تو ہونا چاہیے مگر یہان تو ایمان ہی ندارد کا مضمون صادق آرہا ہے اب بھلا مرزا صاحب کو اہل ایمان مسیح موعود کس طرح تصور کرین۔ اس آیہ شریفہ کی تفسیر اور مرزا صاحب کے شبہات پیشتر لکھے جاچکے ہین اعادہ کی حاجت نہین۔

اور ایک واقعہ احیاء موتی کا آیہ شریفہ واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحیی الموتی مین مذکور ہے جو ابراہیم علیہ السلام سے وقوع مین آیا مرزا صاحب نے اوسکو بھی مسمریزم کہکر ٹالدیا جسکا حال پیشتر مذکور ہوا۔

اور حق تعالی نے قرآن شریف مین عیسی علیہ السلام کا معجزہ احیاء اموات کئی مقام مین بیان فرمایا ہے اور اونکے احیاء اموات کے واقعات احادیث سے بھی معلوم ہوئے

مگر مرزا صاحب کی رائے ہے کہ نہ کوئی واقعہ صحیح ہے نہ خدا تعالی کا خبر دینا۔ چنانچہ فرماتے ہیں
کہ دراصل وہ قریب الموت آدمی کی روح مین مسمریزم کے عمل سے چند منٹ کیلئے گرمی
پہونچا دیتے تھے جسکا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ عیسی علیہ السلام ایک معمولی جادوگر تھے
جو مسمریزم مین مشاقی حاصل کرکے قریب الموت بیمارون کو مسمریزم سے حرکت دیتے
جس سے دہوکا دینا مقصود تھا کہ ہم مردون کو بھی زندہ کرتے ہین اور حق تعالی نے
اونکی بڑائی کی غرض سے اصل واقعہ چھپا کر اوس قابل نفرت کارروائی یعنے عمل مسمریزم کو
ایسے الفاظ مین بیان کیا کہ ہر شخص یہ سمجھے کہ سچ مچ وہ مردون کو زندہ کیا کرتے تھے اور
اوس دہوکے کو باذن اللہ کہکر اور بھی مستحکم کر دیا کہ جب خدا کے حکم و اجازت سے یہ کام
کرتے تھے تو مسلمان یہی سمجھین کہ فی الواقع وہ مردون کو زندہ کیا کرتے تھے۔ کیا اب اس کے
بعد بھی کوئی درجہ باقی ہے جسکا انتظار ہے۔ مسمریزم کی ایجاد کو ابھی پورے سو برس نہین
گذرے اگر مرزا صاحب اس صدی کے پہلے ہوتے تو جن آیتون مین احیای اموات کو
مسمریزمی تحریک قرار دیتے ہین اوسوقت اوسکی طرف تو خیال کا منتقل ہونا محال تھا۔ اور
احیاے اموات کے بھی قائل نہین معلوم نہین اوسوقت ان آیتون کے کیا معنے بیان
فرماتے۔ اہل رائے سمجھ سکتے ہین کہ جب احیاے اموات بھی نہوا ورنہ متشابہ حیات
یعنے مسمریزمی حرکت کا احتمال قائم ہو تو بجز اسکے کہ ان آیتون کا سرے سے انکار ہی کیا جاتا
اور کوئی صورت نہ تھی مسمیر صاحب کا احسان سمجھنا چاہیئے کہ اونکی وجہ سے اس
کھلے انکار کی نوبت نہ آئی ۔

اور حق تعالی فرماتا ہے الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وہم الوف حذر الموت
فقال لہم اللہ موتوا ثم احیاہم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون

یعنے کیا تمہین نہین معلوم کہ ایکبار ہزار ون آدمی موت سے ڈر کر اپنے گہرون سے نکل گئے تھے اللہ نے اونکو کہا کہ تم سب مرجاؤ تو وہ مرگئے پہر اونکو زندہ کیا اللہ کا لوگون پر بڑا فضل ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہین کرتے ؛؛ مرزا صاحب یہان بھی وہی نیند یا بیہوشی موت سے مراد لیتے ہین کیونکہ ابہی معلوم ہوا کہ انہون نے عام قاعدہ ایسے موقعون کیلئے بنا دیا ہے کہ جہان موت کا لفظ آجائے اوسکے معنی بیہوشی یا نیند لئے جائین۔ مرزا صاحب کی رائے پر اس آیت کے یہ معنی ہوے کہ ہزارہا آدمی نیند کے ڈر سے بھاگے سو حقتعالی نے اون سب کو کہا کہ سو رہو۔ پہر جب سو گئے تو اون کو جگا دیا۔ اللہ کا لوگون پر بڑا فضل ہے۔ معلوم نہین کہ نیند ایسی کیا مصیبت کی چیز تھی جسکے ڈر سے ہزارون آدمی گہربار چہوڑکر بھاگ گئے۔ پہر خداتعالی نے سب کو سلا دیا پہر جگا بھی دیا۔ نیند تو ستۃ ضروریہ مین ہے اور عادۃ اللہ جاری ہے کہ ہر رات آدمی سوتا پہر بیدار بھی ہو جاتا ہے گو یہ سب حق تعالی ہی کے حکم سے ہوتا ہے مگر یہ کوئی نئی بات نہین جسکا بیان اس اہتمام سے فرماتا ہے فقال لہم اللہ موتوا ثم احیاہم ان اللہ لذو فضل علی الناس جسکو تہوڑی بھی عقل ایمان کے ساتھہ ہو کیا اس آیت کے یہی معنی سمجہیگا جو مرزا صاحب تبلاتے ہین کیا یہ حقتعالی کی شان کی بات ہے کہ قرآن مین ایسا واقعہ بیان فرماوے کہ نیند سے یا موت سے بہاگے ہوون کو سلا دیا پہر جگا دیا اور بڑا ہی فضل کیا۔ جب مرزا صاحب نے خداتعالی کے کلام معجز نظام کو رکیک اور مہمل بنانیکی کچھہ پروا نکی تو اب کونسی بات اون کیلئے دشوار ہی۔ یہ تو مرزا صاحب کی تفسیر بالرائے تھی۔ اب اصل تفسیر سنئے امام سیوطی نے درمنثور مین اس آیت کی شان نزول نقل کی ہے کہ ایکبار عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے دو یہودی آئے ایک نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہین سنکے عمر رضی اللہ عنہ جب جانے لگے اون سے پوچھا کہ تم کیا کہہ رہے تھے انہون نے کہا کتاب مین لکھا ہے کہ ایک شخص لوہے کا سینگ یعنی نہایت قوی ہوگا اور اوسکو وہ دیا جائیگا

جو نبی اللہ حزقیل کو دیا گیا تھا جنکی دعا سے مردے زندہ ہوئے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ما نجد
فی کتاب اللہ حزقیل ولا احیا الموتے باذن اللہ الا عیسی یعنے ہماری کتاب مین نہ حزقیل کا نام ہے
اور نہ یہ کہ سواے عیسی علیہ السلام کے اور کسی نے باذن اللہ مردے کو زندہ کئے۔ انہون نے
کہا کیا تمہاری کتاب مین یہ نہین ہے ورسلا لم نقصصہم علیک یعنے بہت رسولون کے قصے قرآن
مین نہین بیان کئے گئے۔ عمر نے فرمایا ہان یہ تو ہے انہون نے کہا کہ حزقیل نے جو مردے
زندہ کئے تھے اوس کا واقعہ یہ ہے کہ ایکبار بنی اسرائیل مین ایک عام مرض پھیلا تہا جس سے
بہت لوگ بہاگ گئے ایک میل کے فاصلہ پر وہ لوگ ہونگے کہ یکبارگی وہ سب بحکم الہی مر گئے اور
ایک مدت تک وہین پڑے رہے یہان تک کہ اونکی ہڈیان بوسیدہ ہو گئین اوسوقت
حزقیل نبی اللہ کا وہان گذر ہوا اور انہون نے اونکے زندہ ہونیکی دعا کی چنانچہ وہ سب زندہ
ہو گئے اسکے اوس واقعہ کی تصدیق مین آیہ شریفہ الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وہم الوف
نازل ہوئی اسکے سوا اور بہت سی روایتین درمنثور مین منقول ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے
عن ابن عباس فی قولہ الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وہم الوف حذر الموت قال کانوا
اربعۃ الاف خرجوا فرارا من الطاعون وقالوا ناتی ارضا لیس بہا موت حتی اذا کانوا بموضع
کذا وکذا قال لہم موتوا فمر علیہم نبی من الانبیاء فدعا ان یحییہم حتی یعبدوہ فاحیاہم یعنی ابن
عباس فرماتے ہین کہ چار ہزار شخص طاعون سے اس غرض سے بھاگے تھے کہ کسی ایسے
مقام مین جا بسین کہ جہان موت نہو۔ راستہ مین اون کو حکم ہوا کہ مر جاو اوسکے بعد
کسی نبی کا اون پر گذر ہوا اور انہون نے دعا کی کہ وہ زندہ ہون اور عبادت کرین چنانچہ
حق تعالے نے اون کو زندہ کیا یہان یہ خیال نہ کیا جائے کہ وہ لوگ شاید تھوڑی دیر
کے لئے زندہ ہوئے ہون گے۔ اسلئے کہ روایتون سے ثابت ہے کہ وہ لوگ بہت

روز زندہ رہے چنانچہ درمنثور مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہی
زندہ شدہ لوگون کو جہاد کا حکم ہوا تھا جسکا ذکر اسی قصہ کے متصل اس آیہ شریفہ مین ہے
وقاتلوا فی سبیل اللہ واعلموا ان اللہ سمیع علیم غرض کہ ہزارہا مردون کا زندہ ہونا اور
مثل اور زندون کے زندگی کرنا قران وحدیث سے ثابت ہے مرزا صاحب اگر
قرآن وحدیث ہی کو نہ مانین تو اوسکا علاج نہین حق تعالی فرماتا ہے فبای حدیث
بعدہ یومنون یعنی جب قرآن ہی پر ایمان نہ لائین تو اب کاہے پر ایمان لائینگے ۔
اور حق تعالی فرماتا ہے واذ قلتم یاموسی لن نومن لک حتی نری اللہ جہرۃ فاخذتکم
الصاعقۃ وانتم تنظرون ثم بعثناکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون یعنے یاد کرو جب تم یعنے
تمہارے بڑون نے موسی علیہ السلام سے کہا تھا کہ ای موسی جب تک ہم خدا کو ظاہر
نہین نہ دیکھ لین کسی طرح تمہاری بات کا یقین نہ کرینگے ۔ اسپر تمکو یعنے تمہارے بڑون
کو بجلی نے آدبوچا اور تم دیکھا کئے پھر تمہارے مرے پیچھے ہم نے تم کو جلا اٹھایا
تاکہ شاید تم شکر کرو ۔ امام سیوطی رح نے تفسیر درمنثور مین لکھا ہے عن الربیع بن انس
فی قولہ واذ قلتم یاموسی لن نومن لک حتی نری اللہ جہرۃ قال ہم السبعون الذین اختارہم
موسی فاخذتکم الصاعقۃ قال ماتوا ثم بعثناکم فبعثوا من بعد الموت لیستوفوا اجالہم یعنے
ربیع بن انس سے روایت ہے کہ جن لوگون پر بجلی گری تھی وہ ستر آدمی تھے جنکو موسی
علیہ السلام نے انتخاب کیا تھا ۔ وہ سب مرنیکے بعد زندہ ہوئے ۔
اب اہل اسلام کی خدمت مین گزارش ہے کہ ہم نے اتنی ایات واحادیث
و اقوال سلف پیش کر دئے جن سے صراحۃً ثابت ہے کہ ہزارہا مردے زندہ ہو چکے
ہین اور یہ بات مسلم ہے کہ قرآن کے ایک حرف کا انکار تمام قرآن کا انکار ہے

جیساکہ تفسیر ابن جریر مین روایت ہے عن عبد اللہ قال کان من کفر بحرف من القرآن
او باٰیۃ فقد کفر بہ کلہ یعنے قرآن کی ایک آیت یا ایک حرف کا بھی کوئی انکار کرے
تو گویا اوس نے تمام قرآن کا انکار کردیا۔ اب ذرا تامل کیا جاے کہ جب ایک حرف
کا انکار تمام قرآن کا انکار ہے تو اتنی آیتون کا انکار کس طرح جائز ہوگا پہر علاوہ ان
آیات کے احادیث بھی بکثرت اونکے موید ہین اور تمام امت خصوصا اہل سنت وجماعت
کا ابتدا سے آج تک اسی پر اتفاق ہے کسیکو اوس مین کلام نہین اور مرزا صاحب نے
جوان تمام آیات واحادیث وغیرہ کا انکار کردیا اوس مین صرف اونکی ذاتی غرض ہے
کہ عیسی علیہ السلام کی موت فرض کرکے یہ ذہن نشین کرین کہ کوئی شخص مرنیکے بعد زندہ
نہین ہوسکتا اور احادیث سے عیسی علیہ السلام کا نزول بھی قیامت کے قریب ثابت ہے
اسلئے اون احادیث مین تاویلین کرکے اور اون کے ساتھ الہامون کی جوڑ لگاکر
چاہتے ہین کہ عیسی موعود خود بن بیٹھین ۔

اب ان آیات واحادیث واجماع امت اور واقعات پر اطلاع ہونے
کے بعد ہر شخص مختار ہے خواہ قرآن وحدیث اور ہزارہا کتب اہل سنت وجماعت جسمین یہ
مسئلہ مذکور اور مسلم ہے سب کی تکذیب کرکے مرزا صاحب کے قول پر ایمان لائے یا اپنے
ایمان کو عزیز رکھکر قران وحدیث پر ایمان لائے کیونکہ خود حق تعالی نے فرمادیا ہے
فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر یعنے جسکا جی چاہے ایمان لاے جسکا جی چاہے
کافر ہوجائے۔ مگر یاد رہے کہ اسی کے ساتھ حقتعالی نے یہ بھی فرمادیا ہے انا اعتدنا
للظالمین نارا۔ یعنے ہم نے ظالمون کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے ۔

مرزا صاحب کو مسیح موعود ہونے کا تو بہت کچھ شوق ہے لیکن اوسکے لوازم
و آثار کو و و پورے نکر سکے جسکا حال معلوم ہوا بلکہ جو صفات ان مین پائی جاتی ہین وہ
منافی عیسویت ہین مثلا دین کے پیرایہ مین دنیا طلبی وہ بھی کمال بدنما طریقہ سے
اس بات پر دلیل قطعی ہے کہ وہ عیسی موعود نہین ہوسکتے دیکھ لیجئے براہین احمدیہ کی نسبت
انہون نے لکھا تھا کہ اوسکی سینکڑہا جلدین تیار ہین چنانچہ اوسکی قیمت سو سو روپیہ پیشگی
وصول کرلیگئی۔ اور ایک جلد کے اندازہ مین چھاپ کر اوسکا خاتمہ ایک بات پر کردیا کہ خدا
اپنے دین کا خود حافظ ہے یعنی زیادہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہین۔ سراج منیر چھاپنے کے نام
سے پیشگی چندہ وصول کرلیا گیا اور کتاب ندارد۔ عطائی فرزند وغیرہ کی دعا پر پیشگی اجرت
وصول کیجاتی ہے۔ اپنی اور اپنے متعلقین کی تصویرین بیچکر روپیہ جمع کیا جاتا ہے۔ زکوۃ
اس تدبیر سے وصول کیجاتی ہے کہ ہر مسلمان کو زیور وغیرہ کی زکوۃ دینی ضروری ہے
اور اسوقت اسلام یتیم ہوگیا ہے اسلئے چاہئے کہ زکوۃ کے روپیہ سے اپنی تصانیف
خرید کرکے تقسیم کیجائین حالانکہ حق تعالی نے زکوۃ کا مصرف جو مقرر فرمایا ہے اوس کو
ہر طالب علم جانتا ہے کہ فقرا اور مساکین وغیرہ ہین۔ کعبہ جو اپنے گھر مین بنایا اوس سے
بھی غرض ہے کہ حج کی رقم اپنے گھر مین آیا کرے اسکے سوا اونکی اور بہت سی کاروائیان
ہین مثل الحاد و تحریف قرآن اور خدا پر افترا وغیرہ وغیرہ جنمین سے چند اس کتاب مین
بھی مذکور ہوئین۔ الحاصل ان امور کے دیکھنے کے بعد اون کا دعوی عیسویت
بداہتہ باطل ہوجاتا ہے۔

غلطنامہ افادۃ الافہام جلد ثانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۰	عمول	عموماً	۲۸	۲	تغیرس	تغیر
۳	۱۳	راولپویں	راویوں	۲۹	۶	تے	لے
״	۱۶	اہنی	رہتی	״	۱۰	لاتا	لانا
״	۱۹	یکتسب	ان یکتیب	۳۰	۸	قابل	قائل
۵	۶	الترسل	التوسل	۳۲	۱۴	بنا	نیا
״	۹	الاکناف	الاکتاف	۳۳	۱	مغرح	مصرح
״	۱۱	وان	ان	۳۴	۱	لے	لئے
״	۱۲	الاشباء	الاشیاء	״	۱	جبز	نیز
۶	۱۰	استبغاد	استبعاد	״	۴	معافی	معانی
۱۳	۵	بات	ثابت	״	۶	فتادہ	قتادہ
״	۱۷	لکہتے	لکہتے ہیں	״	۱۳	یخفوُنَ	یخفونَ
۱۴	۱۲	جریمہ	خزیمہ	״	۱۴	یاتیہ امنا	یاتی امناً
۱۷	۹	صداق	صدوق	״	۱۹	ذکیر	ذکرہ
״	۱۰	تابع	متابع	۳۵	۶	منخرف	محرف
״	۱۱	ایک	کہ ایک	״	۱۳	ناچیر	ناچیز
۲۷	۱۹	لیتے	لیتے ہیں	۳۶	۱۲	ضرورت میں	ضرورت سے
۲۸	۲	عزیاً	عربیا	״	۱۵	وغیرہ	وغیرہ کے
״	۲	قرآن ہم نے	ہم نے	۳۸	۱۶	دہیر	دبرد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۱۹	عذر	غدر	۶۰	۱۲	کیا کہا	کیا کیا
۴۲	۱۷	ور	اور	۶۴	۴	محدیث	مجددیت
۴۴	۱۵	سلیمان اللہ	سبحان اللہ	۶۵	۱۶	یتاخرون	یستاخرون
۴۵	۱	نہار	تہا	〃	۱۷	یستقدمون	تستقدمون
〃	〃	جوداں	چودہ	۶۶	۱۰	اتار	خدا کو اتار
〃	۱۴	بتائی	بنائی	۶۹	۴	میسرة	مسیرة
〃	۱۷	میتھہ	تنبیہ	〃	۷	جمعہ	جمعة
〃	۱۸	خزائری	جزائری	۷۱	۸	اس وجہ	اس وجہ سے
۴۶	۱۸	یالنبی	یالیتنی	۷۲	۲	پہلے	پہلتے
۴۷	۵	الآبہ	الایہ	۷۳	۳	وبہ	وجہ
۴۹	۶	کرتے ہیں	کرنے میں	۷۷	۴	سوصیت	خصوصیت
〃	۱۷	نے	نے جو	۷۸	۱۲	وتکون	اوتکون
۵۰	۲	بوشع	یوشع	۷۹	۱۶	دیتے گئے	دیے گئے
〃	۶	مسجزات	معجزات	۸۴	۲	اسوجہ	اسوجہ سے
〃	۷	علیہا السلام	علیہا السلام	〃	۴	بات ہے	بات نہیں ہے
۵۱	۳	شد	شنذ	۹۲	۱۶	سمر	سحر
۵۴	۲	صحت	حجت	۹۴	۱۰	ظاہر سے	ظاہر ہے
〃	۴	میرما	میرا	۹۶	۱۲	آیاست	آیات
〃	۱۶	کم و	کم از کم	〃	〃	ودار	وار
۵۹	۱	میں	میں آنا	۹۸	۱۴	دمکھتی	دہکتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۹	۹	بھی اس سے	اس سے بھی	۱۳۸	۱۶	طیر	طیرا
۱۰۰	۲	ہے	تھے	〃	۱۷	فیقل	فیفصل
〃	۸	کے	کئے	۱۳۹	۱۵	عبدالقوی	عبدالعزی
〃	۱۱	نبیوں	بینوں	۱۴۰	۶	برساہوے	برسائے
۱۰۵	۶	نہی امیہ	بنی امیہ	〃	۱۱	بوجائینگے	ہوجائینگے
〃	۱۹	سوچتا	سوجہتا	۱۴۱	۱۶	ہوینگے	ہونگے
۱۰۹	۶	انزنا	اترنا	۱۴۴	۲	بھی ہے	ہی ہے
۱۱۳	۲	تَشخُّص	تَشخَص	〃	۴	اشیہہ	اشبہہ
〃	۳	ہوگا	ہوتا	۱۴۵	۸	ہواتا	ہوتا
۱۱۴	۴	بہریگا	پہریگا	۱۴۹	۴	بہیلی	پہیلی
۱۱۶	۸	اسبات	اس باب	۱۵۱	۱۱	اب	ثواب
〃	۹	ہر	بہت	〃	۱۹	ایسافرہ	+
۱۱۷	۱۴	یفیسع	یضیع	۱۵۲	۹	مواقع	موانع
〃	۱۵	یقبض	یفیض	۱۵۳	۲	ابتدائی	ابتدائیہ
۱۲۵	۱۶	ذخار	ذخائر	۱۵۴	۱۱	یوما	یوم
۱۲۷	۱۸	والتاخف	التاغف	〃	۱۵	اونکے	انکے
۱۲۸	۱۶	الصیبان	الصبیان	〃	۱۹	احلی الجبہتہ	اجلی الجبہتہ
۱۳۵	۳	التعلی	المنجلی	۱۵۵	۲	مسعی	متقی
۱۳۷	۱۸	فیومتوں	فیومنون	۱۵۶	۷	خلقہ	خلعہ
〃	۱۹	ذرمی	ذری	〃	۱۴	اوسی	اسی
۱۳۸	۷	نفعہ	نفعہ				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۷	۱۸	بیت المدس	بیت المقدس	۱۹۹	۷	والات	واللات
۱۵۹	۵	سجھتا	سمجھتا	۲۰۰	۱۳	پوچھے	پوچھتے
۱۶۰	۱۲	الوارده	الواردة	۲۰۲	۱۹	معزلا	معتزلہ
۱۶۵	۱۴	ہوگئی	ہواکی	۲۰۳	۱	کالمشتہزی	کالمستہزی
۱۶۹	۱۲	تکلیف	تکلف	〃	۴	ہیت	ہیا
۱۷۰	۹	القدم	المقدم	〃	۷	بعدظہراینا	بین ظہرانینا
۱۷۸	۵	مقدمہ	مقدمتہ	〃	۱۱	اصاحب	اصاب
۱۸۲	۱۱	چیز	جز	۲۰۵	۱۱	سائل	مسائل
۱۸۶	〃	ہدیہا	ہدنہا	۲۰۹	۳	چھوڑونے	چھوڑ دینے
۱۸۷	۷	ہوئے	کرنے	〃	۱۳	میره	میرة
۱۸۸	۷	گفتت	گفت است	〃	۱۶	میرہم	میرہم
۱۹۰	۱	حب	جب	۲۱۲	۱۴	حصیم	حکیم
۱۹۱	۱۹	ہیں	رہیں	۲۲۴	۳	میر	نیئر
۱۹۲	۹	طریقہ	طریقے	〃	۹	ہوگی	ثابت ہوگی
۱۹۵	۳	وغیرہ	وغیرہ امور	۲۲۷	۷	پیدار	پیدا
〃	۵	تدبیر	تدبر	۲۲۹	۱	راست	رات
〃	۱۱	استیعاد	استبعاد	〃	۱۷	واور	اور
۱۹۸	۲	بسیاره	بسیرة	۲۳۴	۳	وجیہ	وحیہ
〃	۳	منتہ	منہ	۲۳۶	۳	ہجرت	بعثت
۱۹۹	۱	جاتے	جاتا	۲۴۰	۲	محمد	محمدا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۱	۱	یزی	یری	۲۹۱	۹	ناکفروا	کفروا
۲۴۳	۸	تنقطع	انقطع	۲۸۲	۳	پھوچیگا	پوچھیگا
〃	۹	محلف	یحلف	۲۸۳	۷	کم	لم
〃	۱۱	روایت	رویت	۲۹۹	۱۱	جاویگا	جاونگا
۲۴۴	۴	قولة	قوله	۳۰۲	۹	التدامه	الندامة
〃	۵	نزله	نزلة	〃	۱۰	مقید	مفید
۲۴۶	۴	اظل	ظل	۳۰۷	۶	اوا	اذا
〃	۶	دعائیه	دعائه	۳۱۰	۱۰	دوسری	دوسرا
۲۴۷	۳	آسمانوپر	آسمانوں پر	۳۱۶	۱۲	کرتے ہیں ہے	کرنے میں ہے
۲۴۹	۱۳	خواہوں	ہواخواہوں	۳۱۷	۱	عزیز	عزیر
۲۵۸	۵	اوسکا	اونکا	۳۲۴	۱۵	آقوا	اتوا
〃	۱۸	بنت	جنت	۳۲۵	۳	ہم	تم
۲۶۰	۱۴	اوبے	ڈوبے	〃	۱۸	حق تعالی	حق تعالی نے
۲۶۱	۱	فی خرہا	حرہا	۳۲۹	۷	ہے	یہ ہے
۲۶۲	۱	ینقذ	ینفذ	۳۳۳	۶	دکھلا وہ	دکھلاؤ وہ
〃	۱۷	فانی	وانی	۳۳۷	۳	یفعل	لفعل
۲۶۸	۱	اوڑجائینگے	اڑینگے	۳۳۸	۹	سیدنا	سید
۱۷۱	۱۱	علیہا	علیہا	۳۴۰	۸	سے	سے بھی
۲۸۱	۱	ودالسماء	والسماء	۳۴۱	۱۹	اونکی	اور اونکی
〃	۵	تیسالوں	تیسائلوں	۳۴۵	۲	لیسی	الیسی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۵	۱۴	تتشابہ	مشابہ	۳۵۷	۳	کئے	کیا

تمت

قطعہ تاریخ طبع کتاب نتیجہ طبع معلّی مولانا مولوی محمد مظفر الدین صاحب المتخلص بہ معلیٰ

الحق کو ہے مژدۂ جاں بخش
قادیانی کا رد خوش اسلوب
ہے معلیٰ یہ اوس کا سال طبع
ہوئی تردید اہل باطل خوب
۱۳۲۵